۱۲: ربیع الاول

تاریخ آمد رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

تالیف

طارق انور مصباحی

مخدوم فقیہ اسماعیل سکری اکیڈمی (بھٹکل)

﴿قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌوَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ﴾

(سورہ مائدہ:۱۵)

۱۲: ربیع الاول

تاریخ آمد رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

تالیف

طارق انور مصباحی

ناشر

مخدوم فقیہ اسماعیل سکری اکیڈمی (بھٹکل)

اسم کتاب: ۱۲: ربیع الاول: تاریخ آمد رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تالیف: طارق انور مصباحی

(کیرلا: انڈیا)

پروف ریڈنگ: مولانا فیضان رضا رضوی

(بھٹکل: کرناٹک)

سن اشاعت: ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰۱۸ء

ناشر: مخدوم فقیہ اسماعیل سکری اکیڈمی

(بھٹکل: کرناٹک)

فہرست مضامین

مقدمہ

نعت بے نظیر 5
مکمل قرآن مدح مصطفٰے 6
جن کے زیر لوا 8
میلاد نبوی اور ابولہب 10
تعظیم رسول کا انوکھا انداز 12

باب اول

جشن عید میلاد اور عید و بقر عید 13
ذکر میلاد کو ناجائز کہنا غلط 15
ڈیڑھ سو حوالہ جات 17
اسمائے گرامی اصحاب روایات 18
روایات صحابہ کرام 26
روایات تابعین 30
روایت سعید بن مسیّب 30
روایت معروف بن خربوذ 30
روایت محمد بن اسحاق 31
روایت ابو معشر نجیح 32
رواۃ اربعہ کی تابعیت 32
کتب احادیث 37
کتب تفاسیر 39
کتب شروح احادیث 40
کتب سیرت و شمائل 42
کتب انساب 52
کتب جرح و تعدیل 53
کتب تواریخ و طبقات 54
کتب فقہ و اصول فقہ 59
کتب لغت و ادب 62
کتب ہنود 62
کتب وہابیہ 63
کتب دیابنہ 65
کتب جماعت اسلامی 66
کتب نیچریہ 66
کتب قادیانی 65
کتب سلفیان عرب 67
متفرق کتب 69
بارہ تاریخ پر اتفاق و ترجیح 74
عید میلاد کب منائی جائے؟ 80
نیسان اپریل یا اگست؟ 81
تاریخ ولادت اور غیر عربی تواریخ 82
۹ ربیع الاول کی حقیقت 84

باب دوم

امام احمد رضا اور علم ریاضی 89
عقلی حساب نا قابل اعتبار 91

باب سوم

فضائل ذکر میلاد 93
جھنڈے، جلوس، چراغاں 98
ساری کائنات میں چراغاں 104
عہد نبوی میں جلوس 107
عید کا لغوی مفہوم 109
نزول نعمت کا دن عید 110
جمعہ کا دن عید 111
جمعہ کا دن عیدین سے افضل 113
یوم وفات عید کیسے؟ 114
نبی کا وصال بھی رحمت 121
بعد وفات اہل اللہ کا مقام 122
وصال مبارک کی تاریخ و وقت 122
بارہ/ تیرہ کا فیصلہ 130

باب چہارم

جشن عید میلاد کے شرعی احکام 132
ضرورت کے وقت اختیار سبب 133
صدی اول میں میلاد 135
عہد رسالت اور جشن ولادت 137
ہر ہفتہ جشن ولادت 139
عہد صحابہ میں ولادت کی خوشی 142
صدی دوم 144
زیارت مکان ولادت اقدس 148
مکان ولادت میں تعمیر مسجد 153
صدی سوم 155
صدی چہارم 156
صدی پنجم 156
شاہ اربل سے قبل میلاد کی دھوم 156
صدی ششم 158
موصل میں جشن میلاد 158
صدی ہفتم 160
شاہ اربل اور جشن میلاد 160
شاہ اربل کے جشن کا حال 161
صدی ہشتم 173
صدی دہم 174
جشن میلاد و اسلاف کرام 178

خاتمہ

آداب عشق و تعلق بالرسول ﷺ 179
نعت در شان سرور کائنات ﷺ 193
مؤلف کی تالیفات 196

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الاعلیٰ وآلہ

مقدمہ

نعمت بے نظیر

ہے محبت سے عبارت میری فطرت کا خمیر　　میں وفا کے واسطے ہوں اور وفا میرے لیے

منشأ تخلیق کل جہاں، عالم ما یکون وما کاں، ہادی کائنات، افضل موجودات، سید الاولین والآخرین، امام الانبیاء والمرسلین، سید السادات علی الاطلاق، افضل الخلائق بالاتفاق، خاتم الانبیاء، حبیب کبریا، حضرت سیدنا وسندنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کی جلوہ گری کا اعلان فرماتے ہوئے رب تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ارشاد فرمایا:

(۱){قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌوَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ}(سورہ مائدہ: آیت ۱۵)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا، اور روشن کتاب۔(کنزالایمان)

رب تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا چرچا کرنے کا حکم فرمایا، اور ذکر نعمت، شکر نعمت کی منزل میں ہے۔

(۲){وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ}(سورہ ضحیٰ: آیت ۱۱)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔(کنزالایمان)

مخلوقات میں کوئی ایسی نعمت نظر نہیں آتی، جو ہر ایک کے لیے یعنی ساری کائنات کے لیے نعمت ہو سکے، مثلاً سورج چمگادڑ کے لیے نعمت نہیں۔ بہت سی عمدہ غذائیں مختلف قسم کے مریضوں کے لیے نعمت نہیں، بلکہ اسباب مصیبت ہیں۔ اسی طرح غور وفکر کیا جائے تو شاید ہر نعمت کسی کے لیے سامان مصیبت ہو سکتی ہے، مگر ہمارے حبیب وسردار، کائنات کے تاجدار کو دیکھیں تو ہر ایک کے لیے نعمت ورحمت ہیں۔ شاید مخلوقات میں کوئی ایسا دعویٰ کرتا تو اسے دلیل پیش کرنی ہوتی، لیکن یہ دعویٰ نہیں، بلکہ رب تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ ہاں، اسے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کیسے آپ ساری کائنات کے لیے رحمت ونعمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان

اوصاف عالیہ وکمالات فاضلہ سے متصف فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوقات کے لیے رحمت ثابت ہوئے۔کائنات عالم کی اطلاع کے واسطے قرآن مجید میں ارشاد الٰہی وارد ہوا۔

(۳){وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ}(سورہ انبیاء:آیت ۱۰۷)

ترجمہ:اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا،مگر رحمت سارے جہاں کے لیے۔(کنزالایمان)

منقوشہ بالا آیت مقدسہ سے بالکل واضح ہوگیا کہ تمام مخلوقات الٰہی کے لیے رسول مجتبیٰ ، نبی مرتضیٰ ، پیغمبر مصطفٰے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر کائنات عالم میں کوئی نعمت نہیں، پس بندگان خداوند قدوس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چرچا کرتے ہیں۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ افروزی کی مناسبت سے جشن وخوشی مناتے ہیں۔جلسہ وجلوس کا اہتمام کرتے ہیں۔یہ حکم خداوندی کی بجاآوری ہے،نہ کہ بدعت وغیر مشروع۔

اب جو حرماں نصیب ہیں،وہ اپنے احساس محرومی کی تشہیر کیے پھرتے ہیں،تاکہ ارباب نصیب بھی انعامات الٰہیہ سے منقطع ہوکر رہ جائیں۔عامۃ المسلمین میں تشکیک وتغلیط کی گرم بازاری برپا کرتے رہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ سامانی ۱۲:ربیع الاول شریف کو نہ ہوئی تھی ، بلکہ ۹:ربیع الاول کو ہوئی تھی ، حالاں کہ اگر مسلمانان اہل سنت و جماعت ۹:ربیع الاول کو ''جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' منائیں تو بھی یہ لوگ ''شرک و بدعت'' کا فتویٰ جاری کریں گے،کیوں کہ ''جشن عید میلاد نبوی'' ان کے یہاں غیر مشروع ہے۔

مکمل قرآن:مدح مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قرآن مجید کی ہر آیت میں مدح مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موجود ہے،گرچہ ہمارا علم وشعور اس کا ادراک نہیں کرپاتا۔امام احمد رضا قادری (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ) نے تحریر فرمایا:

''شیخ محقق (عبدالحق محدث دہلوی) نے اخبار الاخیار میں بعض اولیا کی ایک تفسیر بتائی،جس میں انہوں نے ہر آیت کو نعت کردیا ہے''۔(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ص ۲۵۲-رضا اکیڈمی ممبئی)

ایک جانب سارا قرآن ہی مدح مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔دوسری جانب اللہ

تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کو بلند فرمادیا ہے،یعنی کائنات عالم میں ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتا رہے گا۔اب کون ہے جو رب تعالیٰ کے مقابل آئے؟کون ہے جو ذکر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بند کردے؟رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

{وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ}(سورہ الم نشرح:آیت ۴)

ترجمہ:اورہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند فرمادیا۔(کنزالایمان)

آیت مبارکہ کی تفسیر وتشریح احادیث وتفاسیر میں موجود ہیں۔بعض احادیث درج ذیل ہیں۔

(۱){اَخْرَجَ اِبْنُ عَسَاکِرَ عَنِ الْحَسَنِ فِیْ قَوْلِہٖ:وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ،قَالَ:اَ لَا تَرٰی اَنَّ اللّٰہَ لَایُذْکَرُ فِیْ مَوْضَعٍ اِلَّا ذُکِرَمَعَہٗ نَبِیُّہٗ}

(الدرالمنثور فی التفسیر الماثور ج۸ص ۵۴۹)

﴿ت﴾ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد الٰہی ’’ورفعنا لک ذکرک‘‘ کے بارے میں فرمایا۔کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ جہاں کہیں رب تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے،وہاں اس کے ساتھ اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے۔

(۲){اَخْرَجَ اَبُوْ یُعْلٰی وَابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ مَرْدَوَیْہِ وَاَبُوْنُعَیْمٍ فَی الدَّلَائِلِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ:اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ:تَدْرِیْ کَیْفَ رَفَعْتُ ذِکْرَکَ؟ قُلْتُ:اَللّٰہُ اَعْلَمُ قَالَ:اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیَ}

(الدرالمنثور فی التفسیر الماثور ج۸ص ۵۴۹)

﴿ت﴾ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔میرے پاس جبریل امین آئے توانھوں نے کہا:آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رب دریافت فرماتا ہے کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے کیسے آپ کا ذکر بلند فرمایا؟آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ زیادہ علم والا ہے۔جبریل امین نے جواب دیا(کہ رب تعالیٰ نے فرمایا)جب میرا ذکر کیا جاتا ہے تو میرے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے۔

(۳){اَخْرَجَ اِبْنُ عَسَاکِرَ مِنْ طَرِیْقِ الْکَلْبِیِّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ''وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ''قَالَ:لَا یُذْکَرُ اللّٰہُ اِلَّا ذُکِرْتَ مَعَہٗ}

(الدرالمنثور فی التفسیر الماثور ج۸ص۵۴۹)

﴿ت﴾حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے''ورفعنا لک ذکرک''کی توضیح وتشریح میں فرمایا:آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوگا۔

(۴){اَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالْبَیْہَقِیُّ فِی الدَّلَائِلِ عَنْ قَتَادَۃَ''وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ''قَالَ:رَفَعَ اللّٰہُ ذِکْرَہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ فَلَیْسَ خَطِیْبٌ وَلَا مُتَشَہِّدٌ وَلَا صَاحِبُ صَلَاۃٍ اِلَّا یُنَادِیْ-اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ}(الدرالمنثور فی التفسیر الماثور ج۸ص۵۴۹)

﴿ت﴾حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے''ورفعنا لک ذکرک''کے بارے میں فرمایا:آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کو اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت میں بلند فرمادیا،پس ہر خطبہ پڑھنے والا،تشہد پڑھنے والا اور نماز پڑھنے والا کہتا ہے:''اشہدان لاالہ الا اللہ واشہدان محمد رسول اللہ''۔

جن کے زیر لوا:آدم ومن سوا

لواء الحمد ایک جھنڈا ہے،جو حشر کے دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کیا جائے گا۔تمام اولین وآخرین،انبیا ومرسلین،اولیا وصالحین،مومنین ومسلمین اس جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے،اور تمام اولین وآخرین آپ کی حمد بیان کریں گے،یہی مقام محمود ہے۔حشر کا دن ایسا ہولناک دن ہے کہ اس کی طرح خوفناک کوئی دن نہیں۔اس دن بھی ہمارے رسول کا ذکر جمیل ہو گا اور تمام اولین وآخرین آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بڑائی بیان کریں گے۔اب روکنے والے کہاں کہاں ذکر رسول کو روکیں گے؟جو دنیا میں نہ روک سکے،آخرت میں کیسے روک دیں گے؟یہ مخلوق مجبور ومحکوم ہے،خود کو مختار وحاکم سمجھ بیٹھنا عقل کا دیوالیہ پن نہیں تو اور کیا ہے؟

{عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا}(سورہ بنی اسرائیل:آیت ۷۹)

ترجمہ: قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے، جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

(کنز الایمان)

(۱){عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ....فَیَشْفَعُ لِیُقْضٰی بَیْنَ الْخَلْقِ فَیَمْشِیْ حَتّٰی یَأْخُذَ بِحَلْقَۃِ الْبَابِ فَیَوْمَئِذٍ یَبْعَثُہُ اللّٰہُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا یَحْمَدُہٗ اَھْلُ الْجَمْعِ کُلُّھُمْ}(صحیح بخاری ج ا باب الطیب للجمعہ)

〈ت〉 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:..................پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے، تاکہ مخلوق کا فیصلہ ہو جائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چل کر باب جنت کا حلقہ پکڑ لیں گے، پس اس دن اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقام محمود عطا فرمائے گا کہ تمام اہل محشر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان کریں گے۔

(۲){عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ-الحدیث}(سنن ترمذی ج ۲، تفسیر سورہ بنی اسرائیل)

〈ت〉 حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار ہوں، اور (مجھے) کوئی فخر نہیں، اور میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا، اور (مجھے) کوئی فخر نہیں، اور قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام اور ہر نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

توضیح: آیت کریمہ ''ورفعنا لک ذکرک'' سے ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کی بلندی چاہتا ہے۔ اسی طرح رب تعالیٰ کی رضا مندی اس میں ہے کہ بندگان الٰہی ذکر خدا میں مشغول رہیں۔ قرآن کی بہت سی آیتوں میں ذکر الٰہی کی ترغیب ہے۔

{وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ}(سورہ انفال: آیت ۴۵)

ترجمہ: اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔ (کنز الایمان)

جب ذکر الٰہی کی کثرت ہوگی تو لامحالہ اس کے ساتھ ذکر رسول بھی ہوگا۔اس طرح ان شاء اللہ تعالیٰ ذکر الٰہی کے ساتھ ذکر رسول بھی جاری رہے گا۔ بند کرنے کی قوت کسی مخلوق کو نہیں۔

چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے　　　رفعت شان رفعنا لک ذکرک دیکھے

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ،اور آپ صلی اللہ تعالیٰ ایسی نعمت ہیں کہ آپ کے فیوض وبرکات اور خیرات و حسنات سے کل مخلوق مستفید و مستفیض ہورہی ہے،خواہ وہ اہل زمین ہوں، یا اہل آسمان ،اور خداوند قدوس نے اپنی ہر رحمت پر بندوں کو خوشی منانے حکم فرمایا، پس جو رحمت خداوندی تمام رحمتوں سے عظیم ترین ہو کہ اس سے عظیم رحمت ونعمت بندوں کو رب تعالیٰ نے عطا ہی نہ فرمایا ہوتو ضرور ایسی عظیم ترین رحمت پر خوشی منانا بدرجہ اولیٰ رضائے الٰہی کا یقینی سبب ہوگا۔

{قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ}

(سورہ یونس: آیت ۵۸)

ترجمہ: تم فرماؤ، اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیئے کہ خوشی کریں، وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔(کنزالایمان)

میلادنبوی اور ابولہب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی منانے پر اجروثواب ملنے کا ایک اہم ثبوت یہ ہے کہ ابولہب نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کی خوشی میں اپنی باندی ثویبہ کو آزاد کیا، اس کی وجہ سے وہ کافر ہونے کے باوجود اجروثواب کا مستحق قرار پایا، پھر مسلمان کیوں اجروثواب کا مستحق نہیں ہوگا؟؟؟

{قَالَ عُرْوَةُ: وَثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِاَبِيْ لَهَبٍ كَانَ اَبُوْ لَهَبٍ اَعْتَقَهَا فَاَرْضَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَهَبٍ اُرِيَهٗ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهٗ: مَاذَا لَقِيْتَ؟ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ: لَمْ اَلْقِ بَعْدَكُم غَيْرَ اَنِّيْ سُقِيْتُ فِيْ هٰذِهٖ بِعِتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ}

(صحیح بخاری: ج ۲ باب وامہاتکم اللاتی ارضعنکم)

〈ت〉 حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ثویبہ ابولہب کی باندی تھی۔ ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دودھ پلائی تھی، پس جب ابولہب مر گیا تو اس کے بعض اہل خانہ کو خواب میں ابولہب بری حالت میں دکھایا گیا تو انہوں نے اس سے دریافت کیا: تم نے کیا پایا؟ ابولہب نے کہا: میں نے تم لوگوں کے بعد اس کے علاوہ (کوئی بھلائی) نہیں پائی کہ مجھے اس (دو انگلیوں کے درمیان) میں سیراب کیا جاتا ہے، میرے ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے۔

امام الوہابیہ ابن تیمیہ حرانی کے شاگرد: ابن کثیر دمشقی (۷۰۰ھ-۷۷۴ھ) نے لکھا:

{زَادَ الْبُخَارِيُّ: قَالَ عُرْوَةُ: وَثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِاَبِيْ لَهَبٍ كَانَ اَبُوْلَهَبٍ اَعْتَقَهَا فَاَرْضَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْلَهَبٍ اُرِيَهٗ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهٗ: مَاذَا لَقِيْتَ؟ قَالَ اَبُوْلَهَبٍ: لَمْ اَلْقِ بَعْدَكُم غَيْرَ اَنِّيْ سُقِيْتُ فِيْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ: -اشار الى النقرة التى بين الابهام والتى تليها من الاصابع- و ذكر السهيلى وغيره: ان الرائى له هو اخوه العباس- وكان ذلك بعد سنة من وفاة ابى لهب بعد وقعة بدر- وفيه ان ابا لهب قال للعباس: انه ليخفف على فى مثل يوم الاثنين- قالوا: لانه لما بشرته ثويبة بميلاد ابن اخيه محمد بن عبد اللّٰه اعتقها من ساعته فجوزى بذلك لذلك} (السیرۃ النبویہ ج ۱ ص ۲۲۴: دار المعرفۃ بیروت- البدایۃ والنہایہ ج ۲ ص ۲۷۳: مکتبۃ المعارف بیروت)

〈ت〉 (حدیث مبارک کا ترجمہ ماقبل میں مرقوم ہے)............ ابولہب نے اشارہ کیا اس کھائی کی طرف جو انگوٹھا اور اس سے متصل (شہادت کی انگلی) ہے۔ حافظ عبد الرحمٰن بن عبد اللہ سہیلی: مؤلف ''الروض الانف'' (۵۰۸ھ-۵۸۱ھ) نے ذکر کیا کہ اس کو (خواب میں) دیکھنے والے اس کے بھائی عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے، اور یہ واقعہ بدر کے بعد، ابولہب کی موت کے ایک سال بعد ہوا۔ اس روایت میں یہ ہے کہ ابولہب نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کو کہا کہ مجھ پر ہر پیر کے دن عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے۔علما نے فرمایا کہ جب ثویبہ نے اسے اس کے بھتیجے حضور اقدس محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوش خبری دی تو ابولہب نے اسی وقت اس کو آزاد کر دیا، پس اس عمل کے بدلے تخفیف عذاب کا بدلہ دیا گیا۔

تعظیم رسول کا انوکھا انداز

امام ابن حاج مالکی عبدری مالکی فاسی: محمد بن محمد بن محمد، ابوعبداللہ (م ۷۳۷ھ) نے تحریر فرمایا:

{قَدْ جاءَ بَعْضُهُمْ اِلٰی زِیَارَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَدْخُلِ الْمَدِیْنَۃَ–بَلْ زَارَ مِنْ خَارِجِھَا اَدَبًا مِنْہُ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَعَ نَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ– فَقِیْلَ لَہٗ،اَ لَا تَدْخُلُ؟ فَقَالَ:اَ مِثْلِیْ یَدْخُلُ بَلَدَ سَیِّدِ الْکَوْنَیْنِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟لَا اَجِدُ نَفْسِیْ تَقْدِرُ عَلٰی ذٰلِکَ}

(المدخل ج ۱ ص ۲۵۴ - دار الکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: بعض صالحین زیارت نبوی کے لیے حاضر ہوئے تو شہر مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوئے، بلکہ اپنی جانب سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب کرتے ہوئے باہر شہر سے زیارت کر لی: اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے تو ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ اندر نہ جائیں گے؟ پس انہوں نے جواب دیا کہ کیا مجھ جیسا آدمی حضور اقدس تاجدار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر میں داخل ہوگا؟ میں اپنے اندر اس کی قدرت نہیں پاتا۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے حبیب حضور اقدس سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت اور تعظیم وتوقیر کی عمدہ توفیق عطا فرمائے: آمین بجاہ النبی الامین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ واولیاء ملتہ وعلماء امتہ اجمعین الیٰ یوم الدین

☆☆☆☆☆

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم::الحمد للّٰہ رب العلمین::والصلوٰۃ والسلام علٰی سید الانبیاء والمرسلین::علیھم وعلٰی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین::

باب اول

جشن عید میلا داور عید وبقر عید

قرآن مقدس میں جابجارب تعالیٰ نے اپنے بندوں کواپنی نعمتوں کا تذکرہ کرنے کی ہدایت فرمائی،لیکن اس میں وقت کی کوئی قید نہیں۔بندہ جب چاہے،اپنے پروردگار وحاکم اوراپنے خالق و مالک کے انعامات کا تذکرہ کرسکتا ہے،اورشکرالٰہی بجالا سکتا ہے۔ذکر وشکر کے تمام جائز طریقے عمل میں لائے جاسکتے ہیں،جیسے حضوراقدس عالم کا یکون وما کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنی ولادت مبارکہ کی خوشی میں شکرانہ کے طورپر''پیر کے دن''روزہ رکھا کرتے تھے۔

رمضان کے روزوں کی تکمیل پر''نماز دوگانہ''ادا کر کے خوشی منانے کا حکم آیا۔ہم اسے عیدالفطر کہا کرتے ہیں،اورخوشیاں مناتے ہیں۔حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ السلام کے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جگہ جنتی دنبہ قربان ہوا۔حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام بحکم الٰہی سالم ومحفوظ رہے۔اس خوشی میں ہمیں عیدالاضحیٰ دی گئی،اورنماز دوگانہ کے ساتھ حیوانات کی قربانی،شکرانہ قرار پائی۔

عیدالفطر وعیدالاضحیٰ کے لیے وقت مقرر کردیا گیا،لیکن دیگر بہت سی نعمتوں کاشکرادا کرنے کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں۔حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس بھی ان انعامات عظمیٰ میں سے ہے کہ شریعت اسلامیہ میں جن نعمتوں کے ذکروشکر کے لیے وقت کی کچھ حد بندی نہیں۔کسی مناسب وقت میں اسے ادا کیا جاسکتا ہے۔

مسلمانان عالم بارہ ربیع الاول کوبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکراقدس کرتے ہیں، اوراسی طرح سال بھرآپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاذکرجمیل ہمیشہ جاری رکھتے ہیں۔عید میلاد

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلسے بھی سال بھر ہوتے رہتے ہیں، کیوں کہ عید وبقرعید کی طرح اس جشن کے لیے کوئی خاص وقت متعین نہیں۔

عیدین میں شکرادا کرنے کا طریقہ یعنی نماز دوگانہ ادا کرنا اور عید قربانی میں نماز دوگانہ کے ساتھ اہل استطاعت کو قربانی کرنے کا حکم بھی آیا، لیکن خوشی کے دیگر بہت سے مواقع کے لیے کوئی خاص عمل متعین نہیں کیا گیا، پس ذکر وشکر کا ہر جائز طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔

جلوس بھی ایک جائز عمل ہے۔اس میں خوشی ومسرت کے اظہار کا ہر جائز طریقہ اختیار کرنا جائز ہے۔جھنڈا، علم، نعرہ زنی، نعت خوانی، درود پاک کا ورد، تسبیح وتہلیل وغیرہ جائز امور ہیں۔ رقص، ڈھول، باجے وغیرہ ناجائز امور ہیں۔ ہر ناجائز امر سے پرہیز لازم ہے۔

اس رسالہ میں تاریخی روایات کی روشنی میں یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری بارہ ربیع الاول ہی کو ہوئی ہے۔ یہی جمہور کا قول ہے۔اسی پر امت مسلمہ کا عمل آج تک جاری ہے، اوران شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت جاری رہے گا۔

مذہب اہل سنت وجماعت کے عقائد ومعمولات پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عہد سے آج تک دلائل وبراہین پیش کیے جارہے ہیں، اس کے باوجود مخالفین، عوام مسلمین کو ورغلاتے رہتے ہیں، اور بتاتے پھرتے ہیں کہ مذہب اہل سنت وجماعت کے بہت سے مراسم و معمولات بلاثبوت ہیں۔عہد اخیر میں مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری (۱۸۵۶ء -۱۹۲۱ء) نے اس جانب توجہ فرمائی، اور تمام مختلف فیہ عقائد اور معمولات ومسائل پر اس قدر دلائل وبراہین جمع فرمادیا کہ قوم مسلم انہیں ''امام اہل سنت'' کے لقب سے یاد کرنے لگی۔

اسی قسم کی مذہبی خدمات ایک زمانہ میں امام ابومنصور ماتریدی (م ۳۳۳ھ) اور امام ابو الحسن اشعری (۲۶۰ھ-۳۲۴ھ) نے سرانجام دی تھیں، اور یہ دونوں عالمان اہل سنت بھی عوام و خواص کی زبان پر ''امام اہل سنت'' کے لقب سے سرفراز ہوئے۔

سرور کائنات، ارفع الدرجات، رسول غیب داں، عالم ما یکون وما کاں، سید عرب وعجم، شفیع الامم، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانے میں بہت سے

جھوٹے اور دھوکہ باز لوگ پیدا ہوں گے۔وہ تمہیں ایسی ایسی باتیں بتلائیں گے،جو نہ تم نے کبھی سنی ہوں گی،اور نہ تم سے ماقبل کے مومنین نے سنا ہوگا۔ایسے گمراہ گروں سے بچ کر رہنا۔یہی بات زبان رسالت سے سن لیں،تا کہ قلب وروح میں اثر پیدا ہو جائے۔

(۱){عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:یَكُونُ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ یَاتُونَكُمْ مِنَ الْاَحَادِیثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَائُكُمْ- فَاِیَّاكُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّونَكُمْ وَلَا یُفْتِنُونَكُمْ}(صحیح مسلم ج اص۱۰)

﴿ت﴾حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: آخری زمانہ میں بڑے دھوکہ باز،بڑے جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے۔وہ تمہارے پاس ایسی باتیں لائیں گے جو نہ تم نے سنا اور نہ تمہارے مومن آباواجداد نے،پس تم ان سے بچو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں،کہیں وہ تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کردیں۔

(۲){عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ:سَیَكُونُ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ اُنَاسٌ یُحَدِّثُونَكُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَائُكُمْ فَاِیَّاكُمْ وَاِیَّاهُمْ}
(صحیح مسلم ج اص۱۰)

﴿ت﴾حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:عنقریب آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے،وہ لوگ تمہیں ایسی باتیں بتائیں گے جو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے آباواجداد نے،پس تم اپنے آپ کو ان لوگوں سے بچانا۔

ذکر میلا دنبوی کو نا جائز کہنا سفاہت وحماقت

(۱)جشن عید میلا دالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تلاوت قرآن،نعت خوانی،سیرت مصطفوی کے بیان،درود پاک،اذکار ووظائف،اوراد ودعا وغیرہ اعمال صالحہ پر مشتمل ہوتا ہے۔جب یہ تمام امور جائز ہیں تو ان کا مجموعہ نا جائز کیوں کر ہوگا؟اسی مجموعہ کا نام میلاد ہے۔

(۲)اہل سنت وجماعت،جشن عید میلا دالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مناتے ہیں۔وہابیہ،جلسہ

سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منعقد کرتے ہیں۔ دونوں جلسوں میں ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہوتا ہے، پھر ایک جائز، دوسرا ناجائز کیوں کر ہوگا؟

(۳) قرآن مقدس میں حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولادت مبارکہ کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے، پھر دینی مجالس میں تذکرۂ میلادنبوی ناجائز کیوں کر ہوگا؟

(۴) بہت سے رسائل وکتب شیطانی حکایات وواقعات پر مشتمل ہیں، مثلاً امام بدرالدین محمد بن عبداللہ شبلی دمشقی حنفی (۷۱۲ھ-۷۶۹ھ) کی کتاب ''آکام المرجان فی احکام الجان''۔ آج تک علمائے اسلام نے اس قسم کی کتابوں کو پڑھنا ناجائز نہیں بتایا، پھر حضور اقدس افضل الخلائق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور حالات وواقعات کو بیان کرنا ناجائز کیوں کر ہوگا؟

(۵) اگر جشن عید میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدعت ہے تو جلسہ سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی بدعت ہوگا، کیوں کہ عہد رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عصر صحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں اس قسم کے جلسے نہیں ہوا کرتے تھے، پھر ایک کو صحیح اور دوسرے کو غلط قرار دینا کیوں کر درست ہوگا؟

(۶) حضرات صحابہ کرام وتابعین وتبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے عہد مسعود میں جلسوں کی حاجت نہ تھی، بلکہ مومنین قرآن وحدیث وشرعیات کی تعلیم وتعلم میں مشغول رہا کرتے۔ عہد مابعد کے مسلمانوں میں علوم اسلامیہ سے بے التفاتی ظاہر ہوئی، تب علمائے دین نے مخصوص مواقع پر دینی مجالس واسلامی محافل کے انعقاد کی تجویز پیش کی۔

قرون ثلاثہ کے مومنین کی دینداری، دین ومذہب سے ربط وضبط اور حسن عمل کا تذکرہ خود حضور اقدس سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسی طرح حضرات صحابہ کرام وتابعین عظام کی مدح سرائی رب تعالیٰ نے بھی فرمائی۔ اب اللہ تعالیٰ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت سے بڑی شہادت کیا ہوسکتی ہے؟

(الف){وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُالْعَظِیْمُ}(سورہ توبہ: آیت ۱۰۰)

ترجمہ: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، اور ان کے لیے تیار کرر کھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں، ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔(کنزالایمان)

(ب){عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ،ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ،ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ،ثُمَّ یَفْشُوالْکَذِبُ}

(جامع الترمذی ج۲باب القرن الثالث)

﴿ت﴾ حضور اقدس سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے اچھے لوگ میرے زمانہ کے ہیں، پھر جو ان کے بعد ہیں، پھر جو ان کے بعد ہیں، پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔

توضیح: حضرات صحابہ کرام اور ان کے متبعین یعنی تابعین کے لیے رب تعالیٰ نے اپنی خوشنودی اور جنت کی بشارت عطا فرمائی، اور حدیث نبوی میں حضرات صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین یعنی تینوں طبقات کا ذکر ہے۔قرون ثلاثہ کے بعد فتنہ وفساد پھیل جانے کی صراحت کی گئی۔

ڈیڑھ سو حوالہ جات سے تاریخ ولادت کا ثبوت

بحمدہ تعالیٰ اس رسالہ میں حضرات صحابہ کرام وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات، متقدمین ومتاخرین، اکابر علمائے دین اور سرداران مخالفین کی کتابوں سے ڈیڑھ سو(۱۵۰) سے زائد حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کی تاریخ ''بارہ ربیع الاول'' ہی ہے۔عہد صحابہ سے آج تک امت مسلمہ کے درمیان یہی تاریخ مشہور ہے، اور اسی پر امت کا عمل رہا، گرچہ بعض مؤرخین واہل سیر نے کتابوں میں دیگر تاریخوں کو بھی لکھا ہے۔

تعجب ہے ایسے لوگوں پر جو امت میں فساد برپا کرنے کے لیے کفن بردوش نظر آتے ہیں۔ کیا ان کی فریب کاری، ان کی ضلالت وگمرہی کی روشن نشانی نہیں۔یہ لوگ حدیث مصطفوی کے مطابق دجل وفریب کے پیکر اور تشکیک وتلبیس کے پتلے ہیں۔یہ چلتے پھرتے اور امت کے

مابین گشت لگاتے عزازیلی مجسمے ہیں جو نوع بہ نوع حیلے بہانے کر کے حضور اقدس حبیب معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چرچا موقوف کرنا چاہتے ہیں، جب کہ ارشاد باری عزوجل ان کی کاوشوں پر تبسم ریز ہے، یعنی فرمان کبریا {وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ} ان کی ناکامی کی واضح دلیل ہے۔

بدمذہب جماعتیں مسلسل اپنی کوشش میں لگی رہتی ہیں، نیز باطل پر کشش ہوتا ہے۔ کبھی انسان کی کمزور فطرت باطل کی جانب مائل ہوجاتی ہے، اور کبھی شیطان کھینچ کر لے جاتا ہے۔

اسمائے گرامی اصحاب روایات

''تاریخ ولادت مبارکہ'' سے متعلق جن صحابہ کرام، تابعین عظام وعلمائے اسلام کی روایتیں اور اقتباسات اس کتاب میں مندرج ومرقوم ہیں، اس فہرست میں صدیوں کے اعتبار سے ان ائمہ کرام کے اسمائے گرامی مرقوم ہیں۔ ان کی روایتیں اور تحریریں باب دوم میں نقل کی گئی ہیں۔ اس فہرست سے قارئین کو اندازہ ہوجائے گا کہ ہر صدی میں اکابر علمائے اسلام اسی بات کے قائل رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری ۱۲: ربیع الاول کو ہوئی، اور اسی پر امت مسلمہ کا عمل رہا ہے۔ باب سوم میں ۹: ربیع الاول کو تاریخ ولادت کہنے والوں کی تردید ہے۔

دراصل قول مرجوح، باب عمل میں عدم کی منزل میں ہوا کرتا ہے، پس اس حقیقت ثابتہ سے روگردانی کر کے اقوال مرجوحہ پیش کرنا فتنہ سازی کے علاوہ کچھ بھی نہیں، اور شور وہ لوگ مچاتے ہیں جو جشن میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عدم جواز کے قائل ہیں۔ جب وہ عید میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لاتعلق ہیں تو انہیں تحقیق کی حاجت کیوں درپیش ہوئی؟

مخالفین صرف اس لیے آمادۂ تحقیق ہوئے ہیں کہ امت مسلمہ میں فتنہ سامانیوں کے وسائل فراہم ہوجائیں، اور کسی طرح اس معاملہ میں شک وشبہہ داخل کر دیا جائے، اسی لیے باب چہارم میں مولود النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل وفوائد لکھ دیئے گئے ہیں خاتمہ میں حضور اقدس تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق ومحبت اور ربط وتعلق کا بیان ہے۔ مقدمہ میں حضور اقدس شفیع الامم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل ومناقب اور محامد ومحاسن کا بیان ہے۔

صدی اول

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (م ۶۸ھ)

(۲) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۷۸ھ)

صدی دوم

(۱) حضرت سعید بن مسیّب مدنی تابعی (۱۳ھ-۹۴ھ-۶۳۴ء-۷۱۳ء)

(۲) امام المغازی محمد بن اسحاق تابعی (م ۱۵۱ھ)

(۳) حضرت معروف بن خربوذ مکی تابعی

(۴) حضرت ابومعشر نجیح مدنی تابعی (م ۱۷۰ھ)

صدی سوم

(۱) امام ابن ہشام: عبدالملک بن ہشام بن ایوب حمیری (م ۲۱۳ھ)

(۲) حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ کوفی: عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ (مؤلف: مصنف ان ابی شیبہ)

(۱۵۹ھ-۲۳۵ھ-۷۷۶ء-۸۴۹ء)

(۳) زبیر بن بکار: ابوعبداللہ بن ابوبکر زبیری قاضی مکہ (۱۷۲ھ-۲۵۶ھ)

(۴) مؤرخ شہیر بلاذری: احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد بغدادی (م ۲۷۹ھ-۸۹۲ء)

صدی چہارم

(۱) امام محمد بن جریر طبری شافعی (۲۲۴ھ-۳۱۰ھ)

(۲) ابن عبدربہ اندلسی: ابوعمر شہاب الدین احمد بن محمد بن عبدربہ بن حبیب بن حدیر بن سالم:

(م ۳۲۸ھ)

(۳) محدث ابن حبان (مؤلف: صحیح ابن حبان) (م ۳۵۴ھ)

(۴) محدث مطہر بن طاہر مقدسی (م ۳۵۵ھ)

صدی پنجم

(۱) حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری (۳۲۱ھ-۴۰۵ھ)

(۲) امام ابوالمطرف عبدالرحمٰن بن مروان قنازعی قرطبی مالکی (۳۴۱ھ-۴۱۳ھ)

(۳) امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی (۳۶۴ھ-۴۵۰ھ)

(۴) امام بیہقی: ابوبکر نیشاپوری: احمد بن حسین بن علی (۳۸۴ھ-۴۵۸ھ)

(۵) علامہ ابن عبدالبر قرطبی مالکی (۳۶۸ھ-۴۶۳ھ)

صدی ششم

(۱) امام محمد بن محمد بن محمد غزالی شافعی (۴۵۰ھ-۵۰۵ھ)

(۲) امام جوزقانی: ابوعبداللہ حسین بن ابراہیم بن حسین بن جعفر ہمدانی (م ۵۴۳ھ)

(۳) محدث ابن ہبیرہ ذہلی شیبانی (م ۵۶۰ھ)

(۴) حافظ ابن عساکر دمشقی (۴۹۹ھ-۵۷۱ھ)

(۵) محدث ابوطاہر سلفی: احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم اصبہانی (م ۵۷۶ھ)

(۶) حافظ عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی (۵۰۸ھ-۵۸۱ھ)

(۷) امام ابومحمد عبدالحق اشبیلی ازدی مالکی: ابن الخراط (۵۱۰ھ-۵۸۲ھ)

(۸) ابن رشد: امام ابوالولید محمد بن احمد بن رشد قرطبی مالکی (۵۲۰ھ-۵۹۵ھ)

(۹) محدث عبدالرحمٰن ابن جوزی حنبلی (۵۰۸ھ-۵۹۷ھ)

صدی ہفتم

(۱) امام ابن اثیر مجدالدین ابوالسعادات مبارک بن محمد جزری شافعی (۵۴۴ھ-۶۰۶ھ)

(۲) امام ابوالحسن عزالدین، ابن اثیر جزری: علی بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد شیبانی:

(۵۵۵ھ-۶۳۰ھ)

(۳) ابوربیع سلیمان بن موسیٰ کلاعی اندلسی (۵۶۵ھ-۶۳۴ھ)

(۴) امام ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری خزرجی قرطبی مالکی (م ۶۷۱ھ-۱۲۷۳ء)

(۵) محدث محبّ الدین طبری (۶۱۵ھ-۶۹۴ھ-۱۲۱۸ء-۱۲۹۵ء)

(۶) علامہ جمال الدین محمد بن سالم بن واصل (م ۶۹۷ھ)

صدی ہشتم

(۱) ابوالفضل جمال الدین، ابن منظور انصاری افریقی لغوی: محمد بن مکرم بن علی:

(مؤلف: لسان العرب) (۶۳۰ھ-۷۱۱ھ)

(۲) ابوعبداللہ بہاء الدین یمنی: محمد بن یوسف بن یعقوب (م ۷۳۲ھ)

(۳) علامہ ابن سید الناس ابوالفتح محمد بن محمد بن محمد بن احمد قاہری (۶۷۱ھ-۷۳۴ھ)

(۴) جمال الدین مزی (۶۵۴ھ-۷۴۲ھ)

(۵) حافظ شمس الدین ذہبی (۶۷۳ھ-۷۴۸ھ)

(۶) عماد الدین ابن کثیر دمشقی (۷۰۱ھ-۷۷۴ھ)

(۷) لسان الدین ابن خطیب مالکی (۷۱۳ھ-۷۷۶ھ)

(۸) امام ابوعبداللہ جمال الدین، ابن حدیدہ: محمد بن علی بن احمد انصاری: (م ۷۸۳ھ)

(۹) امام شاطبی مالکی: ابراہیم بن موسیٰ غرناطی (م ۷۹۰ھ)

(۱۰) علامہ ابن رجب حنبلی بغدادی (۷۳۶ھ-۷۹۵ھ)

صدی نہم

(۱) محدث زین الدین عبدالرحیم عراقی (۷۵۲ھ-۸۰۶ھ)

(۲) مؤرخ عبدالرحمٰن ابن خلدون (۷۳۲ھ-۸۰۸ھ)

(۳) احمد بن علی فزاری قلقشندی قاہری (م ۸۲۱ھ)

(۴) ابوطیب مکی حسنی فاسی (م ۸۳۲ھ)

(۵) علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ)

(۶) امام محمد بہاء الدین بن ضیاء مکی حنفی قرشی (م ۸۵۴ھ)

(۷) امام تقی الدین مقریزی (م ۸۵۴ھ)

(۸) محدث بدر الدین عینی حنفی (۷۶۲ھ-۸۵۵ھ)

(۹) ابوالمحاسن جمال الدین یوسف بن تغری بردی بن عبداللہ ظاہری حنفی (م ۸۷۴ھ)

(۱۰) ابوحفص عمر بن علی بن عادل دمشقی حنبلی (م ۸۸۰ھ)

(۱۱) امام شمس الدین محمد بن احمد منہاجی سیوطی (م ۸۸۰ھ)

(۱۲) علامہ نور الدین جامی: عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد (۸۱۷ھ-۸۹۸ھ-۱۴۱۴ء-۱۴۹۲ء)

صدی دہم

(۱) امام شمس الدین سخاوی شافعی (۸۳۱ھ-۹۰۲ھ)

(۲) یوسف بن حسن بن عبدالہادی مقدسی دمشقی حنبلی (۸۴۱ھ-۹۰۹ھ)

(۳) امام زین الدین حنفی: عبدالباسط بن خلیل بن شاہین قاہری (۸۴۴ھ-۹۲۰ھ)

(۴) شارح بخاری علامہ شہاب الدین بن احمد مصری قسطلانی (۸۵۱ھ-۹۲۳ھ)

(۵) محدث سید جمال حسینی (م ۹۲۶ھ)

(۶) محمد بن عمر بحرق حضرمی شافعی (۸۶۹ھ-۹۳۰ھ)

(۷) امام محمد بن یوسف صالحی شامی (م ۹۴۲ھ)

(۸) ملا معین محمد مسکین فراہی (م ۹۵۴ھ)

(۹) حسین بن محمد بن حسن دیار بکری (م ۹۶۶ھ)

(۱۰) امام ابن حجر مکی ہیتمی شافعی (۹۰۹ھ-۹۷۴ھ)

(۱۱) ملک المحدثین محمد طاہر صدیقی ہندی فتنی گجراتی حنفی (۹۱۰ھ-۹۸۶ھ)

(۱۲) ابن ظہیرہ: محمد بن محمد بن ابی بکر بن علی بن ظہیرہ مکی مخزومی حنفی (م۹۸۶ھ-۱۵۷۸ء)

صدی یازدہم

(۱) محدث شہیر ملا علی قاری حنفی (۹۳۰ھ-۱۰۱۴ھ)

(۲) امام عبدالرؤف بن تاج العارفین مناوی (۹۵۲ھ-۱۰۳۱ھ)

(۳) علامہ نورالدین بن برہان الدین حلبی (۹۷۵ھ-۱۰۴۴ھ)

(۴) علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ)

صدی دوازدہم

(۱) علامہ شمس الدین محمد بن عبدالباقی مصری زرقانی (۱۰۵۵ھ-۱۱۲۲ھ)

(۲) ابومدین بن احمد بن محمد بن عبدالقادر بن علی فاسی (م۱۱۳۲ھ)

(۳) شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی (۱۱۱۴ھ-۱۱۷۶ھ)

صدی سیزدہم

(۱) بانی مذہب وہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی (۱۱۱۵ھ-۱۲۰۶ھ)

(۲) محمد بن علی صبان مصری (م۱۲۰۶ھ-۱۷۹۲ء)

(۳) فرزند نجدی: عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی (۱۱۶۵ھ-۱۲۴۲ھ)

(۴) قاضی شوکانی یمنی زیدی شیعی (۱۱۷۳ھ-۱۲۵۰ھ)

(۵) رفاعہ رافع بن بدوی بن علی طہطاوی (م۱۲۹۰ھ)

صدی چہاردہم

(۱) محمود پاشا فلکی مصری (۱۲۳۰ھ-۱۳۰۲ھ/۱۸۱۵ء-۱۸۸۵ء)

(۲) نواب صدیق حسن خاں بھوپالی (۱۲۴۸ھ-۱۳۰۷ھ-۱۸۳۲ء-۱۸۹۰ء)

(۳) شہاب الدین ابو العباس احمد بن خالد بن محمد ناصر درعی جعفری سلاوی (م ۱۳۱۵ھ)

(۴) علامہ محمد نووی بن عمر تناری جاوی شافعی (م ۱۳۱۶ھ)

(۵) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ)

(۶) علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی (۱۲۶۵ھ-۱۳۵۰ھ)

(۷) کامل بن حسین غزی (۱۲۷۰ھ-۱۳۵۱ھ)

(۸) عبد الرحمٰن مبارکپوری سلفی (م ۱۳۵۳ھ)

(۹) محدث محمد خضر شنقیطی (م ۱۳۵۴ھ)

(۱۰) قائد اخوان المسلمین محمد رشید رضا مصری (۱۲۸۲ھ-۱۳۵۴ھ)

(۱۱) محمد بن محمد بن عمر بن قاسم مخلوف (م ۱۳۶۰ھ)

(۱۲) عبد القادر بن محمد سلیم کیلانی اسکندرانی (م ۱۳۶۲ھ)

(۱۳) اشرف علی تھانوی (۱۲۸۰ھ-۱۳۶۲ھ-۱۸۶۳ء-۱۹۴۳ء)

(۱۴) محمد حسین ہیکل (۱۳۰۵ھ-۱۳۷۶ھ-۱۸۸۸ء-۱۹۵۶ء)

(۱۵) پروفیسر ابو زہرہ مصری (۱۳۱۶ھ-۱۳۹۴ھ)

(۱۶) ابو بکر بن حسن بن عبد اللہ کشناوی مالکی (م ۱۳۹۷ھ)

(۱۷) ابو الاعلیٰ مودودی (۱۳۲۱ھ-۱۳۹۹ھ-۱۹۰۳ء-۱۹۷۹ء)

صدی پانزدہم

(۱) محمد بن محمد بن سویلم ابو شہبہ ازہری (م ۱۴۰۳ھ)

(۲) عبد اللہ بن سعید بن محمد عبادی لحجی حضرمی شحاری مراوعی مکی (۱۳۴۳ھ-۱۴۱۰ھ)

(۳) مجتہد سلفیان عرب: عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز (۱۳۳۰ھ-۱۴۲۰ھ-۱۹۱۲ء-۱۹۹۹ء)

(۴) ابو الحسن علی ندوی: سابق ناظم ندوۃ العلما لکھنو (۱۳۳۳ھ-۱۴۲۰ھ-۱۹۱۴ء-۱۹۹۹ء)

(۵) مجتہد سلفیان عرب: ابن عثیمین (۱۳۴۷ھ-۱۴۲۱ھ)

(۶) احمد مختار عبدالحمید عمر (م ۱۴۲۴ھ)

۱۹، ۲۰، ۲۱ صدی عیسوی

(۱) سر سید احمد خاں: بانی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (علی گڑھ) (۱۸۱۷ء-۱۸۹۸ء)

(۲) محمد علی لاہوری قادیانی (۱۸۷۴ء-۱۹۵۱ء)

(۳) سید سلیمان ندوی (۱۸۸۴ء-۱۹۵۳ء-۱۳۷۳ھ)

(۴) ابن قاسم قحطانی سلفی (۱۹۰۱ھ-۱۹۷۲ھ)

(۵) سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند: محمد طیب دیوبندی (۱۸۹۷ء-۱۹۸۳ء)

(۶) جسٹس کرم شاہ ازہری (۱۳۳۶ھ-۱۴۲۰ھ-۱۹۱۸ء-۱۹۹۸ء)

(۷) پروفیسر مسعود احمد مجددی پاکستانی (م ۲۰۰۸ء)

(۸) محمد شفیع دیوبندی (کراچی) (م ۱۳۹۶ھ)

(۱۳) احتشام الحق تھانوی

معاصرین ومتفرقین

(۱) مفتی محمد سعید رمضان بوطی دمشقی (۲) محمد رضا مصری (۳) ڈاکٹر محمد بن رزق طرہونی (۴) عبداللہ بن صالح فوزان سلفی (۵) عبدالودود مقبول حنیف سلفی (۶) حسین حسینی معدی (۷) علی محمد صلابی (۸) احمد احمد غلوش (۹) وحید بن عبدالسلام بالی (۱۰) اکرم ضیائی (۱۱) ابو یوسف مدحت بن حسن آل فراج (۱۲) محمد مصطفیٰ عبدالسلام تلمیذ ڈاکٹر عفت شرقاوی۔

☆☆☆☆☆

روایات حضرات صحابہ کرام

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

(۱) حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ کوفی (۱۵۹ھ-۲۳۵ھ) نے تحریر فرمایا:

{عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّھُمَا قَالَا، وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفِیْلِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ الثَّانِیَ عَشَرَ مِنْ شَھْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ} (مصنف ابن ابی شیبہ)

〈ت〉 حضرت جابر بن عبداللہ وحضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان فرمایا کہ حضور اقدس شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ عام الفیل میں پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی۔

(۲) امام جوزقانی: ابوعبداللہ حسین بن ابراہیم بن حسین بن جعفر ہمدانی (م ۵۴۳ھ) نے لکھا:

{حدثنا ابوبکربن ابی شیبۃ قال: حدثنا عفان عن سلیم بن حیان عن سعید بن مینا عن جابر بن عبد اللہ الانصاری وعبد اللہ بن عباس انھما قالا: ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شھر ربیع الاول، وفیہ بعث وفیہ عرج الی السماء وفیہ ھاجر وفیہ مات صلی اللہ علیہ وسلم} (الاباطیل والمناکیر والصحاح والمشاہیر ج ۱ ص ۲۶۷ - دارالصمیعی ریاض)

〈ت〉 حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ عام الفیل میں پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی، اور اسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، اور اسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج میں آسمانوں کی طرف لے جایا گیا، اور اسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی، اور اسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا۔

(۳) عمادالدین ابن کثیر دمشقی شافعی (۷۰۱ھ-۷۷۴ھ) نے لکھا:

{رواہ ابن ابی شیبة فی مصنفہ عن عفان عن سعید بن میناء عن جابر وابن عباس انھما قالا:ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شھر ربیع الاول-وفیہ بعث وفیہ عرج بہ الی السماء وفیہ ھاجر وفیہ مات-وھذا ھوالمشھورعند الجمھور}

(السیرۃ النبویہ ج1ص199-دارالمعرفۃ بیروت)

〈ت〉حضرت جابر بن عبداللہ وحضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ عام الفیل میں پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی،اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی،اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کومعراج میں آسمانوں کی طرف لے جایا گیا،اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی،اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاوصال مبارک ہوا۔ یہی جمہور کے نزدیک مشہور ہے۔

(۴)عمادین ابن کثیر دمشقی (۷۰۱ھ-۷۷۴ھ) نے لکھا:

{وقیل لثنتی عشرۃ خلت منہ-نص علیہ ابن اسحٰق-ورواہ ابن ابی شیبة فی مصنفہ عن عفان عن سعید بن میناء عن جابر وابن عباس انھما قالا:ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شھر ربیع الاول-وفیہ بعث وفیہ عرج بہ الی السماء وفیہ ھاجر وفیہ مات-وھذا ھو المشھورعند الجمھور} (البدایۃ والنہایہ ج۲ص۲۶۰-ج۳ص۶)

〈ت〉 کہا گیا کہ ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ کوآپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوئی۔امام المغازی محمد بن اسحاق نے اس کی صراحت فرمائی،اورحافظ ابوبکرابن ابی شیبہ نے اپنی ''مصنف''میں ''عن عفان عن سعید بن مینا'' کی سند سے اسی کی روایت کی کہ حضرت جابر بن عبد اللہ اورحضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ عام الفیل میں پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی،اوراسی دن

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کومعراج میں آسمانوں کی طرف لے جایا گیا، اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی، اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا۔یہی جمہور کے نزدیک مشہور ہے۔

(۵) محمد بن محمد بن سویلم ابوشہبہ ازہری (م ۱۴۰۳ھ) نے لکھا:

{قد ذكر ابن كثير فی البداية والنهاية اثرًا عن جابر وابن عباس رضی اللّٰه عنهما يشهد لذلک،قالا:ولد رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم عام الفيل يوم الاثنين الثانی عشر من ربيع الاول وفيه بعث وفيه عرج به الی السماء وفيه هاجر،ثم قال:وقد اختاره الحافظ عبد الغنی بن سرور المقد سی فی سيرته}

(السیرۃ النبویۃ علی ضوء القرآن والسنہ ج اص ۴۱۸-دارالقلم دمشق)

〈ت〉ابن کثیر دمشقی (۷۰۱ھ-۷۷۴ھ) نے ’’البدایۃ والنہایۃ‘‘ میں حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایک حدیث نقل کی ہے، وہ اس کے موافق ہے۔ ان دونوں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ عام الفیل میں پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی، اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کومعراج میں آسمانوں کی طرف لے جایا گیا، اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی، پھرابن کثیر نے کہا کہ اسی قول کوحافظ عبدالغنی بن سرور مقدسی نے اپنی سیرت میں اختیار کیا ہے۔

توضیح: ’’مصنف ابن ابی شیبہ‘‘ کا جونسخہ میرے پاس ہے، وہ ’’مکتبۃ الرشد: ریاض‘‘ سے طبع ہوا ہے۔اس میں یہ حدیث مجھے نہ مل سکی۔شاید میری نظر وہاں نہ پہنچی ہو۔اسی طرح ’’مصنف عبد الرزاق‘‘ میں تخلیق نور مصطفوی کی حدیث موجود نہیں۔عصر حاضر میں اکثر کتابیں سلفیوں کے عمل دخل کے ساتھ شائع ہورہی ہیں، اوران کتابوں میں جابجا تحریف پائی جاتی ہے۔بعض کتابیں مستشرقین کی تصحیح وتحقیق کے ساتھ شائع ہوتی ہیں۔ان میں بھی قصداً تحریف وتغییر کی جاتی ہے۔

عہد حاضر کے ایک سلفی محقق ڈاکٹر محمد بن رزق بن طرہونی نے بھی اپنی کتاب میں ’’مصنف

ابن ابی شیبہ'' کے حوالہ سے حدیث مرقومہ بالا کو نقل کیا ہے ،اور امام الوہابیہ ابن تیمیہ حرانی (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) کے شاگرد خاص ابن کثیر دمشقی (۷۰۱ھ-۷۷۴ھ) نے بھی بحوالہ ''مصنف ابن ابی شیبہ'' اس حدیث کو ''البدایۃ والنہایۃ'' اور ''السیرۃ النبویۃ'' میں نقل کیا ہے۔ سلفی محقق طرہونی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔اس کی تحریر درج ذیل ہے۔

(۶) ڈاکٹر طرہونی نے لکھا: {عن جابر وابن عباس قالا: ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شہر ربیع الاول}

(الاسلام ونبی الاسلام ج ۱ ص ۲۸ - مکتبۃ العلم: جدہ، سعودیہ عربیہ)

〈ت〉 حضرت جابر بن عبد اللہ وحضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کیا: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو جلوہ گر ہوئے۔

(۷) طرہونی نے اسی عبارت کے حاشیہ میں لکھا:

{اخرجہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ ومن طریقہ الجوزقانی فی ''الاباطیل والمناکیر والصحاح والمشاہیر'' (ج ۱ ص ۱۲۶) باسناد مسلسل بالحفاظ الی ابن ابی شیبۃ—واسنادہ صحیح علیٰ شرط البخاری—وقد فصلت القول فیہ وذکرت شواہدہ فی ''السیرۃ الصحیحۃ'' وہو موافق لقول الجمہور}

(الاسلام ونبی الاسلام - حاشیہ نمبر ۳۳ ج ۱ ص ۲۴۵ - مکتبۃ العلم: جدہ)

〈ت〉 حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ نے اپنی ''مصنف'' میں اس حدیث کی تخریج کی ،اور انہی کی سند سے امام جوزقانی نے ''الاباطیل والمناکیر والصحاح والمشاہیر'' (ج ۱ ص ۲۲) میں حافظ ابن ابی شیبہ تک حفاظ کی مسلسل سند کے ساتھ تخریج کی ،اور اس کی سند امام بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے ،اور میں نے ''السیرۃ الصحیحہ'' (السیرۃ الذہبیہ ج ۱ ص ۲۷۱ تا ۲۷۶) میں اس بارے میں تفصیلی کلام کیا ،اور اس حدیث کے شواہد کو بیان کیا۔

(۸) طرہونی نے حدیث مذکورہ بالا کے بارے میں سیرت ذہبیہ میں لکھا:

{ہکذا نقلہ ابن کثیر عن المصنف—وقد بحثت عنہ بدقۃ ولم اجدہ}

(السیرۃ الذہبیہ ج۱ص۲۷۴-دارابن تیمیہ قاہرہ)

﴿ت﴾ابن کثیر دمشقی نے اس حدیث کو ''مصنف ابن ابی شیبہ'' کے حوالے سے نقل کیا،اور میں نے اس کو باریک بینی کے ساتھ تلاش کیا تو میں نے اسے (مصنف میں) نہیں پایا۔

(۹) حافظ شمس الدین ذہبی شافعی (۶۷۳ھ-۷۴۸ھ) نے لکھا:

{عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من ربیع الاول} (تلخیص المستدرک للذہبی ج۲ص۶۰۳)

﴿ت﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس رحمت دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ گر ہوئے۔

روایات حضرات تابعین عظام

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

(۱) حضرت سعید بن مسیّب مدنی تابعی (۱۳ھ-۹۴ھ)

(۱) علامہ نورالدین بن برہان الدین حلبی (۹۷۵ھ-۱۰۴۴ھ) نے تحریر فرمایا: {عن سعید بن المسیب-ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند ابہار النہار ای وسطہ-و کان ذلک الیوم لمضی اثنی عشرۃ من شہر ربیع الاول-ای و کان ذلک فی فصل الربیع} (السیرۃ الحلبیہ ج۱ص۸۴-دارالکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾ حضرت سعید بن مسیّب تابعی (۱۳ھ-۹۴ھ) سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دن کے درمیانی حصہ میں جلوہ گر ہوئے،اور یہ دن ماہ ربیع الاول کی بارہ رات گذرنے کے بعد والا تھا،اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ موسم بہار میں ہوئی۔

(۲) حضرت معروف بن خربوذ مکی تابعی

(۱) حافظ ابن عساکر دمشقی (۴۹۹ھ-۵۷۱ھ) نے لکھا: {عن الزبیر بن بکار قال و

حـدثـنـی ایـضًـا مـحـمـد بن حسن عن عبد السلام بن عبد اللّٰہ عن معروف بن خَـرَّبُـوذ وغیـرہ مـن اھـل العلم قالوا: ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عام الـفیـل وسـمیـت قـریش"آل اللّٰہ"وعظمت فی العرب،ولد لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شھر ربیع الاول} (تاریخ دمشق ج۳ص۷۰-دارالفکر بیروت)

〈ت〉 حضرت معروف بن خربوذ،اوران کے علاوہ اہل علم نے فرمایا:حضوراقدس سلطان عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے،اور(اسی سال)قبیلہ قریش کا نام"آل اللہ"(اہل اللہ) رکھا گیا،اوراہل قریش کی عظمت عرب میں بڑھ گئی۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوجلوہ گر ہوئے۔

(۲) حافظ شمس الدین ذہبی (۶۷۳ھ-۷۴۸ھ) نے لکھا:**{قـال الـزبیـر بـن بکار: حدثنا مـحمد بن حسن عن عبد السلام بن عبد اللّٰہ عن معروف بن خربوذ وغیرہ من اھـل الـعـلـم-قالوا: ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عام الفیل-وسمیت قـریـش"آل الـلّٰہ"وعظمت فی العرب-ولد لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من ربیع الاول}** (سیراعلام النبلاء ج۱ص۱۴۸-تاریخ الاسلام للذہبی ج۱ص۲۵)

〈ت〉 حضرت معروف بن خربوذ مکی تابعی وغیرہ اہل نے فرمایا:حضوراقدس سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے،اور(اسی سال)قبیلہ قریش کا نام"آل اللہ"(اہل اللہ) رکھا گیا،اوراہل قریش کی عظمت عرب میں بڑھ گئی۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوجلوہ افروز ہوئے۔

(۳) امام المغازی محمد بن اسحاق بن یساربن خیار مطلبی مدنی (م۱۵۱ھ)

(۱) امام بیہقی نیشاپوری (۳۸۴ھ-۴۵۸ھ) نے تحریر فرمایا:

{قـال مـحـمـد بن اسحق: ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم الاثنین عام الفیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شھر ربیع الاول} (دلائل النبوۃ ج۱ص۷۴)

〈ت〉امام المغازی محمد بن اسحاق نے فرمایا: حضور اقدس سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن ماہ ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۴) حضرت ابومعشر نجیح تابعی مدنی (م ۱۷۰ھ)

(۱) شمس الدین ذہبی شافعی (۶۷۳ھ-۷۴۸ھ) نے لکھا: {قال ابو معشر نجیح: ولد لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول} (السیرۃ النبویۃ للذہبی ص ۷)

〈ت〉محدث ابومعشر نجیح بن عبدالرحمٰن سندی مدنی تابعی (م ۱۷۰ھ) نے فرمایا: حضور اقدس شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی۔

(۲) حافظ شمس الدین ذہبی (۶۷۳ھ-۷۴۸ھ) نے لکھا: {قال ابو معشر نجیح: ولد لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول} (تاریخ الاسلام ج ۱ ص ۲۶)

〈ت〉امام المغازی ابومعشر نجیح تابعی (م ۱۷۰ھ) نے فرمایا: حضور اقدس سرور دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

رواتِ اربعہ کی تابعیت کا ثبوت

(۱) امام التابعین سعید بن مسیّب مدنی تابعی (۱۳ھ-۹۴ھ)

امام التابعین حضرت سعید بن مسیّب بن حزن بن ابی وہب مخزومی قرشی، ابومحمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۳ھ-۹۴ھ-۶۳۴ء-۷۱۳ء) مشہور تابعی ہیں۔ ان کی تابعیت پر دلیل کی حاجت نہیں۔ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات صحاح ستہ میں سے ہر ایک میں موجود ہیں۔

(۲) حضرت معروف بن خربوذ مکی تابعی

(۱) امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین (۱۵۸ھ-۲۳۳ھ) نے لکھا:

{سمعت ابی یقول: ابوالطفیل عامر بن واثلة اللیثی قد رأی رسول اللہ صلی

اللّٰہ علیہ وسلم}(معرفۃ الرجال ج۳ص۳۷۴-مجمع اللغۃ العربیۃ دمشق)

(۲)امام بخاری(۱۹۴ھ-۲۵۶ھ)نے لکھا:{معروف بن خربوذ المکی سمع ابا الطفیل-روی عنہ ابوعاصم وعبید اللّٰہ بن موسی ویقال عن بن عیینۃ-انہ معروف بن مشکان}(التاریخ الکبیر للبخاری ج۷ص۴۱۴-دارالفکر بیروت)

(۳)حافظ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی تمیمی(۲۴۰ھ-۳۲۷ھ)نے لکھا:

{معروف بن خربوذ المکی مولی لقریش ،روی عن ابی الطفیل}

(کتاب الجرح والتعدیل ج۸ص۳۲۱-داراحیاء التراث العربی بیروت)

(۴)حافظ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی تمیمی(۲۴۰ھ-۳۲۷ھ)نے لکھا:

{عامر بن واثلۃ ابو الطفیل اللیثی المکی البکری ادرک من حیاۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثمان سنین،ولدعام احد-روی عنہ الزہری ومعروف بن خربوذ ویزید بن ملیک-الخ}(کتاب الجرح والتعدیل ج۶ص۳۲۸)

(۵)محدث ابن حبان(م۳۵۴ھ)نے لکھا:{معروف بن خربوذ یروی عن ابی الطفیل وکان بن عیینۃ یقول:ھومعروف بن مشکان-روی عنہ بن المبارک ومروان بن معاویۃ الفزاری}(الثقات لابن حبان ج۵ص۴۳۹-دارالفکر بیروت)

(۶)ابوالولید باجی:سلیمان بن خلف بن سعد قرطبی(۴۰۳ھ-۴۷۴ھ)نے لکھا:{معروف بن خربوذ المکی مولی قریش}(التعدیل والتجریح ج۲ص۷۵۳-دار اللواء:ریاض)

(۷)حافظ ذہبی(۶۷۳ھ-۷۴۸ھ)نے لکھا:

{معروف بن خربوذ عن ابی الطفیل و الباقر وعنہ ابوداؤد وابوعاصم وعدۃ، ضعفہ بن معین وقواہ غیرہ وقال ابو حاتم:یکتب حدیثہ-خ م د ق }(الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ ج۲ص۲۸۰-مؤسسۃ علوم القرآن:جدہ سعودیہ عربیہ)

(۸)حافظ ذہبی(۶۷۳ھ-۷۴۸ھ)نے لکھا:{عامربن واثلۃ ابو الطفیل الکنانی لہ رویۃ وروایۃ وعن ابی بکر وعمر ومعاذ وعنہ الزہری وقتادۃ ومعروف بن

خـربوذ وكان من محبى على رضى الله تعالىٰ عنه وبه ختم الصحابة فى الدنيا: مات سنة عشر ومائة على الصحيح – ع}(الکاشف للذہبی ج ا ص ۵۲۷)

خلاصہ عبارات

(۱)معروف بن خربوذ مکی قریش کے موالی میں سے ہیں۔انہوں نے حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ صحابی مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث کی سماعت کی۔

(۲)صحابہ کرام میں سب سے آخر میں حضرت عامر بن طفیل کی وفات سال ۱۱۰ھ میں ہوئی۔

(۳)معروف بن خربوذ کی روایات صحیح بخاری،صحیح مسلم،سنن ابی داؤداور سنن ابن ماجہ میں ہیں۔ عامر بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات صحاح ستہ میں سے ہر ایک میں موجود ہیں۔

(۳)امام المغازی والسیر محمد بن اسحاق مطلبی مدنی (م ۱۵۱ھ)

(۱)حافظ ابوبکر خطیب بغدادی شافعی (۳۹۲ھ-۴۶۳ھ) نے لکھا:

{رأى محمد انس بن مالک وسعيد بن المسيب}(تاریخ بغداد ج ا ص ۲۱۴)

(۲)حافظ شمس الدین ذہبی (۶۷۳ھ-۷۴۸ھ) نے لکھا:{محـمـد بن اسحاق بن يسار ابـوبكر ويقال ابوعبد الله المطلبى مولاهم المدنى الامام رأى انسًا وروى عن عطاء والزهرى وعنه شعبة والحمادان والسفيانان ويونس بن بكير واحمد بن خـالـد–كـان صـدوقـا مـن بـحـورالعلم وله غرائب فى سعة ما روى تستنكر و اختلف فى الاحتجاج به وحديثه حسن وقد صححه جماعة–مات سنة احدى وخمسين وقيل سنة اثنتين–۴ م مقرونا}(الکاشف للذہبی ج ۲ ص ۱۵۶)

(۳)حافظ ابن حجر عسقلانی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) نے لکھا:{خت م ۴–محمد بن اسحاق بـن يسـار بـن خيـار ويـقال كومان المدنى ابوبكر ويقال ابوعبد الله المطلبى مولاهم نزيل العراق رأى انسًا وابن المسيب واباسلمة بن عبد الرحمن وروى

عن ابیه وعمیه عبد الرحمن وموسی-الخ}(تہذیب التہذیب ج۳۰ص۳۸)

خلاصہ عبارات

(۱) امام المغازی حضرت محمد بن اسحاق مطلبی مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۱۵۱ھ) نے مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا۔اس طرح یہ تابعی قرار پائے۔

(۲) حضرت محمد بن اسحاق کی روایات صحاح ستہ میں سے سنن ترمذی، سنن نسائی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی تعلیقات میں ہیں۔

(۴) امام المغازی محدث ابومعشر نجیح تابعی مدنی (م ۱۷۰ھ)

(۱) حافظ جمال الدین مزی (۶۵۴ھ-۷۴۲ھ) نے لکھا:{۴-ابو معشر نجیح بن عبد الرحمن المدنی المعروف بالسندی روی عن سعید بن المسیب}

(تہذیب الکمال ج۲۹ص۳۰۷-مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

(۲) حافظ شمس الدین ذہبی (۶۷۳ھ-۷۴۸ھ) نے لکھا:{ابو معشر نجیح بن عبد الرحمن السندی-الامام المحدث صاحب المغازی ثم المدنی مولی بنی ہاشم کان مکاتبًا لامرأۃ مخزومیۃ فادی فعتق فاشترت بنت المنصور ولائہ و ہذا لایجوز-وقیل:بل اشترتہ واعتقتہ ویقال:اصلہ حمیری-رأی ابا امامۃ بن سہل بن حنیف المتوفی سنۃ مائۃ}(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ص۴۸۳)

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) حافظ ابونعیم اصبہانی (۳۳۶ھ-۴۳۰ھ-۹۴۸ء-۱۰۳۸ء) نے لکھا:

{اسعد بن سہل بن حنیف بن واہب الانصاری یکنی ابا امامۃ توفی سنۃ مائۃ یعد فی المدنیین ولد فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واتی بہ فحنکہ و سماہ اسعد-اختلف فیہ-فقیل صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبایعہ و

قیل :ادرکه ولم یسمع منه وهذا اصح}(معرفۃ الاصحاب لابی نعیم ج۱ص۲۸۲)

(۴)حافظ ابن عبدالبر مالکی قرطبی (۳۶۸ھ-۴۶۳ھ) نے لکھا:{اسعد بن سهل بن حنيف الانصاری ابوامامة وهو مشهور بكنيته ولد على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل وفاته بعامين واتى به النبى صلى الله عليه وسلم فدعا له و سماه باسم جده ابى امه ابى امامة سعد بن زرارة وكناه بكنيته وهو احد الاجلة من العلماء من كبار التابعين بالمدينة ولم يسمع من النبى صلى الله عليه وسلم شيئا ولا صحبة وانما ذكرنا لادراكه النبى صلى الله عليه وسلم بمولده وهو شرطنا وابوه سهل بن حنيف من كبار الصحابة من اهل بدر وسيأتى ذكره فى بابه من هذا الكتاب ان شاء الله تعالىٰ،وتوفى ابوامامة بن سهل بن حنيف سنة مائة وهو ابن نيف وتسعين سنة}(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج۱ص۲۷)

(۵)حافظ شمس الدین ذہبی (۶۷۳ھ-۷۴۸ھ) نے لکھا:

{ابو امامة بن سهل بن حنيف الانصارى(ع)الاوسى المدنى الفقيه المعمر الحجة –اسمه اسعد باسم جده لامه النقيب السيد اسعدبن زرارة–ولد فى حياة النبى صلى الله عليه وسلم وراٰه فيما قيل}(سیر اعلام النبلا ج۶ص۱۹)

(۶)حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) نے لکھا:{اسعد بن سهل بن حنيف بضم المهملة (وقيل سعد بن سهل)الانصارى ابوامامة معروف بكنيته معدود فى الصحابة له صحبة ورؤية ولم يسمع من النبى صلى الله عليه وسلم –مات سنة مائة وله اثنتان وتسعون– ع}(تقریب التہذیب ج۱ص۱۰۴)

(۷)حافظ عسقلانی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) نے لکھا:{ونقل ابن مندة عن ابى داؤد انه قال:صحب النبى صلى الله عليه وسلم وبايعه}(تہذیب التہذیب ج۱ص۲۳۱)

(۸)حافظ ابن حجر عسقلانی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) نے لکھا:{قال ابو منصور الباوردى– مختلف فى صحبته الا انه ولد فى عهده وهو ممن يعد فى الصحابة الذين روى

عنهم الزهری} (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۳۱ - دائرۃ المعارف النظامیہ: الہند)

(۹) ابن عماد حنبلی (۱۰۳۲ھ - ۱۰۸۹ھ) نے لکھا: {وفيها توفى ابو امامة اسعد بن سهل بن حنيف الانصارى الدوسى المدنى، ولد فى حياة رسول الله فى الدنيا - روى انه ولد عام احد وادرك من النبى صلى الله عليه وسلم ثمان سنين}

(شذرات الذہب ج ۱ ص ۱۱۲ - دار الکتب العلمیہ بیروت)

خلاصہ عبارات

(۱) امام المغازی حضرت ابومعشر نجیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت میں اختلاف ہے۔ بعض علما نے فرمایا کہ یہ غزوۂ احد کے سال پیدا ہوئے، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا آٹھ سال پایا۔ بعض علما نے فرمایا کہ وصال اقدس سے دو سال قبل پیدا ہوئے۔

(۲) حضرت ابومعشر نجیح بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات صحاح ستہ میں سے سنن ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی و سنن ابن ماجہ میں ہیں۔

کتب احادیث

(۱) حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری (۳۲۱ھ - ۴۰۵ھ) نے تحریر فرمایا:

{عن محمد بن اسحق قال: ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم لاثنتى عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الاول} (المستدرک علی الصحیحین ج ۲ ص ۶۵۹)

〈ت〉 محمد بن اسحاق تابعی نے فرمایا: حضور اکرم سرور دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ کو جلوہ گر ہوئے۔

(۲) امام بیہقی (۳۸۴ھ - ۴۵۸ھ) نے تحریر فرمایا:

{عن محمد بن اسحق قال: ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم لاثنتى عشرة

لیلة مضت من شهر ربیع الاول} (شعب الایمان ج۲ص۱۳۴)

﴿ت﴾ امام المغازی محمد بن اسحاق نے فرمایا: حضور اقدس سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ کوجلوہ گر ہوئے۔

(۳) محدث ابوطاہر سلفی: احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم اصبہانی (م ۵۷۶ھ) نے لکھا:

{قال ابن اسحاق: ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع الاول عام الفیل}

(مشیخۃ ابی عبداللہ محمد الرازی ج۱ص۱۹۵)

﴿ت﴾ امام المغازی محمد بن اسحاق نے کہا: حضور اقدس رسول دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوجلوہ گر ہوئے۔

(۴) امام ابن اثیر مجد الدین ابوالسعادات مبارک بن محمد جزری شافعی (۵۴۴ھ-۶۰۶ھ) نے تحریر فرمایا: **{قال الزبیر بن بکار: حملت به آمنة ایام التشریق فی شعب ابی طالب ،وولد بمکة فی الدار التی کانت تدعی لمحمد بن یوسف اخی الحجاج-و قیل فی شعب بنی هاشم-وذلک یوم الاثنین للیلتین خلتا من ربیع الاول عام الفیل-وقیل لثمان خلون منه-وقیل لاثنتی عشرة لیلة خلت منه}**

(جامع الاصول فی احادیث الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج۱۲ص۸۹-مکتبۃ الحلوانی)

﴿ت﴾ زبیر بن بکار ابوعبداللہ بن ابوبکر زبیری قاضی مکہ (۱۷۲ھ-۲۵۶ھ) نے کہا: حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایام تشریق میں شعب ابی طالب میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حاملہ ہوئیں، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ مکہ معظّمہ میں اس گھر میں ہوئی جسے حجاج بن یوسف ثقفی کے بھائی محمد بن یوسف کا گھر کہا جاتا تھا، اور ایک قول ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ شعب بنی ہاشم میں ہوئی، اور یہ عام الفیل میں ربیع الاول کی دوراتیں گذرنے کے بعد ہوئی، اور ایک قول ہے کہ ربیع الاول کی آٹھ راتیں گذرنے کے بعد ہوئی، اور ایک قول ہے کہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گذرنے کے بعد ہوئی۔

(۵) علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) نے ''المستدرک علی الصحیحین للحاکم ابی عبداللہ النیشا بوری'' کے حوالہ سے لکھا: {ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع الاول}

(اتحاف المہرة بالفوائد المبتکرة من اطراف العشرة ج۱۹ ص۱۷-۴۱۷ - مجمع الملک فہد مدینہ منورہ)

〈ت〉 حضور اکرم تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی۔

کتب تفاسیر

(۱) امام ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری خزرجی قرطبی مالکی (م ۶۷۱ھ-۱۲۷۳ء) نے لکھا:

{قال فی کتاب اعلام النبوة: ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوم الاثنین الثانی عشر من ربیع الاول–وکان بعد الفیل بخمسین یومًا}

(تفسیر القرطبی ج۲۰ ص۱۹۴ - دار احیاء التراث العربی بیروت)

〈ت〉 حضور اقدس سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کے دن بارہویں ربیع الاول شریف کو ہوئی، اور یہ ولادت پاک واقعہ فیل کے پچاس دن بعد ہوئی۔

(۲) ابوحفص عمر بن علی ابن عادل دمشقی حنبلی (م ۸۸۰ھ) نے تحریر فرمایا:

{قال فی کتاب اعلام النبوة: ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوم الاثنین الثانی عشر من ربیع الاول–وکان بعد الفیل بخمسین یومًا}

(اللباب فی علوم الکتاب ج۲۰ ص۴۹۸ - دار الکتب العلمیہ بیروت)

〈ت〉 حضور تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کے دن بارہویں ربیع الاول شریف کو ہوئی، اور یہ ولادت پاک واقعہ فیل کے پچاس دن بعد ہوئی۔

(۳) پروفیسر ابوزہرہ مصری (۱۳۱۶ھ-۱۳۹۴ھ) نے لکھا:

{روی عن جابر وابن عباس انهما قالا: ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فی

الاثنين الثانی عشر من شهر ربیع الاول وفیه بعث وفیه عرج الی السماء وفیه هاجر وفیه مات}(زہرۃ التفاسیر ج ا ص ۴۳۲۲ - دارالفکر العربی قاہرہ)

〈ت〉حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی، اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج میں آسمانوں کی طرف لے جایا گیا، اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی، اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا۔

کتب شروح احادیث

(۱)امام ابوالمطرف عبدالرحمٰن بن مروان قنازعی قرطبی مالکی (۳۴۱ھ-۴۱۳ھ) نے لکھا:

{قال ابن ابی زید: ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من ربیع الاول عام الفیل}

(تفسیر الموطا ج ا ص ۲۹۹ - وزارۃ الاوقاف قطر)

〈ت〉ابن ابی زید قیروانی مالکی (م۳۸۶ھ) نے فرمایا: حضور اکرم رحمت دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۲) محدث ابن ہبیرہ ذہلی شیبانی (م۵۶۰ھ) نے لکھا:

{واما مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم، فولد بمکۃ فی الدار التی کانت تدعی آخرًا لمحمد بن یوسف الثقفی-وذلک یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شهر ربیع الاول}(الافصاح عن معانی الصحاح ج ۷ ص ۱۴۷ - دارالوطن ریاض)

〈ت〉لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ معظّمہ میں اس گھر میں پیدا ہوئے جو اخیر میں (حجاج بن یوسف ثقفی کے بھائی) محمد بن یوسف ثقفی کا کہلاتا تھا، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کے دن ربیع الاول کی

بارہویں تاریخ کو ہوئی۔

(۳) محدث زین الدین عبدالرحیم عراقی شافعی (۷۲۵ھ-۸۰۶ھ) نے تحریر فرمایا:

{ولد صلى الله عليه وسلم عام الفيل في يوم الاثنين، ولم يختلفوا في انه يوم الاثنين، لكن اختلفوا هل كان يوم الثاني عشر وهو قول محمد بن اسحق وغير احد} (طرح التثریب فی شرح التقریب ج۱ص۱۶)

〈ت〉 حضور اقدس نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن جلوہ گر ہوئے، اور ولادت مبارکہ کے پیر کے دن ہونے میں علما کا اختلاف نہیں، لیکن اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہوا کہ کیا وہ (ربیع الاول کی) بارہویں تاریخ تھی؟ اور یہی قول امام المغازی محمد بن اسحاق تابعی اور بہت سے اہل علم کا ہے۔

(۴) محدث بدرالدین عینی (۷۶۲ھ-۸۵۵ھ) نے لکھا: **{عن جابر و ابن عباس رضى الله عنهم قالا: ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم عام الفيل يوم الاثنين الثاني عشر من ربيع الاول وفيه بعث وفيه هاجر وفيه مات: رواه ابن ابی شيبة}**

(نخب الافکار فی تنقیح مبانی الاخبار فی شرح معانی الآثار ج۳ص۹-وزارۃ الاوقاف قطر)

〈ت〉 حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کیا کہ حضور اقدس شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن بارہویں ربیع الاول شریف کو جلوہ گر ہوئے، اور اسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، اور اسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی، اور اسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا۔ اس حدیث کو حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔

(۵) امام شمس الدین سخاوی شافعی (۸۳۱ھ-۹۰۲ھ) نے رقم فرمایا:

{كان مولده الشريف على الاصح ليلة الاثنين الثاني عشر من شهر ربيع الاول}

(الاجوبۃ المرضیۃ فیما سئل السخاوی عنہ الاحادیث النبویہ ج۳ص۱۱۱۹-دارالرایہ)

〈ت〉 سب سے صحیح قول کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کی

رات بارہویں ربیع الاول شریف کو ہوئی۔

(۶) محدث طاہر فتنی گجراتی ہندی (۹۱۰ھ-۹۸۶ھ) نے تحریر فرمایا:

{ولد عام الفيل يوم الاثنين لاثنتى عشرة ليلة خلت من ربيع الاول} (مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار ج۵ص ۲۴۵ - دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد)

﴿ت﴾ حضور اقدس نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۷) امام عبد الرؤف بن تاج العارفین مناوی (۹۵۲ھ-۱۰۳۱ھ) نے تحریر فرمایا:

{الاصح انه ولد بمكة بالشعب بعيد فجر الاثنين ثانى عشر ربيع الاول عام الفيل} (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج۳ص ۵۷۳)

﴿ت﴾ سب سے صحیح قول یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مطہرہ میں شعب ابی طالب میں عام فیل میں پیر کی فجر کے کچھ دیر بعد بارہویں ربیع الاول کو جلوہ گر ہوئے۔

(۸) محدث محمد خضر شنقیطی (م۱۳۵۴ھ) نے لکھا:

{والمشهور من هذا الخلاف انه ولد ثانى عشر ربيع الاول}

(کوثر المعانی الدراری فی کشف خبایا صحیح البخاری ج اص ۶۸ - مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

﴿ت﴾ ان اختلافی روایات میں مشہور یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارہویں ربیع الاول شریف کو جلوہ افروز ہوئے۔

کتب سیرت وشمائل

(۱) امام ابن ہشام: عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری (م۲۱۳ھ) نے لکھا: **{عن محمد بن اسحق قال: ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين لاثنتى عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول عام الفيل}** (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ج اص ۲۹۴)

﴿ت﴾ امام المغازی محمد بن اسحق (م۱۵۱ھ) نے فرمایا: حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عام الفیل میں پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۲) حافظ محدث ابن حبان (م۳۵۴ھ) نے رقم فرمایا:

{قال ابوحاتم: ولد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عام الفیل یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شھر ربیع الاول} (السیرۃ لابن حبان ج۱ص۳۳)

(ت) امام الجرح والتعدیل ابوحاتم رازی نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۳) محدث ابن حبان (م۳۵۴ھ) نے لکھا: {قال ابوحاتم: ولد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عام الفیل یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شھر ربیع الاول}

(السیرۃ النبویۃ واخبار الخلفاء ج۱ص۳۳-الکتب الثقافیۃ بیروت)

(ت) امام الجرح والتعدیل ابوحاتم رازی نے کہا: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۴) امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی (۳۶۴ھ-۴۵۰ھ) نے تحریر فرمایا:

{آیۃ الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم من قصۃ الفیل انہ کان فی زمانہ حملًا فی بطن امہ بمکۃ لانہ ولد بعد خمسین یومًا من الفیل-وبعد موت ابیہ فی یوم الاثنین الثانی عشر من شھر ربیع الاول}

(اعلام النبوۃ ج۱ص۲۴۰-دار الکتاب العربی بیروت)

(ت) اصحاب فیل کے واقعہ میں حضور اکرم سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نشانی ہے، کیوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس زمانہ میں مکہ میں اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں تھے، اس لیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقعہ فیل کے پچاس دن بعد اور اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۵) امام محمد غزالی شافعی (۴۵۰ھ-۵۰۵ھ) نے لکھا: {سنۃ ۵۷۰ء فی الثانی عشر من ربیع الاول ۵۳ق-ھ} (فقہ السیرۃ ج۱ص۵۲-دار نہضہ مصر)

〈ت〉سال ۵۷۰ء عیسوی میں قبل ہجرت بارہویں ربیع الاول کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی۔

(۶) حافظ عبد الرحمٰن بن عبد اللہ سہیلی (۵۰۸ھ-۵۸۱ھ) نے رقم فرمایا:

{عن محمد بن اسحق قال: ولد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول عام الفیل} (الروض الانف ج ۱ ص ۲۷۶)

〈ت〉امام المغازی محمد بن اسحٰق نے کہا: حضور اقدس اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۷) علامہ عبد الرحمٰن ابن جوزی (۵۰۸ھ-۵۹۷ھ) نے لکھا: {قال ابن اسحق: ولد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوم الاثنین عام الفیل لاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع الاول} (الوفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج ۱ ص ۴۹)

〈ت〉امام المغازی محمد بن اسحٰق نے کہا کہ حضور اقدس تاجدار انبیا و مرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین عام الفیل میں پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۸) علامہ عبد الرحمٰن ابن جوزی حنبلی (۵۰۸ھ-۵۹۷ھ) نے لکھا:

{اتفقوا علیٰ ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ولد یوم الاثنین فی شهر ربیع الاول عام الفیل—واختلفوا فیما مضی من ذلک الشهر لولادته علیٰ اربعة اقوال—احدها، انه ولد للیلتین خلتا منه—والثانی، لثمان خلون منه—والثالث، لعشر خلون منه—والرابع، لاثنتی عشرة خلت منه}

(صفوۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۲۲ - دار الحدیث قاہرہ)

〈ت〉علما اس بات پر متفق ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن ماہ ربیع الاول میں جلوہ افروز ہوئے، اور عہد ماضی میں اس ماہ مبارک کی تاریخ ولادت کے بارے میں چار مختلف اقوال وارد ہوئے (۱) اول یہ کہ ماہ ربیع الاول کی دوسری تاریخ کو پیدا ہوئے (۲) دوسرا یہ کہ ربیع الاول کی آٹھویں تاریخ کو پیدا ہوئے (۳) تیسرا یہ کہ ربیع الاول کی دسویں تاریخ

کو پیدا ہوئے (۴) چوتھا قول یہ کہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ گر ہوئے۔

(۹) ابوربیع سلیمان بن موسیٰ کلاعی اندلسی (۵۶۵ھ-۶۳۴ھ) نے تحریر فرمایا:

{ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شهر ربیع الاول عام الفیل-قیل بعد الفیل بخمسین یومًا}

(الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج ۱ ص ۹۷-عالم الکتب بیروت)

﴿ت﴾ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔ایک قول ہے کہ واقعہ فیل کے پچاس دن بعد ولادت مبارکہ ہوئی۔

(۱۰) محدث محبّ الدین طبری (م ۶۹۴ھ) نے لکھا: **{وقیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ}**

(خلاصۃ سیر سید البشر ج ۱ ص ۲۴-مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ)

﴿ت﴾ کہا گیا کہ حضور اقدس شفیع محشر حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۱۱) علامہ ابن سید الناس ابوالفتح محمد بن محمد بن محمد بن احمد قاہری (۶۷۱ھ-۷۳۴ھ) نے لکھا:

{ولد سیدنا ونبینا محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شهر ربیع الاول عام الفیل-قیل: بعد الفیل بخمسین یومًا} (عیون الاثر ج ۱ ص ۳۹)

﴿ت﴾ ہمارے سردار اور ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو پیر کے دن جلوہ افروز ہوئے۔کہا گیا کہ واقعہ فیل کے پچاس دن بعد ولادت مبارکہ ہوئی۔

(۱۲) امام ابوعبداللہ جمال الدین ابن حدیدہ: محمد بن علی بن احمد بن عبدالرحمٰن بن حسن انصاری (م ۷۸۳ھ) نے تحریر فرمایا: **{ولد صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم الاثنین شهر ربیع الاول من عام الفیل-قیل: ثانی عشر، وقیل غیر ذلک}**

(المصباح المضی فی کتاب النبی الامی ج ۱ ص ۲۴-عالم الکتب بیروت)

﴿ت﴾ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں ماہ ربیع الاول میں پیر کے دن جلوہ افروز ہوئے۔کہا گیا بارہویں تاریخ کو (ولادت مبارکہ ہوئی)،اوراس کے علاوہ بھی قول ہے۔

(۱۳)امام تقی الدین مقریزی (م ۸۵۴ھ) نے تحریر فرمایا:

{ولد محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم بمكة فی دار عرفت بدار ابن یوسف من شعب بنی هاشم یوم الاثنین لاثنتی عشرة خلت من ربیع الاول} (امتاع الاسماع بماللنبی من الاحوال والاموال والحفدۃ والمتاع ج ۱ ص ۶-دار الکتب العلمیۃ بیروت)

﴿ت﴾ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو مکہ معظمہ میں شعب بنی ہاشم میں اس گھر میں پیدا ہوئے جو محمد بن یوسف ثقفی کے گھر سے متعارف ہے۔

(۱۴)علامہ عبد الرحمٰن جامی (۸۱۷ھ-۸۹۸ھ) نے لکھا:"ولادت وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رز دوشنبہ بودہ دوازدہم ربیع الاول"۔(شواہد النبوۃ ص ۳۰-استنبول ترکی)

﴿ت﴾ حضور اقدس امام الانبیاوالمرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولادت مبارکہ دوشنبہ کے دن بارہویں ربیع الاول کو ہوئی۔

(۱۵)امام شمس الدین سخاوی (۸۳۱ھ-۹۰۲ھ) نے لکھا: **{ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فی یوم الاثنین عند فجره لاثنتی عشرة لیلة مضت من ربیع الاول عام الفیل}** (التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفہ ج ۱ ص ۷-دار الکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾ حضور اقدس شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ عام الفیل میں پیر کے دن فجر کے وقت ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی۔

(۱۶)امام زین الدین حنفی:عبد الباسط بن خلیل بن شاہین قاہری (۸۴۴ھ-۹۲۰ھ) نے لکھا:

{ولد صلی اللّٰہ علیه وسلم بمكة فی لیلة الاثنین ثانی عشر ربیع الاول فی عام الفیل بعد قدوم ابرهة بالفیل بسبعة وخمسین یومًا}

(غایۃ السول فی سیرۃ الرسول ج ۱ ص ۳۰-عالم الکتب بیروت)

﴿ت﴾ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بادشاہ ابرہہ کے ہاتھیوں کے ساتھ آنے کے ستاون

دن بعد مکہ معظّمہ میں کے پیر کی رات کو عام الفیل میں بارہویں ربیع الاول کو جلوہ گر ہوئے۔

(۱۷) شارح بخاری علامہ شہاب الدین بن احمد مصری قسطلانی (۸۵۱ھ-۹۲۳ھ) نے لکھا:

{المشهور انه ولد يوم الاثنين ثانی عشر شهر ربيع الاول-وهوقول ابن اسحاق وغيره} (المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۸۵-مکتبہ توفیقیہ قاہرہ مصر)

﴿ت﴾ مشہور ہے کہ حضور اقدس سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو پیر کے دن ہوئی، اور یہی قول محمد بن اسحاق وغیرہ کا ہے۔

(۱۸) محدث سید جمال حسینی چشتی: عطاء اللہ بن فضل اللہ (م ۹۲۶ھ-۱۵۲۱ھ) نے لکھا:

''مشہور قول یہ ہے، اور بعض نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربیع الاول کے مہینہ میں پیدا ہوئے۔۱۲: ربیع الاول مشہور تاریخ ولادت ہے''۔

(رسالت مآب ترجمہ روضۃ الاحباب ص ۹)

(۱۹) محمد بن عمر بحرق حضرمی شافعی (۸۶۹ھ-۹۳۰ھ) نے لکھا: {قال علماء السير: ولد النبی صلی اللہ علیه وسلم فی ربيع الاول يوم الاثنين بلاخلاف-ثم قال الاكثرون: ليلة الثانی عشرمنه} (سیرۃ النبی المختار ج ۱ ص ۱۰۵-دار الحاوی)

﴿ت﴾ علمائے سیر نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا اختلاف ربیع الاول میں پیر کے دن جلوہ گر ہوئے، پھر اکثر علما نے کہا کہ بارہویں ربیع الاول کی رات کو ولادت مبارکہ ہوئی۔

(۲۰) امام محمد بن یوسف صالحی شامی (م ۹۴۲ھ) نے ولادت مبارکہ کی بحث میں لکھا:

{قال ابن اسحق رحمه اللہ تعالیٰ: لاثنتی عشرة ليلة خلت منه-ورواه ابن ابی شيبة فی المصنف عن جابر وابن عباس-قال فی الغرر: وهوالذی عليه العمل}

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۳۳۶-دار الکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾ امام محمد بن اسحاق (م ۱۵۱ھ) نے کہا کہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ولادت مبارکہ ہوئی۔ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہی روایت کی، اور (محمد بن احمد بن محمد بن عماد: ابوالفتح، محبّ الدین

بن الہائم مصری مقدسی م ۸۹۸ھ نے) ''الغرر المضیہ فی شرح نظم الدرر السنیہ :شرح الفیۃ العراقی فی نظم السیر ۃالنبویہ'' میں فرمایا کہ اسی تاریخ پر (اہل مکہ کا) عمل ہے۔

(۲۱) ملامعین محمد مسکین فراہی (م ۹۵۴ھ) نے رقم فرمایا:

''مشہور آنست کہ در ماہ ربیع الاول آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وجود آمد۔بیش تر بر آنند کہ روز دوازدہم ماہ مذکور بود۔جمہور محدثان وارباب سیر وتواریخ شب دوشنبہ تعین نمودہ اند''۔

(معارج النبوت رکن دوم باب سوم ص ۳۲-نورانی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)

﴿ت﴾ مشہور یہ ہے کہ ربیع الاول کے مہینہ میں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، اور اکثر کہتے ہیں کہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ تھی ۔جمہور محدثین اور ارباب تواریخ وسیر نے دوشنبہ کی رات متعین فرمائی ہے۔(یعنی دوشنبہ کی صبح کو ولادت اقدس ہوئی)

(۲۲) امام ابن حجر مکی ہیتمی شافعی (۹۰۹ھ-۹۷۴ھ) نے رقم فرمایا:

{كان مولده ليلة الاثنين لاثنتى عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول}

(النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۱۷-استنبول ترکی)

﴿ت﴾ حضور اکرم سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی۔

(۲۳) ملا علی قاری حنفی (۹۳۰ھ-۱۰۱۴ھ) نے تحریر فرمایا:{المشهور انه ولد فى يوم الاثنين ثانى عشر ربيع الاول}(المورد الروی فی المولد النبوی ص ۹۸)

﴿ت﴾ مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو جلوہ گر ہوئے۔

(۲۴) شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ) نے تحریر فرمایا:

{قيل لاثنتى عشرة وهو المشهور،وعليه عمل اهل مكة فى زيارتهم موضع مولده صلى الله عليه وسلم فى هذا الوقت-قال الطيبى:اتفقوا علىٰ انه ولد يوم الاثنين ثانى عشر ربيع الاول}(ما ثبت بالسنۃ ص ۷۵-مطبع مجتبائی دہلی)

﴿ت﴾ ایک قول ہے کہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو حضور اقدس شفیع کائنات صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی، اور یہی مشہور ہے، اور اسی وقت میں مکان میلادرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے سلسلہ میں اہل مکہ کا عمل ہے، اور محدث شرف الدین طیبی شارح مشکوۃ المصابیح (م۷۴۳ھ) نے فرمایا: علما کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور اقدس سرور دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۲۵) امام المحدثین فی الہند شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ) نے تحریر فرمایا:

''وقول اول اشہر واکثر است، وعمل اہل مکہ بریں ست، وزیارت کردن ایشاں موضع ولادت شریف را دریں شب وخواندن مولود وآنچہ ازآداب واوضاع آنست، درشب دوازدہم ودرروز دوشنبہ بودہ''۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص ۲۰ - منشی نول کشور: لکھنو)

﴿ت﴾ لیکن پہلا قول یعنی بارہ ربیع الاول کا زیادہ مشہور واکثر ہے۔ اسی پر اہل مکہ کا عمل ہے۔ ولادت شریفہ کے مقام کی زیارت اسی رات کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھتے ہیں۔ یہ ولادت مبارکہ بارہویں ربیع الاول کی رات کو دوشنبہ کے دن واقع ہوئی۔

(۲۶) علامہ شمس الدین محمد بن عبدالباقی مصری زرقانی (۱۰۵۵ھ-۱۱۲۲ھ) نے تحریر فرمایا:

{المشہورانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول -وھوالقول الثالث فی کلام المصنف-وھو قول محمد بن اسحق بن یسار امام المغازی وقول غیرہ-قال ابن کثیر: وھوالمشہورعند الجمہور-و بالغ ابن الجوزی وابن الجزار فنقلا فیہ الاجماع وھوالذی علیہ العمل}

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ج اص ۲۴۸ - دارالکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾ مشہور یہ ہے کہ حضور سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارہویں ربیع الاول کو پیر کے دن جلوہ افروز ہوئے، اور مصنف یعنی علامہ قسطلانی کے کلام میں یہ تیسرا قول ہے، اور یہی امام المغازی محمد بن اسحٰق وغیرہ کا یہی قول ہے۔ ابن کثیر دمشقی نے کہا کہ جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے، اور محدث عبدالرحمٰن ابن جوزی حنبلی (۵۰۸ھ-۵۹۷ھ) اور علامہ ابن جزار: احمد بن ابراہیم بن ابی خالد، ابوجعفر قیروانی (م۳۶۹ھ-۹۸۰ء) آگے بڑھے تو ان دونوں حضرات نے

اس تاریخ کے بارے میں اجماع نقل فرمایا، اور یہی وہ تاریخ ہے جس پر (اہل مکہ کا) عمل ہے۔

(۲۷) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۱۴ھ-۱۱۷۶ھ) نے تحریر فرمایا:

''ولادت آں حضرت روز دوشنبہ مستحق شداز شہر ربیع الاول، از سالے کہ واقعہ فیل دراں بود۔ بعض گفتہ اند بتاریخ دوم، بعض گفتہ اند بتاریخ سوم، وبعض گفتہ اند بتاریخ دوازدہم''۔

(سرور المحزون ترجمہ فارسی نور العیون ص ۹- مطبع محمدی لاہور)

〈ت〉 آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ماہ ربیع الاول میں واقع ہوئی، جس سال میں اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ دوسری تاریخ کو، اور بعض نے تیسری تاریخ کو اور بعض نے بارہویں تاریخ (کو یوم ولادت) کہا ہے۔

(۲۸) ابو العرفان محمد بن علی صبان مصری (م ۱۲۰۶ھ-۱۷۹۲ء) نے لکھا:

{ولد صلى الله عليه وسلم على الصحيح بمكة عند طلوع الفجر يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة مضت من ربيع الاول عام الفيل} (اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ وفضائل اہل بیتہ الطاہرین ص ۴: ناشر محمد صالح اکرم: ۱۲۹۰ھ)

〈ت〉 صحیح قول کے مطابق حضور اقدس حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں طلوع فجر کے وقت پیر کے دن عام الفیل میں بارہویں ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

(۲۹) مجاہد آزادی مفتی عنایت احمد کاکوروی (۱۲۲۸ھ-۱۲۷۹ھ-۱۸۱۳ء-۱۸۶۳ء) نے لکھا:

''بارہویں ربیع الاول کو اسی سال میں جس میں واقعہ اصحاب فیل واقع ہوا، بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے''۔

(تواریخ حبیب الٰہ ص ۱۳- مکتبہ مہریہ رضویہ: ڈسکہ پاکستان)

(۳۰) رفاعہ رافع بن بدوی بن علی طہطاوی (م ۱۲۹۰ھ) نے لکھا: {ولد صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين حين طلع الفجر وهو وقت البركة كما قال صلى الله عليه و سلم ''بورك لامتي في بكورها'' لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول على المشهور} (نہایۃ الایجاز فی سیرۃ ساکن الحجاز ج ۱ ص ۲۳- دار الذخائر قاہرہ)

〈ت〉 حضور اکرم سرور دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشہور قول کے مطابق پیر کے دن طلوع فجر کے وقت ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ گر ہوئے ،اور فجر کا وقت برکت کا وقت ہوتا ہے ،جیسا کہ حضور اقدس تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ میری امت کے لیے صبح کے وقت میں برکت رکھی گئی۔

(۳۱) علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی (۱۲۶۵ھ-۱۳۵۰ھ) نے لکھا: {في يوم الاثنين ثاني عشر من شهر ربيع الاول} (حجۃ اللہ علی العلمین فی معجزات سید المرسلین ص ۱۷۲)

〈ت〉 حضور اقدس خلیفہ الٰہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو پیر کے دن ہوئی۔

(۳۲) علامہ نور بخش توکلی (۱۳۰۵ھ-۱۳۶۷ھ، ۱۹۴۸ء) نے تحریر فرمایا:

''جب حمل شریف کو چاند کے حساب سے پورے نو مہینے ہوگئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن فجر کے وقت کہ ابھی بعض ستارے آسمان میں نظر آ رہے تھے، پیدا ہوئے''۔ (سیرت رسول عربی ص ۵۷-مجلس مدینۃ العلمیہ: کراچی)

(۳۳) عبد اللہ بن سعید بن محمد عبادی لحجی حضرمی شحاری مراوعی مکی (۱۳۴۳ھ-۱۴۱۰ھ) نے لکھا:

{المشهور انه ولد في ربيع الاول هو قول الجمهور من العلماء يوم الاثنين ثاني عشر ربيع الاول} (منتہی السول علی وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج ۳ ص ۱۳۰-دار المنہاج: جدہ،سعودیہ عربیہ)

〈ت〉 مشہور ہے کہ حضور اقدس امام الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ ربیع الاول میں پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو جلوہ گر ہوئے۔

(۳۴) شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی (م ۱۹۸۵ء) نے تحریر فرمایا:

''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے،مگر قول مشہور یہی ہے کہ واقعہ اصحاب فیل سے پچپن دن کے بعد ۱۲: ربیع الاول مطابق ۲۰: اپریل ۵۷۱ء ولادت باسعادت کی تاریخ ہے۔اہل مکہ کا بھی اسی پر عمل درآمد ہے کہ وہ لوگ بارہویں ربیع الاول ہی کو کاشانہ

نبوت کی زیارت کے لیے جاتے ہیں، اور وہاں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے ہیں''۔

(سیرۃ المصطفیٰ ص۷۰-مجلس المدینۃ العلمیہ: دعوت اسلامی، کراچی)

(۳۵) علامہ سید علوی مالکی مکی (م۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء) نے تحریر فرمایا:

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت عام الفیل کو ربیع الاول کے مہینے میں سوموار کے دن ہوئی۔ بعض روایات کے مطابق ربیع الاول کی دو، اور بعض کے نزدیک تین تاریخ تھی، لیکن جمہور علما کے نزدیک جو تاریخ مشہور ہے، وہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ تھی''۔

(الذخائر المحمدیہ مترجم ص۲۱: عالمی دعوت اسلامیہ لاہور)

(۳۶) محمد رضا مصری نے لکھا: {ولد النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی فجر یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع الاول} (محمد رسول اللہ ﷺ ج۱ص۱۹)

﴿ت﴾ حضور اکرم سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کے دن فجر کے وقت ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی۔

(۳۷) جسٹس کرم شاہ ازہری (۱۹۱۸ء-۱۹۹۸ء) نے لکھا: ''مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوگیا کہ حضور پاک صاحب لولاک محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثنا ۱۲: ربیع الاول عام الفیل پیر کے دن صبح کے وقت اس جہاں ہست و بود میں اپنے وجود عنصری کے ساتھ تشریف لائے''۔

(ضیاء النبی ج۲ص۳۹-ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

کتب انساب

(۱) مشہور مؤرخ بلاذری (م۲۷۹ھ) نے تحریر فرمایا:

{کان مولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فی عام الفیل یوم الاثنین لعشر لیال خلون من شهر ربیع الاول–ویقال: للیلتین خلتا منه–ویقال: لاثنتی عشرة لیلة خلت منه} (انساب الاشراف ج۱ص۳۹)

﴿ت﴾ حضور اقدس خاتم الانبیا حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ عام الفیل میں

پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی دسویں رات کو ہوئی، اور ایک قول ہے کہ دوسری رات کو ہوئی، اور ایک قول ہے کہ ربیع الاول کی بارہویں رات کو ہوئی۔

کتب جرح وتعدیل

(۱) محدث ابن حبان (م ۳۵۴ھ) نے لکھا: {**قال ابو حاتم: ولد النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم عام الفیل یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول**}

(الثقات لابن حبان ج ۱ ص ۱۴- دارالفکر بیروت)

〈ت〉 امام ابوحاتم رازی (۱۹۵ھ-۲۷۷ھ) نے فرمایا: حضور اکرم رحمت مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ گر ہوئے۔

(۲) علامہ ابن عبدالبر قرطبی مالکی (۳۶۸ھ-۴۶۳ھ) نے تحریر فرمایا:

{**قیل: انہ ولد اول اثنین من ربیع الاول- وقیل: لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت منہ عام الفیل**} (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج ۱ ص ۱۰)

〈ت〉 ایک قول ہے کہ حضور اقدس سید البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربیع الاول کے پہلے پیر کو جلوہ افروز ہوئے، اور ایک قول ہے کہ عام الفیل میں ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے۔

(۳) امام وہابیہ ابن تیمیہ حرانی کے شاگرد: جمال الدین مزی (۶۵۴ھ-۷۴۲ھ) نے لکھا:

{**ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عام الفیل فی ربیع الاول یوم الاثنین للیلتین خلتا منہ- وقیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت منہ**}

(تہذیب الکمال فی اسماء الرجال ج ۱ ص ۱۸۵)

〈ت〉 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن ربیع الاول کی دوسری تاریخ کو جلوہ گر ہوئے، اور ایک قول ہے کہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

کتب تواریخ وطبقات

(۱)امام محمد بن جریر طبری شافعی (۲۲۴ھ-۳۱۰ھ) نے لکھا:{عن ابن اسحق قال: ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم الاثنین عام الفیل لاثنتی عشرۃ مضت من شہر ربیع الاول}(تاریخ طبری ج ۱ص۴۵۳-دارالکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾امام المغازی محمد بن اسحاق نے کہا کہ حضوراقدس رسول مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ عام الفیل میں پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی۔

(۲)ابن عبدربہ اندلسی: ابوعمر شہاب الدین احمد بن محمد بن عبدربہ ابن حبیب بن حدیر بن سالم (م۳۲۸ھ) نے لکھا:{ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عام الفیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الاول}

(العقد الفرید ج۵ص۳-دارالکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾حضوراقدس ہادی کائنات،سیدالاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ عام الفیل میں ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی۔

(۳)محدث ابن حبان (۳۵۴ھ) نے لکھا:{وکان مولد المصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بمکۃ عام الفیل-وذلک یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول}(مشاہیر علماء الامصار ج ۱ص۲۱-دارالوفاء منصورہ)

﴿ت﴾حضوراقدس سلطان دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ مکہ معظّمہ میں عام الفیل میں ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی۔

(۴)مطہر بن طاہر مقدسی (م۳۵۵ھ) نے لکھا:{قال ابن اسحاق: لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الاول}(البدء والتاریخ ج۴ص۱۳۲-مکتبۃ الثقافۃ الدینیہ-بورسعید)

﴿ت﴾امام المغازی محمد بن اسحاق نے فرمایا:حضوراقدس معلم کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی۔

(۵)ابوالحسن عزالدین ابن اثیر جزری: علی بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد شیبانی (۵۵۵ھ-۶۳۰ھ) نے تحریر فرمایا:

{قال ابن اسحق: ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من ربیع الاول} (الکامل فی التاریخ ج۱ص۴۱۶: دارالکتاب العربی بیروت)

﴿ت﴾امام المغازی محمد بن اسحاق نے فرمایا: حضوراقدس رسول مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی۔

(۶)علامہ جمال الدین محمد بن سالم بن واصل (م۶۹۷ھ) نے شاہ مظفر الدین اربلی کوکبوری کے ذکر میں لکھا: {واتخذ الیوم الثانی عشر من شہر ربیع الاول فی کل سنۃ موسمًا لکون مثل ذلک الیوم ھوالذی ولد فیہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم}

(مفروج الکروب فی اخبار بنی ایوب ج۵ص۵۱)

﴿ت﴾بادشاہ اربل مظفر الدین کوکبوری (۵۴۹ھ-۶۳۰ھ) ہرسال ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جشن مناتا، کیوں کہ اسی دن حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوئی تھی۔

توضیح: بادشاہ اربل نے عیدمیلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوخوب رواج دیا۔

(۷)ابوالفضل جمال الدین ابن منظور انصاری افریقی لغوی صاحب ''لسان العرب'': محمد بن مکرم بن علی (۶۳۰ھ-۷۱۱ھ) نے لکھا: {ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولد عام الفیل و سمیت قریش ''آل اللّٰہ'' وعظمت فی العرب-ولد لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول} (مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر ج۱ص۱۲۲)

﴿ت﴾حضوراکرم سلطان عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے، اور (اسی سال) قبیلہ قریش کا نام ''آل اللہ'' (اہل اللہ) رکھا گیا، اور اہل قریش کی عظمت عرب میں بڑھ گئی۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوجلوہ افروز ہوئے۔

(۸)ابوعبداللہ بہاء الدین یمنی: محمد بن یوسف بن یعقوب (م۷۳۲ھ) نے لکھا:

{فولد یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول}

(السلوک فی طبقات الملوک ج۱ص۱۷-مکتبۃ الارشاد صنعا: یمن)

〈ت〉 حضور اقدس سرور انبیا علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۹) لسان الدین ابن خطیب مالکی (۷۱۳ھ-۷۷۶ھ) نے تحریر فرمایا:

{کان امیر المسلمین ابو یوسف سار الٰی مدینۃ سلا فبویع بھا ولدہ ابو یعقوب -وذلک فی الیوم الثانی عشر من شھر ربیع الاول عام احد وسبعین و ست مأۃ یوم مولد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم} (الاحاطۃ فی اخبار غرناطہ ج۴ص۱۳)

〈ت〉 امیر المسلمین ابو یوسف شہر سلا کی طرف چلے، پس وہاں اس کے بیٹے ابو یعقوب کی بیعت کی گئی، اور یہ بیعت سال چھ سو اکہتر میں ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو حضور اقدس سرور کائنات افضل موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے دن ہوئی۔

(۱۰) مشہور مؤرخ عبد الرحمٰن ابن خلدون (۷۳۲ھ-۸۰۸ھ) نے لکھا۔

{ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عام الفیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول} (تاریخ ابن خلدون ج۲ص۴)

〈ت〉 حضور اقدس سید عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی۔

(۱۱) ابو طیب مکی حسنی فاسی (م۸۳۲ھ) نے لکھا: {ومن ذلک مسجد بسوق اللیل قرب مولد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقال لہ "المختبأ" یزورہ الناس کثیرًا فی صبیحۃ الیوم الثانی عشر من شھر ربیع الاول من کل سنۃ}

(شفاء الغرام باخبار البلد الحرام ج۱ص۳۴۶-دار الکتب العلمیہ بیروت)

〈ت〉 اور انہی نشانیوں میں سے حضور اقدس نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان میلاد کے قریب سوق اللیل میں ایک مسجد ہے جس کو "مختبا" کہا جاتا ہے۔ لوگ ہر سال ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کی صبح کو کثرت کے ساتھ اس کی زیارت کرتے ہیں۔

(۱۲)امام محمد بہاء الدین بن ضیاء مکی حنفی قرشی (م ۸۵۴ھ) نے لکھا:{ومن ذلک مسجد بسوق الليل بقرب مولد النبی صلی اللّٰه عليه وسلم يقال له"المختبیٰ"يزوره الناس كثيرًا فی صبيحة اليوم الثانی عشرمن شهرربيع الاول من كل سنة}

(تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام والمدینہ ج ا ص ۱۸۰- دارالکتب العلمیہ بیروت)

〈ت〉اورانہی نشانیوں میں سے حضوراقدس سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان میلاد کے قریب سوق اللیل میں ایک مسجد ہے جس کو"مختبا" کہا جاتا ہے۔لوگ ہر سال ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کی صبح کو کثرت کے ساتھ اس کی زیارت کرتے ہیں۔

(۱۳)ابوالمحاسن جمال الدین یوسف بن تغری بردی بن عبداللہ ظاہری حنفی (م ۸۷۴ھ) نے لکھا {ولد صلی اللّٰه عليه وسلم عام الفيل لاثنتی عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول}(موردالطافۃ فی من ولی السلطنۃ والخلافۃ ج ا ص ۵- دارالکتب المصریہ قاہرہ)

〈ت〉حضوراکرم شفیع محشر رحمت مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوجلوہ گر ہوئے۔

(۱۴)حسین بن محمد بن حسن دیاربکری (م ۹۶۶ھ) نے لکھا:{والمشهور انه ولد فی ثانی عشر ربيع الاول-وهوقول ابن اسحاق وغيره-وانماكان فی شهر ربيع الاول على الصحيح}(تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس ج ا ص ۱۹۶- دارصادر بیروت)

〈ت〉مشہور ہے کہ حضوراقدس صاحب کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی،اور یہی ابن اسحاق وغیرہ کا قول ہے،اور صحیح قول کے مطابق ولادت مبارکہ ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔

(۱۵)ابومدین بن احمد بن محمد بن عبدالقادر بن علی فاسی (م ۱۱۳۲ھ) نے تحریر فرمایا:

{قال ابن اسحق:لاثنتی عشرة ليلة مضت منه-وقال ابن كثير:هوالمشهور عند الجمهور-وبالغ بعضهم فنقل فيه الاجماع-وهو الذی عليه اهل مكة فی زيارة موضع مولده فی هذا الوقت}

(مستعذب الاخیار باطیب الاخبار ج۱ص۷۲-دارالکتب العلمیہ بیروت)

〈ت〉محمد بن اسحاق نے فرمایا: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی،اورابن کثیر نے کہا کہ یہی تاریخ جمہور کے یہاں مشہور ہے،اور بعض حضرات نے آگے بڑھ کراس بارے میں اجماع نقل کیا،اوریہی تاریخ ہے جس پراس وقت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان میلاد کی زیارت کے بارے میں اہل مکہ معظّمہ کا عمل ہے۔

(۱۶) شہاب الدین ابوالعباس احمد بن خالد بن محمد ناصر درعی جعفری سلاوی (م۱۳۱۵ھ) نے لکھا

{قال ابن خلدون:ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عام الفیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول}

(الاستقصاءلاخبار دول المغرب الاقصیٰ ج۱ص۶۳-دارالکتاب)

〈ت〉مؤرخ ابن خلدون نے کہا:حضوراقدس رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوجلوہ افروز ہوئے۔

(۱۷) کامل بن حسین غزی (۱۲۷۰ھ-۱۳۵۱ھ) نے لکھا:{وفی الیوم الثانی عشر من شھر ربیع الاول تعطل الحکومۃ-ویقبل الناس الی الجامع الکبیر لسماع قصۃ المولد النبوی}(نہرالذہب فی تاریخ حلب ج۱ص۲۱۰)

〈ت〉ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوحکومت تعطیل کرتی ہے(سرکاری چھٹی ہوتی ہے)،اور لوگ میلادمصطفوی کے واقعات سننے کے لیے مسجد اموی جامع کبیر آتے ہیں۔

(۱۸) محمد بن محمد بن عمر بن قاسم مخلوف (م۱۳۶۰ھ) نے لکھا:{وقیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت منہ}(شجرۃ الزکیۃ فی طبقات المالکیہ ج۲ص۳۱-دارالکتب العلمیہ بیروت)

〈ت〉 کہا گیا کہ حضوراقدس ہادی دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوہوئی۔

(۱۹) عبدالقادر بن محمد سلیم کیلانی اسکندرانی (م۱۳۶۲ھ) نے تحریر فرمایا:

{اشرق نورہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی الاکوان بمکۃ لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت

من مثل هذا الشهر المبارک ربیع الاول}(مجلۃ الحقائق ج ۷ ص ۱)

〈ت〉حضور اقدس سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور مبارک کائنات عالم پر مکہ مکرمہ میں اس مبارک مہینہ ''ربیع الاول'' کی بارہویں تاریخ کو چمکا۔

کتب فقہ واصول فقہ

(۱)امام ابوالولید محمد بن احمد بن رشد قرطبی مالکی (۵۲۰ھ-۵۹۵ھ) نے رقم فرمایا:

{قیل:یوم الاثنین للیلتین خلتا من ربیع الاول،وقیل لثمان خلون منه،وقیل لاثنتی عشرة لیلة خلت منه}(المقدمات الممہدات ج ۳ ص ۳۴۹: دار الغرب الاسلامی)

〈ت〉 کہا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ربیع الاول کی دوسری تاریخ کو ہوئی،اور کہا گیا کہ ربیع الاول کی آٹھویں تاریخ کو ہوئی،اور کہا گیا کہ بارہویں تاریخ کو ہوئی۔

(۲)امام ابو محمد عبد الحق اشبیلی ازدی مالکی:ابن الخراط(۵۱۰ھ-۵۸۲ھ) نے تحریر فرمایا:

{ولد صلی اللّٰه علیه وسلم یوم الاثنین للیلتین خلتا من ربیع الاول-وقیل: لثمان-وقیل:لاثنتی عشرة لیلة}(الاحکام الوسطی ج ۴ ص ۳۶۱-مکتبۃ الرشد ریاض)

〈ت〉حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن ربیع الاول کی دوسری تاریخ کو جلوہ گر ہوئے،اور کہا گیا کہ آٹھویں تاریخ کو،اور کہا گیا کہ بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۳)امام ابو القاسم محمد بن احمد بن جزی مالکی غرناطی (۶۹۳ھ-۷۴۱ھ) نے تحریر فرمایا:

{ولد علیه الصلوٰة والسلام بمکة لیلة لاثنین لثمان خلون من ربیع الاول-و قیل:لاثنتی عشرة لیلة منه عام الفیل}(القوانین الفقہیہ ج ۱ ص ۴۴۶)

〈ت〉حضور اقدس تاجدار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں عام الفیل میں پیر کی رات ربیع الاول کی آٹھویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے،اور کہا گیا کہ ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ کو جلوہ گر ہوئے۔

(۴)امام ابراہیم بن موسیٰ شاطبی مالکی (م ۷۹۰ھ) نے تحریر فرمایا:

{وجعل الثانی عشر من ربیع الاول ملحقًا بایام الاعیاد لانه علیه الاسلام ولد فیه}(الاعتصام ج۲ص۴۰۰-دارابن الجوزی:سعودیہ عربیہ)

﴿ت﴾ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوعید کے دنوں میں شامل کرنا،کیوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دن جلوہ افروز ہوئے۔

(۵)علامہ ابن رجب حنبلی بغدادی(۷۳۶ھ-۷۹۵ھ)نے لکھا:{والمشهور الذی علیه الجمهور-انه ولد یوم الاثنین ثانی عشرربیع الاول-وهوقول ابن اسحق وغیره}(لطائف المعارف فیما لمواسم العام من الوظائف ج۱ص۹۳-دارابن حزم)

﴿ت﴾مشہورتاریخ جس پرجمہورعلماہیں،وہ یہ ہے کہ حضوراکرم نورمجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوپیر کے دن جلوہ افروز ہوئے۔

(۶)امام شمس الدین محمدبن احمدمنہاجی سیوطی(م۸۸۰ھ)نے مسائل وقف میں لکھا:

{ویقرأ علیٰ من حضرعنده من الناس مولد سیدنا محمد فی شهر ربیع الاول من کل سنة لاثنتی عشرة لیلة تمضین منه}

(جواہرالعقودومعین القضاۃ والموقعین والشہودج۱ص۲۹۲-دارالکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾موجودلوگوں کے پاس ہرسال ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوحضوراکرم سیددوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کامیلادمبارک پڑھے۔

(۷)یوسف بن حسن بن عبدالہادی مقدسی دمشقی حنبلی(۸۴۱ھ-۹۰۹ھ)نے لکھا:

{وقیل: یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول}

(معارف الانعام وفضل الشہوروالایام ج۱ص۸۲-دارالنوادر)

﴿ت﴾ کہا گیاکہ حضوراکرم شفیع اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوجلوہ افروز ہوئے۔

(۸)علامہ محمدنووی بن عمرتناری جاوی شافعی(م۱۳۱۶ھ)نے تحریرفرمایا:

{ولادته صلی اللّٰه علیه وسلم یوم الاثنین او لیلة الاثنین الثانی عشر من ربیع

الاول فی مکة فی سوق اللیل من محل مولده المشهور}

(نہایۃ الزین شرح قرۃ العین ج ۱ص ۱۲-دار الفکر بیروت)

﴿ت﴾ حضور اقدس سرورعرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کے دن یا پیر کی رات کو بارہویں ربیع الاول کو مکہ مکرمہ میں سوق اللیل میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشہور مکان میلاد میں ہوئی۔

(۹) امام احمد رضا قادری (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ) نے تاریخ ولادت مبارکہ کے بارے میں لکھا:

''اس میں اقوال بہت مختلف ہیں۔ دو، آٹھ، دس، بارہ، سترہ، اٹھارہ، بائیس۔ سات قول ہیں، مگر اشہرواکثر وماخوذ ومعتبر بارہویں ہے۔ مکہ معظّمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ مکان مولد اقدس کی زیارت کرتے ہیں، کمافی المواہب والمدارج، اور خاص اس مکان جنت نشان میں اسی تاریخ مجلس میلاد مقدس ہوتی ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ص ۲۶-رضا اکیڈمی ممبئ)

(۱۰) ابوبکر بن حسن بن عبداللہ کشناوی مالکی (م ۱۳۹۷ھ) نے لکھا:

{ولد صلی اللہ علیہ وسلم بمکة المکرمة حین طلوع فجریوم الاثنین الثانی عشرمن ربیع الاول عام الفیل}

(اسہل المدارک شرح ارشاد السالک فی فقہ الامام مالک ج ۱ص ۱۸-دار الفکر بیروت)

﴿ت﴾ حضور اقدس تاجدار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں عام الفیل میں طلوع فجر کے وقت پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ گر ہوئے۔

(۱۱) جامع ازہر مصر کے فتاویٰ میں ہے:{رجح ابن اسحق ان میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی ثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول من عام الفیل-و روی ابن ابی شیبة ذلک عن جابر وابن عباس وغیرھما وحکوا شھرته عند الجمھور} (فتاوی الازہر ص ۲۵۴-وزارۃ الاوقاف المصریہ: مصر)

﴿ت﴾ امام المغازی والسیر ابن اسحاق (م ۱۵۱ھ) نے راجح قرار دیا کہ حضور اقدس رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری عام الفیل میں ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی، اور حافظ

ابوبکرابن شیبہ نے اسی کی روایت حضرت جابراور عبداللہ بن عباس وغیرہ سے کی ،اور علمانے جمہور کے نزدیک اسی قول کی شہرت نقل فرمائی۔

کتب لغت وادب

(۱)احمد بن علی فزاری قلقشندی قاہری (م۸۲۱ھ) نے سلاطین مصر کے حالات میں لکھا:

{الجلوس الثالث جلوسه فی مولد النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی الثانی عشر من شهر ربیع الاول}(صبح الاعشیٰ وصناعۃ الانشاء ج۳ص۵۷۶:دارالکتب العلمیہ بیروت)

〈ت〉بادشاہ کا تیسرا جلسہ ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو حضوراقدس تاجدار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے متعلق اس کا جلسہ ہے۔

(۲)احمد مختار عبدالحمید عمر(م۱۴۲۴ھ) نے لکھا:**{کان مولد النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی الثانی عشر من ربیع الاول}**(معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ ج۳ص۲۴۹۲)

〈ت〉حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ بارہویں ربیع الاول کو ہوئی۔

کتب ہنود

(۱)پروفیسر مسعوداحمد مجددی پاکستانی (۱۹۳۰ء-۲۰۰۸ء) نے تحریر فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے پانچ چھ ہزار سال قبل ہی ہندوؤں کی کتاب ’’بھاگوت پران‘‘ میں حضوراقدس شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر مبارک اس طرح ہے۔

’’پیغمبر کی ولادت امن والے شہر مکہ (شنبھل) میں سب سے بڑے سردار (پروہت) کے ہاں بارہ ربیع الاول (شکل پکچھ) کو ہوگی۔باپ کا نام عبداللہ (ایشنویش)،ماں کا نام آمنہ (سومتی) ہوگا‘‘۔(بھاگوت پران،اسکند۱۲،باب۲،شلوک۱۸)

(جان جاناں ص۴۷-ادارہ مسعودیہ کراچی پاکستان)

کتب وہابیہ

(۱) مذہب وہابیہ کے بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی (۱۱۱۵ھ-۱۲۰۶ھ) نے لکھا:

{ولد صلی اللّٰہ علیه وسلم ليلة الاثنين الثانی عشر من ربيع الاول عام الفيل}

(الجواہر المضیۃ ج ۱ص ۲۸ - دارالعاصمہ ریاض)

〈ت〉 حضور اقدس سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کی رات بارہویں ربیع الاول کو رونق افروز ہوئے۔

(۲) مذہب وہابیہ کے بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب "ثلاثۃ الاصول وادلتہا" کی شرح میں عبداللہ بن صالح فوزان سلفی نے لکھا: {واما مولده صلی اللّٰہ علیه وسلم ففی يوم الاثنين الثانی عشر من ربيع الاول من عام الفيل}

(حصول المامول بشرح ثلاثۃ الاصول وادلتہا ج ۱ص ۱۵۸ - مکتبۃ الرشد ریاض)

〈ت〉 لیکن حضور اکرم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ، پس عام الفیل میں پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو ہوئی۔

(۳) مذہب وہابیہ کے بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی کا بیٹا عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی (۱۱۶۵ھ-۱۲۴۲ھ) نے لکھا: {ولد عليه السلام يوم الاثنين لثمان خلون من ربيع الاول، اختاره-وقيل لعشر منه-وقيل لاثنتی عشرة خلت منه}

(مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج ۱ص ۱۲)

〈ت〉 حضور اکرم سردار عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کے دن ربیع الاول کی آٹھویں تاریخ کو ہوئی۔ بعض نے اس قول کو اختیار کیا، اور کہا گیا کہ ربیع الاول کی دسویں تاریخ کو ہوئی، اور کہا گیا کہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی۔

(۴) نواب صدیق حسن خاں بھوپالی (۱۲۴۸ھ-۱۳۰۷ھ-۱۸۳۲ء-۱۸۹۰ء) نے لکھا:

"ولادت شریفہ مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر کے روز دوشنبہ شب دوازدہم ربیع الاول عام فیل کو

ہوئی۔جمہور علما کا قول یہی ہے۔ابن جوزی نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے"۔

(شمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ ص ۷)

(۵)عبد الرحمٰن مبارکپوری سلفی (۱۳۵۳ھ) نے لکھا:

{قال ابن الجوزی فی التلقیح:اتفقوا علٰی ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولد یوم الاثنین فی شہر ربیع الاول عام الفیل–واختلفوا فیما مضی من ذلک لولادتہ علٰی اربعۃ اقوال–احدھا:انہ ولد للیلتین خلتا منہ–والثانی:لثمان خلون منہ–والثالث:لعشر خلون منہ–والرابع:لاثنتی عشرۃ خلت منہ–انتہٰی}

(تحفۃ الاحوذی شرح الترمذی ج ۱۰ ص ۶۳-دار الکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾ محدث ابن جوزی حنبلی (۵۰۸ھ-۵۹۷ھ) نے "تلقیح" میں کہا کہ علما کا اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں ماہ ربیع الاول میں جلوہ افروز ہوئے،اور عہد ماضی میں ولادت مبارکہ کی تاریخ سے متعلق چار مختلف اقوال ہیں۔(۱) پہلا یہ کہ ربیع الاول کی دوسری تاریخ کو جلوہ گر ہوئے (۲) دوسرا:ربیع الاول کی آٹھویں تاریخ کو (۳) تیسرا قول:ربیع الاول کی دسویں تاریخ کو (۴) چوتھا قول:ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۶)اخوان المسلمین کے لیڈر محمد رشید رضا مصری (۱۲۸۲ھ-۱۳۵۴ھ) نے لکھا:**{ولد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی فجر یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول ۲۰:اغسطس سنۃ ۵۷۰ء(واھل مکۃ یزورون موضع مولدہ فی ھذا الوقت)فی عام الفیل}** (سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج ۱ ص ۱۸)

﴿ت﴾ حضور اقدس سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن فجر کے وقت ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ۲۰:اگست ۵۷۰ھ کو جلوہ افروز ہوئے۔اہل مکہ اسی تاریخ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام میلاد مبارک کی زیارت کرتے ہیں۔

توضیح:نیسان عربی زبان میں اپریل کو کہا جاتا ہے۔بعض مؤرخین نے ماہ ولادت اگست لکھا ہے، اس طرح سال ولادت اقدس کو بعض نے ۵۷۰ء،اور بعض نے ۵۷۱ء لکھا ہے۔

کتب دیابنہ

(۱) اشرف علی تھانوی (۱۸۶۳ء-۱۹۴۳ء) نے لکھا: ''جمہور کے قول کے موافق بارہ ربیع الاول تاریخ ولادت شریف ہے''۔ (ارشاد العباد فی عید المیلاد ص ۵)

(۲) سید سلیمان ندوی (۱۸۸۴ء-۱۹۵۳ء) نے لکھا:

''آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش ۱۲ تاریخ کو ربیع الاول کے مہینے میں پیر کے دن حضرت عیسیٰ سے پانچ سو اکہتر برس بعد ہوئی''۔ (رحمت عالم ص ۱۳ - مکتبہ دار ارقم)

(۳) ابوالحسن علی ندوی (۱۹۱۴ء-۱۹۹۹ء) سابق ناظم ندوۃ العلما (لکھنؤ) نے لکھا:

{ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين اليوم الثاني عشر من شهر ربيع الاول عام الفيل (۵۷۰: المسيحى) فكان اسعد يوم طلعت فيه الشمس}

(السیرۃ النبویۃ للندوی ج ۱ ص ۱۵۷ - دار ابن کثیر دمشق)

〈ت〉 حضور اقدس روح کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو عیسوی سال ۵۷۰ھ میں جلوہ افروز ہوئے، پس یہ دن ان دنوں میں سب سے زیادہ فیروز بخت ہو گیا کہ جن دنوں میں سورج طلوع ہوا۔

(۴) سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند: محمد طیب دیوبندی (۱۸۹۷ء-۱۹۸۳ء) نے لکھا:

''بارہ ربیع الاول کو ایک ذات مقدس کو اللہ نے نمایاں کیا کہ اس سے زیادہ حسین وجمیل نہ پہلے عالم میں پیدا ہوئی تھی، نہ بعد میں پیدا ہوگی''۔ (خطبات حکیم الاسلام ج ۲ ص ۱۴)

(۵) احتشام الحق تھانوی نے لکھا: ''مشہور روایت یہی ہے کہ ربیع الاول کے مہینے کی بارہ تاریخ دوشنبہ کا دن اور صبح صادق کا وقت تھا، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے عنصری وجسمانی وجود اقدس سے پوری کائنات کو رونق بخشی''۔ (ماہنامہ محفل لاہور ص ۶۵ - ماہ مارچ ۱۹۸۱ء)

(۶) کراچی میں دیوبندیوں کے مفتی اعظم محمد شفیع نے لکھا: ''ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ روز دوشنبہ دنیا کی عمر میں ایک نرالا دن ہے کہ آج پیدائش عالم کا مقصد، لیل ونہار کے انقلاب کی

اصلی غرض، آدم واولاد آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دعا، اور موسیٰ وعیسیٰ کی پیشین گوئیوں کا مصداق، یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز عالم ہوتے ہیں''۔(سیرت خاتم الانبیاء ص ۲۰-دارالاشاعت پاکستان)

کتب جماعت اسلامی

(۱) ابوالاعلیٰ مودودی (۱۳۲۱ھ-۱۳۹۹ھ) بانی جماعت اسلامی نے لکھا:

''ربیع الاول کی کون سی تاریخ تھی، اس میں اختلاف ہے، لیکن ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲: ربیع الاول کو پیدا ہوئے تھے۔اس کی تصریح محمد بن اسحاق نے کی ہے، اور جمہور اہل علم میں یہی تاریخ مشہور ہے''۔(سیرت سرور عالم ج۱ ص۹۳)

کتب نیچریہ

(۱) سرسید احمد خاں بانی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (علی گڑھ) (۱۸۱۷ء-۱۸۹۸ء) نے لکھا:

''جمہور مؤرخین کی رائے یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارہویں ربیع الاول کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پچپن روز بعد پیدا ہوئے''۔(سیرت محمدی ص ۲۱۷)

کتب قادیانی

(۱) محمد علی لاہوری قادیانی (۱۸۷۴ء-۱۹۵۱ء) نے لکھا:

{یوم الاثنین الثانی عشر من ربیع الاول-هو عند جمهور العلماء یوم میلاد الرسول الکریم} (حیاۃ محمد ورسالتہ ج۱ ص۵۴)

﴿ت﴾ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ ہے ۔یہی جمہور علما کے یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کا دن ہے۔

کتب سلفیان عرب

(۱)ابن قاسم قحطانی (۱۹۰۱ء-۱۹۷۲ء) نے لکھا:{ولد صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیلۃ الاثنین الثانی عشر من ربیع الاول عام الفیل} (الدرر السنیۃ فی الاجوبۃ النجدیہ ج۲ص۹۰)

〈ت〉حضور اکرم شفیع اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کی رات بارہویں ربیع الاول کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۲)سلفیوں کے مجتہد اعظم عبد العزیز بن باز (۱۳۳۰ھ-۱۴۲۰ھ) نے لکھا:

{الاحتفال بالموالد فی ای یوم کان اوبمولد الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الیوم الثانی عشر من ربیع الاول، وان فعلہا کثیر من الناس، لکنہا بدعۃ}

(فتاوی النور علی الدرب ج۳ص۸)

〈ت〉میلاد کی مجالس منعقد کرنا خواہ کسی دن ہو، یا حضور اقدس تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یوم پیدائش، ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہو، اور اگر چہ اسے بہت سے لوگ کرتے ہوں، لیکن یہ بدعت ہے۔

(۳)سلفیان عرب کے مشہور مجتہد ابن عثیمین (م۱۴۲۱ھ) نے لکھا:

{الیوم الذی ولد فیہ وھو الیوم الثانی عشر من شھر ربیع الاول}

(شرح ریاض الصالحین ج۲ص۳۳۰-دار الوطن ریاض)

〈ت〉جس دن حضور اقدس سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی، اور وہ ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ ہے۔

(۴)سلفیوں کے مجتہد مطلق ابن عثیمین (م۱۴۲۱ھ) نے لکھا:{وقیل فی الثانی عشر-و ھو المشھور عند الجمھور} (المنتقی من فرائد الفوائد ج۱ص۲۲۵-دار الوطن ریاض)

〈ت〉ایک قول ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ (ربیع الاول کی) بارہویں تاریخ کو ہوئی، اور یہی جمہور کے یہاں مشہور ہے۔

(۵) سعودیہ عربیہ کی وزارت تعلیم کی جانب سے شائع ہونے والی کتاب میں ہے:

{واما تاریخ یوم ولادته من شهر ربیع الاول-ففیه اقوال کثیرة-ذکر ابن کثیر منها-یوم الثانی ویوم الثامن ویوم العاشر ویوم الثانی عشر ویوم السابع عشر ویوم الثانی والعشرین-والمشهور الثانی عشر من ربیع الاول-وهذا یوافق من شهر اپریل(نیسان)عام ۵۷۱ء م}

(صحیح الاثر وجمیل العبر من سیرۃ خیر البشرج ا ص ۸۰)

﴿ت﴾ لیکن ماہ ربیع الاول میں حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت، پس اس میں بہت سے اقوال ہیں۔ ابن کثیر دمشقی نے ان میں سے چند اقوال کوذکر کیا۔دوسری تاریخ ، آٹھویں تاریخ ،دسویں تاریخ ، بارہویں تاریخ ،سترہویں تاریخ اور بائیسویں تاریخ ،اورمشہور ربیع الاول کی بارہویں تاریخ ہے،اور یہ سال ۵۷۱ء م کے ماہ اپریل کے موافق ہے۔

(۶) سلفیان عرب کے مجموعہ فتاویٰ میں ہے:{ولد النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع الاول عام الفیل}

(فتاوی اللجنۃ الدائمہ ج ۴ ص ۳۸۱-ادارۃ البحوث العلمیۃ والافتاء-ریاض)

﴿ت﴾ حضوراقدس رسول دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوجلوہ گرہوئے۔

(۷){ولد محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم بمکة بدار ابی یوسف-ولدته امه آمنة بنت وهب بن زهرة بن عبد مناف بن قصی بن کلاب-ولدته صبیحة یوم الاثنین الثانی عشر من ربیع الاول عام الفیل}

(مجلۃ الجامعۃ الاسلامیۃ-مدینہ منورہ ج ۱۸ ص ۸۲)

﴿ت﴾ حضوراقدس سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں ابویوسف ثقفی کے گھر پیدا ہوئے ،اورآپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش حضرت آمنہ بنت وہب بن زہرہ بن عبدمناف بن قصی بن کلاب سے ہوئی ۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوحضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

عام الفیل میں پیر کے دن صبح کے وقت ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو تولد بخشا۔

(۸) عبدالودود مقبول حنیف سلفی نے لکھا:{وقیل فی الثانی عشر من ربیع الاول یوم الاثنین کما روی عن جابر وابن عباس انهما قالا: ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شهر ربیع الاول-وفیه بعث و فیه عرج به الی السماء وفیه هاجر وفیه مات }(نزول القرآن الکریم والعنایۃ بہ فی عہد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج۱ص ۴۷-مجمع الملک فہد مدینہ منورہ)

﴿ت﴾ کہا گیا کہ حضور اقدس رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو جلوہ افروز ہوئے، جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو پیدا ہوئے، اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج میں آسمانوں کی طرف لے جایا گیا، اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت ہوئی، اوراسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا۔

متفرق کتب

(۱) قاضی شوکانی یمنی زیدی شیعی (۱۱۷۳ھ-۱۲۵۰ھ) کے فتاویٰ کے حاشیہ میں محمد صحی حسن حلاق نے لکھا:{مولده الزمانی هویوم الاثنین الثانی عشر من ربیع الاول من عام الفیل علیٰ اشهر الروایات واصحها}

(حاشیۃ الفتح الربانی من فتاوی الامام الشوکانی ج۲ص ۱۰۹۵-مکتبۃ الجیل الجدید-صنعا: یمن)

﴿ت﴾ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زمانی ولادت مبارکہ سب سے مشہور اور سب سے صحیح روایت کے مطابق عام فیل میں پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو ہوئی۔

(۲) محمود پاشا فلکی مصری (۱۲۳۰ھ-۱۳۰۲ھ/۱۸۱۵ء-۱۸۸۵ء) نے لکھا:

{عن سعید بن المسیب: ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عند ابهیرار

النهار ای وسطه–وکان ذلک الیوم لمضی ثنتی عشرة من شهر ربیع الاول–
ای وکان ذلک فی فصل الربیع}

(نتائج الافہام فی تقویم العرب قبل الاسلام ص ۲۱-مطبعہ کبریٰ امیریہ بولاق)

﴿ت﴾ حضرت سعید بن مسیّب تابعی (۱۳ھ-۹۴ھ) سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دن کے درمیانی حصہ میں جلوہ گر ہوئے، اور یہ دن ماہ ربیع الاول کی بارہ رات گذرنے کے بعد تھی، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ موسم بہار میں ہوئی۔

(۳) نواب صدیق حسن خاں بھوپالی (۱۲۴۸ھ-۱۳۰۷ھ) نے لکھا:

{واما آمنة ام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فھی بنت وھب بن عبد مناف بن زھرة بن کلاب–فولدت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم الاثنین لعشر–وقیل لاثنتی عشرة لیلة خلون من ربیع الاول من عام الفیل}

(لقطۃ العجلان مما تمس الیٰ معرفۃ حاجۃ الانسان ج ۱ ص ۱۲۵-دار الکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾ حضور اقدس شفیع اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ آمنہ، پس وہ وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب کی بیٹی ہے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے عام الفیل میں پیر کے دن دس ربیع الاول کو پیدا ہوئے، اور ایک قول ہے کہ بارہویں ربیع الاول کو جلوہ گر ہوئے۔

(۴) پروفیسر ابو زہرہ مصری (۱۳۱۶ھ-۱۳۹۴ھ) نے لکھا: {روی عن جابر وابن عباس انھما قالا: ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیلة الاثنین الثانی عشر من شھر ربیع الاول} (خاتم النبیین ج ۱ ص ۱۳۳-۱۳۴-دار الفکر العربی قاہرہ)

﴿ت﴾ حضرت جابر بن عبد اللہ وحضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کیا کہ حضور اقدس حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کی رات ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی۔

(۵) محمد مصطفیٰ عبد السلام نے ڈاکٹر عفت شرقاوی کی زیر نگرانی جامعہ عین الشمس سے پی ایچ ڈی کی۔ اس نے پی ایچ ڈی کی تھیسس میں لکھا:

{قد ولد صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين الثانی عشر من ربيع الاول}

(السیرۃ النبویۃ بین الآثار المرویۃ والآیات ج۱ص۱۴۹-عالم الکتب بیروت)

〈ت〉حضور اقدس سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے ہیں۔

(۶) حسین حسینی معدی نے لکھا:

{یوم مولد النبی صلی اللہ علیه وسلم فی الثانی عشر من شهر ربیع الاول}

(الرسول فی عیون غربیۃ منصفہ ج۱ص۱۴۶-دار الکتاب العربی دمشق)

〈ت〉حضور اقدس سید ابرار واخیار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کا دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ ہے۔

(۷) علی محمد صلابی نے کہا:

{لانه ولد بعد خمسين يومًا من الفيل وبعد موت ابيه فی يوم الاثنين الثانی عشر من شهر ربيع الاول}(السیرۃ النبویۃ:عرض وقائع ج۱ص۴۳-دار المعرفۃ بیروت)

〈ت〉اس لیے کہ حضور اقدس رحمت دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقعہ فیل کے پچاس دن بعد اور اپنے والد ماجد حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وفات کے بعد پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۸) احمد احمد غلوش نے لکھا:{ولد محمد صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين لاثنتی عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول من عام الفيل}

(السیرۃ النبویۃ والدعوۃ فی العہد المکی ج۱ص۱۷۱-مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

〈ت〉حضور اقدس شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۹) وحید بن عبد السلام بالی نے لکھا:

{ولد صلى الله عليه وسلم يتيما يوم الا ثنين لاثنتی عشرة ليلة خلت من شهر

ربیع الاول من عام الفیل}(الخلاصۃ البہیۃ فی ترتیب احداث السیرۃ ج۱ص۱۹)

﴿ت﴾حضور اقدس شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے والد کی وفات کے بعد عام فیل میں پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۱۰)اکرم ضیائی نے لکھا:{وقد اختلف المؤرخون فی تاریخ یوم مولدہ وشہرہ-فذہب ابن اسحاق الی انہ ولد لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الاول}

(السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ محاولۃ لتطبیق قواعد المحدثین ج۱ص۹۸-مکتبۃ العلوم والحکم مدینہ منورہ)

﴿ت﴾مؤرخین کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت اور ماہ ولادت میں اختلاف ہے،پس امام المغازی محمد بن اسحاق کا مذہب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۱۱)علی محمد محمد صلابی نے لکھا:{ولد الحبیب المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین بلا خلاف-والاکثرون علیٰ انہ لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الاول}(السیرۃ النبویۃ:عرض وقائع وتحلیل احداث ج۱ص۴۷-دارالمعرفۃ بیروت)

﴿ت﴾حضور اقدس حبیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلااختلاف پیر کے دن پیدا ہوئے،اور اکثر اس بات پر ہیں کہ ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو تشریف آوری ہوئی۔

(۱۲){ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الاول عام الفیل}

(موسوعۃ المفاہیم الاسلامیۃ العلمیہ ج۱ص۶۴۹-مجلس اعلیٰ للشؤن الاسلامیہ:مصر)

﴿ت﴾حضور اقدس نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ گر ہوئے۔

(۱۳){ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من ربیع الاول}(فتاویٰ دارالافتاء المصریہ ج۸ص۲۵۵)

﴿ت﴾حضور اکرم ہادی دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن بارہویں ربیع

الاول کوجلوہ افروز ہوئے۔

(۱۴){ولد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شھر ربیع الاول من عام الفیل}

(التعریف بالاسلام ج۱ص۱۷۹-وزارت اوقاف قطر)

〈ت〉حضوراقدس سرور دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کورونق افروز ہوئے۔

(۱۵)ابویوسف مدحت بن حسن آل فراج نے لکھا:

{ولد صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیلۃ الاثنین الثانی عشرمن ربیع الاول}

(المختصر المفید فی عقائد ائمۃ التوحید ج۱ص۸۲-مؤسسۃ الریان)

〈ت〉حضوراقدس رحمت دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوجلوہ گرہوئے۔

(۱۶){ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شھر ربیع الاول عام الفیل}(مفاہیم اسلامیہ ج۱ص۳۰۱-وزارۃ الاوقاف مصر)

〈ت〉حضوراقدس سیدالمرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام عام الفیل میں پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوجلوہ گرہوئے۔

(۱۷){ومولدہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عام الفیل یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول}(ارشیف ملتقی اہل الحدیث ج۸۴ص۲۸۲)

〈ت〉حضوراقدس شفیع کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ عام الفیل میں پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوہوئی۔

(۱۸){ان مولد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثانی عشر ربیع الاول}

(موسوعۃ الفقہ المصریہ ج۱ص۷۲)

〈ت〉حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوہے۔

(۱۹){ولد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول عام الفیل}(مجلۃ البحوث الاسلامیہ ج۴۹ص۱۰۶-ریاض)

﴿ت﴾ حضور اقدس سید بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ گر ہوئے۔

(۲۰){ولد صلی اللّٰہ علیہ وسلم عام الفیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول}(مجلۃ الرسالۃ ج۴۵۱ص۴۵)

﴿ت﴾ حضور اقدس خاتم الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ گر ہوئے۔

(۲۱) ڈاکٹر طاہر القادری پاکستانی نے لکھا: ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت قدما کے نزدیک زیادہ معروف اور مختار قول کے مطابق بروز پیر تاریخ ۱۲: ربیع الاول عام الفیل مطابق ۲۲: اپریل ۵۷۱ء و مطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی بعد طلوع صبح صادق، قبل طلوع آفتاب ہوئی۔ بقول قاضی سلمان منصور پوری اس دن مکہ معظمہ میں صبح صادق کا طلوع ۴: بج کر ۲۰: منٹ پر ہوا تھا، اور ایک جیٹھ کی تاریخ کو شروع ہوئے ۱۳: گھنٹے گزر چکے تھے۔ عرب میں آج کل جو دوسرا نظام الاوقات مروج ہے، اس کے مطابق اس دن صبح صادق کا طلوع ۹: بج کر ۵۷: منٹ پر ہوا تھا''۔(نور محمدی ص۲۲، ۲۳-منہاج القرآن پبلی کیشنز)

بارہ ربیع الاول پر اتفاق وترجیح

(۱) ابوطیب مکی حسنی فاسی (م۸۳۲ھ) نے لکھا: {ومن ذلک مسجد بسوق اللیل قرب مولد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقال لہ''المختبأ''یزورہ الناس کثیرًا فی صبیحۃ الیوم الثانی عشر من شہر ربیع الاول من کل سنۃ}

(شفاء الغرام باخبار البلد الحرام ج۱ص۳۴۶-دار الکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾ اور انہی نشانیوں میں سے حضور اقدس حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان میلاد

کے قریب سوق اللیل میں ایک مسجد ہے جس کو ''مختبا'' کہا جاتا ہے۔لوگ ہر سال ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کی صبح کو کثرت کے ساتھ اس کی زیارت کرتے ہیں۔

(۲)امام محمد بہاءالدین بن ضیاء مکی حنفی قرشی (م۸۵۴ھ) نے لکھا:{ومن ذلک مسجد بسوق اللیل بقرب مولد النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یقال له''المختبیٰ''یزوره الناس کثیرًا فی صبیحة الیوم الثانی عشرمن شهرربیع الاول من کل سنة}

(تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام والمدینہ ج۱ص۱۸۰-دارالکتب العلمیہ بیروت)

〈ت〉اورانہی نشانیوں میں سے حضوراقدس سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان میلاد کے قریب سوق اللیل میں ایک مسجد ہے جس کو ''مختبا'' کہا جاتا ہے۔لوگ ہر سال ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کی صبح کو کثرت کے ساتھ اس کی زیارت کرتے ہیں۔

(۳) ملک المحدثین محمد طاہر صدیقی ہندی فتنی گجراتی حنفی(۹۱۰ھ-۹۸۶ھ) نے تحریر فرمایا:

{اتفقوا علیٰ انه ولد یوم الاثنین ثانی عشر من ربیع الاول}

(مجمع بحارالانوار ج۵ص۶۷۶-مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد)

〈ت〉علما کا اتفاق ہے کہ حضوراقدس سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی(۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ) نے تحریر فرمایا:

{قیل لاثنتی عشرة وهو المشهور،وعلیه عمل اهل مکة فی زیارتهم موضع مولده صلی اللّٰہ علیه وسلم فی هذا الوقت–قال الطیبی:اتفقوا علیٰ انه ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول}(ماثبت بالسنۃ ص۷۵-مطبع مجتبائی دہلی)

〈ت〉ایک قول ہے کہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو حضوراقدس شفیع کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی،اوریہی مشہور ہے،اوراسی وقت میں مکان میلاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے سلسلہ میں اہل مکہ کا عمل ہے،اورمحدث شرف الدین طیبی شارح مشکوۃ المصابیح(۷۴۳ھ) نے فرمایا:علما کا اس پر اتفاق ہے کہ حضوراقدس سرور دوعالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۵) امام المحدثین فی الہند شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ) نے تحریر فرمایا:

''وقول اول اشہر و اکثر است، وعمل اہل مکہ بریں ست، وزیارت کردن ایشاں موضع ولادت شریف را دریں شب وخواندن مولود وآنچہ از آداب واوضاع آنست، درشب دوازدہم و در روز دوشنبہ بودہ''۔ (مدارج النبوت جلد دوم ص ۲۰- منشی نول کشور: لکھنو)

﴿ت﴾ لیکن پہلا قول یعنی بارہ ربیع الاول کا قول زیادہ مشہور و اکثری ہے۔ اسی پر اہل مکہ کا عمل ہے۔ اہل مکہ ولادت شریفہ کے مقام کی زیارت اسی رات کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنا و دیگر آداب ورسوم بجالانا اسی رات کو بجالاتے ہیں۔ یہ ولادت مبارکہ بارہویں ربیع الاول کی رات کو دوشنبہ کے دن واقع ہوئی۔

(۶) علامہ شمس الدین محمد بن عبدالباقی مصری زرقانی (۱۰۵۵ھ-۱۱۲۲ھ) نے لکھا:

{المشہور انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول -وہو القول الثالث فی کلام المصنف-وہو قول محمد بن اسحق بن یسار امام المغازی وقول غیرہ-قال ابن کثیر: وہو المشہور عند الجمہور-و بالغ ابن الجوزی وابن الجزار فنقلا فیہ الاجماع وہو الذی علیہ العمل}

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ج۱ ص ۲۴۸- دارالکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾ مشہور یہ ہے کہ حضرت سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارہویں ربیع الاول کو پیر کے دن جلوہ افروز ہوئے، اور مصنف یعنی علامہ قسطلانی کے کلام میں یہ تیسرا قول ہے، اور یہی امام المغازی محمد بن اسحٰق وغیرہ کا یہی قول ہے۔ ابن کثیر دمشقی نے کہا کہ جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے، اور محدث عبد الرحمٰن ابن جوزی حنبلی (۵۰۸ھ-۵۹۷ھ) اور علامہ ابن جزار: احمد بن ابراہیم بن ابی خالد، ابوجعفر قیروانی (م ۳۶۹ھ-۹۸۰ء) آگے بڑھے تو ان دونوں حضرات نے اس تاریخ کے بارے میں اجماع نقل فرمایا، اور یہی وہ تاریخ ہے جس پر (اہل مکہ کا) عمل ہے۔

(۷) ابومدین بن احمد بن محمد بن عبدالقادر بن علی فاسی (م ۱۱۳۲ھ) نے لکھا:

{قال ابن اسحق: لاثنتی عشرة ليلة مضت منه–وقال ابن کثير: هو المشهور عند الجمهور–وبالغ بعضهم فنقل فيه الاجماع–وهو الذی عليه اهل مكة فی زيارة موضع مولده فی هذا الوقت}

(مستعذب الاخيار باطيب الاخبار ج ۱ ص ۷۲-دار الکتب العلميہ بيروت)

﴿ت﴾ محمد بن اسحاق نے فرمایا: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی، اور ابن کثیر نے کہا کہ یہی تاریخ جمہور کے یہاں مشہور ہے، اور بعض حضرات نے آگے بڑھ کر اس بارے میں اجماع نقل کیا، اور یہی تاریخ ہے جس پر اس وقت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان میلاد کی زیارت کے بارے میں اہل مکہ معظّمہ کا عمل ہے۔

(۸) نواب صدیق حسن خاں بھوپالی (۱۲۴۸ھ-۱۳۰۷ھ-۱۸۳۲ء-۱۸۹۰ء) نے لکھا:

''ولادت شریفہ مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر کے روز دوشنبہ شب دوازدہم ربیع الاول عام فیل کو ہوئی۔ جمہور علما کا قول یہی ہے۔ ابن جوزی نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے''۔

(شمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریہ ص ۷)

(۹) امام احمد رضا قادری (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ) نے تاریخ ولادت مبارکہ کے بارے میں لکھا:

''اس میں اقوال بہت مختلف ہیں۔ دو، آٹھ، دس، بارہ، سترہ، اٹھارہ، بائیس۔ سات قول ہیں، مگر اشہر واکثر وماخوذ ومعتبر بارہویں ہے۔ مکہ معظّمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ مکان مولد اقدس کی زیارت کرتے ہیں، کمافی المواہب والمدارج، اور خاص اس مکان جنت نشان میں اسی تاریخ مجلس میلاد مقدس ہوتی ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۶-رضا اکیڈمی ممبئی)

(۱۰) محمد حسین ہیکل (۱۳۰۵ھ-۱۳۷۶ھ) نے لکھا:

{والجمهور على انه ولد فی الثانی عشر من شهر ربيع الاول–وهو قول ابن اسحاق وغيره} (حیاۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج ۱ ص ۷۹)

﴿ت﴾ جمہور علما اس پر ہیں کہ حضور اقدس ہادی کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو جلوہ گر ہوئے، اور یہی امام المغازی محمد بن اسحاق وغیرہ کا قول ہے۔

(۱۱) پروفیسر ابوزہرہ مصری (۱۳۱۶ھ-۱۳۹۴ھ) نے لکھا: {الجمهرة العظمى من علماء الرواية على ان مولده عليه الصلوة والسلام فى ربيع الاول من عام الفيل فى ليلة الثانى عشر منه...... وقد وافق ميلاده بالسنة الشمسية نيسان (اغسطس) فقد ولد فى العشرين منه} (خاتم النبیین ج ۱ ص ۱۰۳-دار الفکر العربی قاہرہ)

﴿ت﴾ علمائے روایت کی عظیم اکثریت اس پر ہے کہ حضور اقدس خلیفہ الٰہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ عام فیل کے ربیع الاول میں بارہویں تاریخ کو ہوئی، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ شمسی سال (میلادی سال) کے اعتبار سے اگست میں واقع ہوئی، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۰: اگست کو رونق افروز ہوئے۔

(۱۲) محمد بن محمد بن سویلم ابوشہبہ ازہری (م ۱۴۰۳ھ) نے لکھا:

{ابن اسحق وابن سعد والجمهور علىٰ انه ولد يوم الاثنين الثانى عشر من ربيع الاول عام الفيل} (الوسیط فی علوم الحدیث ج ۱ ص ۶۵۴-دار الفکر العربی)

﴿ت﴾ امام المغازی محمد بن اسحاق، حافظ ابن سعد (۱۶۸ھ-۲۳۰ھ) اور جمہور علما اس پر ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۱۳) {وليعلم ان كونه صلى الله عليه وسلم ولد فى اليوم الثانى عشر من ربيع الاول امر مشهور عند الناس—وقد نقله الذهبى فى تاريخه والطبرى والبيهقى وابن الاثير والمقريزى وغيرهم} (فتاوی الشبکۃ الاسلامیہ ج ۴ ص ۴۹)

﴿ت﴾ معلوم ہونا چاہئے کہ حضور اقدس ساقی کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بارہویں ربیع الاول کو جلوہ افروز ہونا مسلمانوں کے یہاں مشہور امر ہے، اور اس کو شمس الدین ذہبی نے تاریخ الاسلام میں اور محدث ابن جریر طبری، محدث بیہقی اور امام مقریزی وغیرہم نے نقل فرمایا۔

(۱۴) {اكثر اهل السير علىٰ انه ولد يوم الثانى عشر من ربيع الاول عام الفيل}

(فتاوی الشبکۃ الاسلامیہ ج ۴ ص ۱۶۲)

﴿ت﴾ اکثر اہل سیر اس پر ہیں کہ حضور اقدس شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں ربیع

الاول کی بارہویں تاریخ کوجلوہ افروز ہوئے۔

(۱۵)امام کعبہ صالح بن عبداللہ بن حمید کے زیرنگرانی تیار ہونے والی کتاب میں ہے:

{تفید اوثق الروایات التی ذکرت مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ ولد فی الثانی عشر من شہر ربیع الاول}

(نضرۃ النعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم ج اص ۱۹۵-دارالوسیلہ: جدہ،سعودیہ عربیہ)

﴿ت﴾ حضوراقدس سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے متعلق بیان کی جانے والی روایتوں میں سب سے زیادہ قابل اعتماد روایات بتاتی ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوجلوہ افروز ہوئے۔

(۱۶)احمد احمد غلوش نے لکھا: **{وجمہور المؤرخین وعلماء السیرۃ یجمعون علیٰ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولد یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الاول عام الفیل حین طلع الفجر}**

(السیرۃ النبویۃ والدعوۃ فی العہد المکی ج اص ۱۷۲-مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

﴿ت﴾ جمہور مؤرخین اور علمائے سیرت کا اس پر اجماع ہے کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام الفیل میں پیر کے دن طلوع فجر کے وقت بارہویں ربیع الاول کوجلوہ افروز ہوئے۔

(۱۷)محمد سعید رمضان بوطی دمشقی نے لکھا:

{وکانت علی الارجح یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الاول} (فقہ السیرۃ النبویۃ مع موجز لتاریخ الخلافۃ الراشدۃ ج اص ۴۴-دارالفکر دمشق)

﴿ت﴾ سب سے زیادہ راجح روایت کے مطابق حضوراقدس سرورانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کوہوئی۔

(۱۸تا۲۶)گزشتہ صفحات میں اشرف علی تھانوی (۱۸۶۳ء-۱۹۴۳ء)،ابوالاعلیٰ مودودی (۱۳۲۱ھ-۱۳۹۹ھ)،سرسید احمد خاں بانی مسلم یونیورسٹی (علی گڑھ) (۱۸۱۷ء-۱۸۹۸ء)،محمد علی لاہوری قادیانی (۱۸۷۴ء-۱۹۵۱ء)،سلفیوں کے مجتہد مطلق ابن عثیمین (م۱۴۲۱ھ)،

حاشیہ فتاویٰ قاضی شوکانی یمنی زیدی شیعی (۱۱۷۳ھ-۱۲۵۰ھ)، اخوان المسلمین کے لیڈر محمد رشید رضا مصری (۱۲۸۲ھ-۱۳۵۴ھ) علی محمد محمد صلابی، ڈاکٹر طاہر القادری وغیرہم کی تحریروں سے واضح ہے کہ ولادت اقدس سے متعلق بارہ ربیع الاول کا قول راجح ہے۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کب منائی جائے؟

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شرعی طور پر کوئی وقت متعین نہیں۔ جب بھی منائی جائے، جائز ہوگی۔ ہاں، امت مسلمہ کی اکثریت نے بارہ ربیع الاول کو یوم ولادت اقدس تسلیم کیا، اور اسی دن جشن ولادت اقدس کے اہم اعمال مثلاً جلوس، ذکر میلاد رسول، نعت خوانی وغیرہ اعمال صالحہ کا خاص اہتمام کرتے ہیں تو امت کی قبولیت اور ترجیح کے اعتبار سے بڑا جشن اسی تاریخ کو ہونا انسب واولیٰ ہے، تاکہ بلاوجہ عام مسلمانوں سے الگ راہ چلنے کا الزام نہ آئے، پھر سال بھر میں جب توفیق ہو، ذکر نبوی باعث خیر وبرکت اور ایک مستحسن عمل ہے۔

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری نے تحریر فرمایا: ''شک نہیں کہ تلقی امت بالقبول کے لیے شان عظیم ہے''۔ (نطق الہلال: فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۶ - رضا اکیڈمی ممبئی)

(۲) امام اہل سنت نے رقم فرمایا۔ ''لاجرم عید میلاد والا بھی کہ عید اکبر ہے۔ قول وعمل جمہور مسلمین ہی کے مطابق بہتر ہے''۔ (نطق الہلال: فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۷ - رضا اکیڈمی ممبئی)

توضیح: مذکورہ اقتباسات سے روز روشن کی مثل واضح ہو گیا کہ تاریخ ولادت مبارکہ سے متعلق راجح ومعتمد قول بارہ ربیع الاول ہی کا ہے، اور امت مسلمہ کا کسی امر کو قبول کر لینا قابل عمل ہونے کی دلیل ہے، اور عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق علمائے امت کا کثیر وقوی اور راجح ومعمول بہ قول بارہ ربیع الاول ہی کا ہے، پس اسی پر عمل کرنا بہتر ہے۔

(۳) {عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ: مَا رَاٰہُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ - وَمَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ قَبِیْحًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ قَبِیْحٌ}

(مؤطا امام محمد: باب قیام شہر رمضان: ج ۱ ص ۳۵۵ - المکتبۃ الشاملہ)

〈ت〉 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومنین جس امر کو اچھا سمجھیں، وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اچھا ہے، اور مومنین جس امر کو برا سمجھیں، وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں برا ہے۔

نیسان اپریل ہے یا اگست؟

مؤرخین ۲۰: اپریل کو تاریخ ولادت بتاتے ہیں۔ نیسان عربی زبان میں میلادی مہینوں میں اپریل کو اور سریانی مہینوں میں ساتویں مہینے کو کہا جاتا ہے۔ اپریل اور سریانی سال کا ساتواں مہینہ ساتھ ہوتا ہے۔ ملک روم میں دو حساب مروج تھا، ایک سریانی مہینوں کا، اور ایک میلادی مہینوں کا۔ سریانی و میلادی مہینوں کو کبھی رومی مہینہ بھی کہا جاتا ہے، کیوں کہ دونوں کا تعلق ملک روم اوران علاقوں سے تھا۔ نیسان کو اگست لکھنا شاید سہو کاتب ہے: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۱) امام زرقانی مصری (۱۰۵۵ھ-۱۱۲۲ھ) نے لکھا: {(ووافق ذلک من الشهور الشمسية نيسان) بفتح النون وهو سابع الاشهر الرومية كما فى القاموس}

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۳۵ - دار الکتب العلمیہ بیروت)

〈ت〉 نیسان: نون کے زبر کے ساتھ، اور یہ رومی مہینوں میں ساتواں مہینہ ہے، جیسا کہ (عربی لغت کی مشہور کتاب) قاموس میں ہے۔

(۲) {نيسان: سابع الاشهر الرومية} (القاموس المحیط ج ۱ ص ۷۴۷)

〈ت〉 نیسان: ساتواں رومی مہینہ۔

(۳) {نيسان: الشهر السابع من شهور السنة السريانية ويقابله ابريل، وهو الشهر الرابع من شهور السنة الرومية (الميلادية)} (المعجم الوسیط ج ۲ ص ۹۶۷)

〈ت〉 نیسان: سریانی سال کا ساتواں مہینہ، اور اس کے مقابل اپریل ہوتا ہے۔ اپریل رومی میلادی سال کا چوتھا مہینہ ہے۔

(۴) {نيسان: الشهر الرابع من السنة الميلادية}

(قاموس فرنسی عربی، انجلیزی ج ۳ ص ۱۵۳)

〈ت〉 نیسان: میلادی سال کا چوتھا مہینہ۔

(۵){نیسان: ابریل}(قاموس المحدث حرف النون ص ۲۶۴۸۹)

تاریخ ولادت اور غیر عربی تواریخ وسنین

(۱) مشہور مؤرخ بلاذری (م ۲۷۹ھ) نے لکھا: {کان مولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم فی عام الفیل یوم الاثنین لعشر لیال خلون من شہر ربیع الاول–ویقال: للیلتین خلتا منہ–ویقال: لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت منہ: وذلک لاربعین سنۃ مضت من ملک انوشروان کسری بن قباذ بن فیروز بن یزدجر الخشن بن بہرام بن سابور ذی الاکتاف ملک الفرس، وکان ملک انوشروان سبعًا و اربعین سنۃ وثمانیۃ اشہر}(انساب الاشراف ج ا ص ۳۹)

〈ت〉 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ عام الفیل میں پیر کے دن ربیع الاول کی دسویں تاریخ کو ہوئی، اور کہا جاتا ہے کہ دوسری تاریخ کو ہوئی، اور کہا جاتا ہے کہ بارہویں تاریخ کو ہوئی، اور ولادت اقدس نوشیرواں کسریٰ بن قباذ بن فیروز بن یزدگر خشن بن بہرام بن سابور ذی الاکتاف شاہ فارس کی بادشاہت کے چالیسویں سال ہوئی، اور نوشیرواں کی بادشاہت سینتالیس سال آٹھ ماہ تھی۔

(۲) مؤرخ ابن خلدون (۷۳۲ھ–۸۰۸ھ) نے لکھا: {ولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عام الفیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول لاربعین سنۃ من ملک کسری انوشروان وقیل لثمان واربعین ولثمان مائۃ واثنتین وثمانین لذی القرنین} (تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۴ - داراحیاء التراث العربی بیروت)

〈ت〉 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارہویں ربیع الاول کو عام الفیل میں جلوہ گر ہوئے، بادشاہ ایران کسریٰ نوشیرواں کی تخت نشینی کے چالیسویں سال، اور ایک قول ہے کہ اڑتالیسویں سال، اور ذوالقرنین کے آٹھ سو بیاسی سال میں۔

(۳)امام محمد بن یوسف صالحی شامی (م ۹۴۲ھ) نے لکھا:{قال السهیلی رحمه الله تعالیٰ :اهل الحساب يقولون:وافق مولده من الشهور الشمسية نيسان،وكان لعشرين مضت منه}(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ﷺ ج اص ۳۳۶)

〈ت〉حافظ عبد الرحمٰن بن عبد اللہ سہیلی (۵۰۸ھ-۵۸۱ھ) نے فرمایا: اہل حساب کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس شمسی مہینوں (انگریزی مہینوں) میں سے اپریل کے موافق ہے،اور (یوم ولادت اقدس کو) اپریل کی بیس تاریخ تھی۔

(۴)امام محمد بن یوسف شامی (م ۹۴۲ھ) نے لکھا:{قال الامام ابو الحسن الماوردی رحمه الله تعالیٰ:وافق شهر ربيع من شهور الروم العشرين من شباط}

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ﷺ ج اص ۳۳۴-اعلام النبوۃ للماوردی ج اص ۲۴۰)

〈ت〉امام ابو الحسن ماوردی شافعی (۳۶۴ھ-۴۵۰ھ-۹۷۴ء-۱۰۵۸ء) نے فرمایا: (ولادت اقدس کا) ماہ ربیع الاول رومی مہینوں میں سے ماہ شباط کی بیس تاریخ کے موافق تھا۔

توضیح: رومی مہینے (سریانی مہینے) اور میلادی مہینے (انگریزی مہینے) ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔

(المعجم الوسیط ج ۲ص ۹۶۷)

(۵)امام احمد رضا قادری نے علوم عقلیہ کے اعتبار سے میلادی تاریخ (انگریزی تاریخ) تخریج کی اور بروز دوشنبہ بستم اپریل ۵۷۱ء کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ بتائی۔

(نطق الہلال: فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ص ۲۷-رضا اکیڈمی ممبئی)

☆☆☆☆☆

باب دوم

۹: ربیع الاول کی حقیقت

محمود پاشا فلکی مصری (۱۲۳۰ھ-۱۳۰۲ھ ۱۸۱۵ء-۱۸۸۵ء) نے اپنی کتاب ''نتائج الافہام فی تقویم العرب قبل الاسلام'' میں علم ریاضی وعلم الافلاک وغیرہ کی روشنی میں لکھا کہ حضور اقدس سرور دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ۹: ربیع الاول کو ہوئی۔

بدمذہب جماعتیں اسی قول کو دلیل بنا کر اہل سنت وجماعت کو طرح طرح سے بہکانے کی کوشش کرتی ہیں، حالاں کہ یہ قول محض فلسفیانہ حساب پر مبنی ہے۔اس کی تائید میں کوئی روایت موجود نہیں، اور سلفیوں کا بہکانا صرف جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روکنے کے لیے ہے۔ارباب علم نے محمود پاشا کے قول کا رد کیا ہے۔بعض تحریریں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) دیوبندیوں کے مفتی اعظم محمد شفیع دیوبندی (کراچی: پاکستان) نے لکھا:

''آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے متعلق مشہور قول بارہویں تاریخ کا ہے، یہاں تک کہ ابن البزاز نے اس پر اجماع نقل کردیا، اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے، اور محمود پاشا فلکی مصری نے جونویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے، یہ جمہور کے خلاف، بے سند قول ہے، اور حسابات پر بوجہ اختلاف مطالع ایسا اعتماد نہیں ہوسکتا کہ جمہور کی مخالفت اس بنا پر کی جائے''۔(حاشیہ سیرت خاتم الانبیاء ص۲۰)

(۲) ڈاکٹر محمد بن رزق بن طرہونی نے لکھا: **{وبسبب وقوع ولادته فى ذلك اليوم حفظ لنا تاريخ الولادة–وقد حصل فيه اختلاف كبير حتى دخل فيه اهل الحساب والفلك،فلم يصنعوا شيئًا لان الشهور العربيةَ القمريةَ ضابطُها رويةُ الهلال وليسَ الحسابَ}** (الاسلام ونبی الاسلام ص ۲۸-مکتبۃ العلم: جدہ، سعودیہ عربیہ)

〈ت〉اس دن میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہونے کے سبب ہمارے لیے

تاریخ ولادت اقدس محفوظ رہی(کیوں کہ واقعہ فیل کی تاریخ محفوظ کر لی گئی تھی)اور تاریخ ولادت میں بہت اختلاف ہوا، یہاں تک کہ اس میں اہل ریاضی اور علمائے فلکیات نے دخل دیا، پس وہ کچھ نہ کر سکے،اس لیے کہ عرب کے چاند والے مہینوں کا ضابطہ رویت ہلال ہے، نہ کہ حساب۔

توضیح: عبارت مذکورہ میں ''فی ذلک العام'' ہونا چاہئے ،یعنی واقعہ فیل کے سال میں ولادت اقدس ہونے کے سبب یہ تاریخ محفوظ رہی، کیوں کہ واقعہ فیل کو عوام وخواص نے محفوظ کر رکھا ہے۔اسی کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت بھی بطریق احسن محفوظ رہ گئی۔

مؤرخ یعقوبی بغدادی: احمد بن اسحاق بن جعفر بن وہب بن واضح (م۲۹۲ھ-۹۰۵ء) نے لکھا:

{وکانت قریش تؤرخ السنین بموت قصی بن کلاب لجلالة قصی ،فلما کان عام الفیل ارخت به لاشتهار ذلک العام} (تاریخ الیعقوبی ج۱ص۱۱۶)

〈ت〉 قبیلہ قریش ،قصی بن کلاب کی شان وبزرگی کے سبب ان کی موت سے سالوں کا حساب کرتے تھے، پھر جب واقعہ فیل پیش آیا تو اس سال کی شہرت کے سبب اس سے تاریخ شماری کرنے لگے۔

(۴)ڈاکٹر طرہونی نے اسی کے حاشیہ میں لکھا: **{انظر علیٰ سبیل المثال کتاب نتائج الافهام فی تقویم العرب قبل الاسلام وفی تحقیق مولده وعمره علیه الصلوٰة و السلام ص ۲۸-۳۵،وقد راجعت نتائج المؤلف الحسابیة بالحاسب الالکترونی فوجدته اخطأ فی حساب المقدمات التی بنیٰ علیها کتابه کله}**

(الاسلام ونبی الاسلام ص ۲۴۵-مکتبۃ العلم: جدہ،سعودیہ عربیہ)

〈ت〉 مثال کے طور پر کتاب ''نتائج الافہام فی تقویم العرب قبل الاسلام وفی تحقیق مولدہ وعمرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام'' (ص ۲۸ تا ۳۵) کو دیکھو،اور میں نے مؤلف کتاب کے حسابی نتائج کو برقی حساب کنندہ (کیلکولیٹر یا کمپیوٹر وغیرہ) سے جانچا تو میں نے پایا کہ اس نے ان مقدمات کے حساب میں غلطی کی ،جن مقدمات پر اپنی پوری کتاب کی بنیاد رکھی۔

توضیح: ڈاکٹر طرہونی کی عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ محمود پاشا نے حساب میں غلطی کی ہے۔اب محمود

پاشا کی تحقیق کو بنیاد بنا کر عوام میں خلفشار مچانا یقیناً غلط ہے۔ ذکر رسول یا ذکر میلاد رسول مطلقاً جائز ہے، خواہ کسی دن بھی انجام دیا جائے، خاص کر تاریخ ولادت میں ہونا ضروری نہیں۔

(۵) جسٹس کرم شاہ ازہری پاکستانی نے ''مصنف ابن ابی شیبہ'' کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بارہویں ربیع الاول کو ولادت مبارکہ ہونے کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھا:

''اس کے پہلے راوی ابوبکر بن ابی شیبہ ہیں۔ ان کے بارے میں ابوزرعہ رازی (متوفی ۲۶۴ھ) کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا۔ محدث ابن حبان فرماتے ہیں۔ ابوبکر عظیم حافظ حدیث تھے۔ دوسرے راوی عفان ہیں۔ ان کے بارے میں محدثین کی رائے ہے کہ عفان ایک بلند پایہ امام، ثقہ، صاحب ضبط واتقان ہیں۔ تیسرے راوی سعید بن مینا ہیں۔ ان کا شمار بھی ثقہ راویوں میں ہوتا ہے۔ یہ صحیح الاسناد روایت دو جلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

مرفوع روایت کی موجودگی میں کسی مؤرخ یا ماہر فلکیات کا یہ کہنا کہ بارہ ربیع الاول تاریخ ولادت نہیں، ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ مولانا سید عبد القدوس ہاشمی عالم دین ہونے کے علاوہ فن تقویم میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ انہوں نے اس فن پر ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام ''تقویم تاریخی'' ہے۔ ان کے نزدیک بھی صحیح تاریخ ولادت بارہ ربیع الاول ہے''۔

(ضیاء النبی ج ۲ ص ۳۸ - ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

(۶) جسٹس کرم شاہ ازہری پاکستانی نے لکھا: ''محمود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں، صحابہ کرام، تابعین اور دیگر قدما کی روایت کو جھٹلانے کے لیے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں، کیونکہ سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی بھی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔

اس سلسلہ میں غور طلب امر یہ ہے کہ سن ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوا، اور پہلی مرتبہ یوم الخمیس ۲۰: جمادی الاولیٰ ۱۷ھ، ۱۲: جولائی ۶۳۸ء کو مملکت اسلام میں اس کا نفاذ ہوا۔ اس کے بعد کا تاریخی ریکارڈ ملتا ہے، لیکن اس سے پہلے کا تقویمی

ریکارڈ دستیاب نہیں، اور بعثت نبوی سے قبل عرب میں کوئی با قاعدہ کیلنڈر رائج نہیں تھا۔

عرب اپنی مرضی سے مہینوں میں ردو بدل کرلیا کرتے تھے، اور بعض اوقات سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیا کرتے تھے۔ضیاء القرآن میں ہے ۔قمری سال کے بارہ مہینوں میں کبیسہ کا ایک اور مہینہ بڑھا دیا جاتا تھا۔ظاہر ہے کہ اعلان نبوت سے قبل نسیئ کی جاتی رہی،لیکن ہمیں اس بات کا علم نہیں ہوسکتا کہ کس کس سال میں نسیئ کی گئی۔(ضیاء القرآن جلد اص ۲۰۳،حاشیہ ۶۰)

محمود پاشا سے قبل بھی کچھ لوگوں نے نجوم کے حسابات سے یوم ولادت معلوم کرنے کی کوشش کی۔علامہ قسطلانی لکھتے ہیں: اہل زیج کا اس قول پر اجماع ہے کہ آٹھ ربیع الاول کو پیر کا دن تھا۔اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص بھی علوم نجوم اور ریاضی کے ذریعہ حساب لگا کر تاریخ نکالے گا ،مختلف ہوگی۔پس ہمیں قدیم سیرت نگاروں ،محدثین ،مفسرین ،تابعین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی بات ماننا پڑے گی۔

مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوگیا کہ حضور پاک صاحب لولاک محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی علیہ التحیۃ والثنا ۱۲: ربیع الاول عام الفیل پیر کے دن صبح کے وقت اس جہاں ہست و بود میں اپنے وجود عنصری کے ساتھ تشریف لائے''۔(ضیاء النبی ج ۲ص ۳۸، ۳۹-ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

(۷) پروفیسر ابوزہرہ مصری (۱۳۱۶ھ-۱۳۹۴ھ) نے لکھا:{**ولولا ان هذه الرواية ليست هى المشهورة لاخذنا بها ولكن علم الرواية لايدخل الترجيح فيه بالعقل**}

(خاتم النبیین ج اص ۱۰۳-دار الفکر العربی قاہرہ)

﴿ت﴾ اگر یہ روایت (ولادت مقدسہ سے متعلق بارہ ربیع الاول کی روایت) مشہور نہ ہوتی تو ہم اہل زیج وفلکیات کے قول کو اختیار کر لیتے،لیکن علم روایت میں عقل کے ذریعہ ترجیح کا دخل نہیں۔

(۸) محمود پاشا فلکی بھی ریاضی داں اور علوم فلسفیہ کے عالم تھے،اور امام احمد رضا قادری بھی ریاضی دان اور علم الافلاک وغیرہ علوم عقلیہ سے واقف کار و رمز شناس تھے۔یہ واقعہ مشہور ہے کہ ہندوستان کے مشہور ریاضی داں ڈاکٹر سر ضیاء الدین سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی (علی گڈھ) نے جب آپ کی زبان سے علم ریاضی سے متعلق اپنے مشکل سوال کا شافی حل چند لمحوں میں پالیا

تو وہ حیران ہوکر رہ گئے، حالاں کہ ان سوالات کے حل کے لیے وہ جرمنی جانا چاہتے تھے۔

امام احمد رضا قادری (۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) نے لکھا کہ حساب وزیج کے اعتبار سے سال ولادت اقدس میں ماہ ربیع الاول کا دوشنبہ آٹھ تاریخ کو آتا ہے، اسی لیے اہل زیج نے آٹھ تاریخ پر اتفاق کیا اور حساب وعلوم فلسفیہ کے اعتبار سے آٹھ کے علاوہ دوسری تاریخ کو یوم دو شنبہ ہونا محال معلوم ہوتا ہے، اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ پیر کے دن ہوئی۔ ارباب سیر وتواریخ کے یہاں یوم دوشنبہ کو بارہویں ربیع الاول ہے۔

{اقول: وحاسبنا فوجدنا غرة المحرم الوسطية عام ولادته صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم یوم الخمیس فکانت غرة شهر الولادة الکریمة الوسطیة یوم الاحد و الهلالیة یوم الاثنین فکان یوم الاثنین الثامن من الشهر ولذا اجمع علیه اصحاب الزیج ومجرد ملاحظة الغرة الوسطیة یظهر استحالة سائر الاقوال ما خلا الطرفین والعلم بالحق عند مقلب الملوین}

(نطق الہلال بارخ میلاد الحبیب والوصال: فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ص ۲۶-رضا اکیڈمی ممبئی)

﴿ت﴾ (میں کہتا ہوں) ہم نے حساب لگایا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کے سال محرم کا غرۂ وسطیہ (آغاز) جمعرات کے دن پایا تو اس طرح ماہ ولادت شریفہ کا غرۂ وسطیہ بروز اتوار اور غرۂ ہلالیہ بروز پیر ہوا، پس اس طرح پیر کے دن ماہ ولادت مبارکہ کی آٹھ تاریخ ہوتی ہے، اسی لیے اصحاب زیج کا اس تاریخ پر اجماع ہے۔ محض غرۂ وسطیہ کو دیکھنے سے طرفین کے علاوہ تمام اقوال کا محال ہونا ظاہر ہوجاتا ہے، اور حق کا علم شب وروز کے بدلنے والے رب کے پاس ہے۔

(۱) جب علوم فلسفیہ یعنی حساب، فلکیات، زیج وغیرہ کی روشنی میں غور وفکر کرکے اہل زیج نے تاریخ ولادت کے بارے میں آٹھ ربیع الاول پر اتفاق کرلیا تھا تو اب ان کے حساب میں کون سی خطا ہوئی کہ محمود پاشا نے ۹: ربیع الاول کو تاریخ ولادت بتایا؟

(۲) جس طرح اہل زیج کے حساب میں کوئی خطا تھی۔ کیا اسی طرح کوئی خطا محمود پاشا کے حساب

میں نہیں ہوسکتی؟ جب کہ طرہونی نے محمود پاشا فلکی کی حسابی غلطی بھی ظاہر کردی ہے۔

(۳) امام احمد رضا قادری بھی علوم فلسفیہ کے ماہر ہیں، بلکہ رتبہ اجتہاد پر فائز ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ محض غرۂ وسطیہ کا لحاظ کیا جائے تو طرفین یعنی بارہ اور آٹھ کے علاوہ تمام تاریخ محال معلوم ہوتی ہے۔ اب باعتبار حساب پاشا کی استخراج کردہ تاریخ بھی محال کے زمرہ میں آئی یا نہیں؟

(۴) اگر ۹: ربیع الاول کو ولادت مبارکہ تسلیم کرلی جائے تو کیا عرب وعجم کے وہابیہ ۹: تاریخ کو عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منانے کو راضی ہیں؟ یا مقصد محض سنی مسلمانوں کو شک میں مبتلا کرنے کیے لیے یہ پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے؟

(۵) جو لوگ عید میلاد نہیں مناتے، انہیں تاریخ ولادت اقدس کی تحقیق کی کیا ضرورت پیش آئی؟

(۶) تاریخی روایات میں اولیت نقل کو حاصل ہے۔ ابوزہرہ مصری نے لکھا کہ اس قسم کے امور میں فلسفیانہ حساب کی گنجائش نہیں۔ ہاں، تاریخ کا بیان کہیں نہ ملتا تو علم حساب وعلم فلکیات وغیرہ کی روشنی میں تاریخ معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی، لیکن تاریخ کا بیان تواریخ وسیر میں موجود ہونے کے باوجود عقلی علوم کا سہارا لینا غیر مناسب ہے۔ وہابیہ کیوں عقلی تحقیق پر اعتماد کر رہے ہیں؟ اسلامی عقائد، فقہی مسائل، تاریخی روایات، معمولات ومراسم ہر ایک کو میں تبدیلی لانا کیا ایک دین جدید کا پیش خیمہ نہیں؟ کیا اسلاف کرام کی تعلیمات راہ نجات نہیں؟؟؟

امام احمد رضا قادری اور علم ریاضی

ملک العلما حضرت علامہ سید ظفر الدین بہاری (۱۸۸۰ء-۱۹۶۲ء) نے تحریر فرمایا کہ ڈاکٹر سر ضیاء الدین وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی (علی گڈھ) علم ریاضی میں یوروپین ممالک سے علم ریاضی کی ڈگریاں لیے ہوئے تھے۔ وہ ریاضی کے ایک مسئلہ کے حل کے لیے علامہ سید سلیمان اشرف بہاری (۱۸۷۸ء-۱۹۳۹ء) صدر شعبہ اسلامیات مسلم یونیورسٹی (علی گڈھ) کے مشورہ پر امام اہل سنت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام اہل سنت نے سوال سنتے ہی فوراً اس کا جواب مرحمت فرمادیا، یہ دیکھ کر انہیں بڑا تعجب ہوا۔

اس واقعہ بیان کرتے ہوئے ملک العلما نے لکھا: ''وائس چانسلر موصوف نے فرمایا کہ میں ریاضی کا ایک مسئلہ دریافت کرنے آیا ہوں۔ ارشاد ہوا۔ فرمائیے! انہوں نے کہا۔ وہ ایسی بات نہیں ہے جسے میں اتنی جلد عرض کردوں۔ فرمایا: آخر کچھ تو فرمائیے۔ غرض وائس چانسلر صاحب نے سوال پیش کر دیا، اعلیٰ حضرت نے سنتے ہی فرمایا کہ اس کا جواب یہ ہے۔ یہ سن کر ان کو حیرت ہوگئی، اور گویا آنکھ سے پردہ اٹھ گیا۔ بے اختیار بول اٹھے، میں سنا کرتا تھا کہ ''علم لدنی'' بھی کوئی شئ ہے۔ آج آنکھ سے دیکھ لیا۔ میں تو اس مسئلہ کے حل کے لیے جرمن جانا چاہتا تھا کہ ہمارے دینیات کے پروفیسر جناب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب نے میری رہبری فرمائی۔ مجھے جواب سن کر تو ایسا معلوم ہو رہا ہے، گویا جناب اسی مسئلہ کو کتاب میں دیکھ رہے تھے۔ سنتے ہی فی البدیہہ تشفی بخش نہایت اطمینان کا جواب دیا''۔

(حیات اعلیٰ حضرت ج ا ص ۲۴۹، ۲۵۰- امام احمد رضا اکیڈمی بریلی)

دربار رسالت سے علوم وفنون کا فیضان

مزید حالات بیان کرتے ہوئے ملک العلما علامہ ظفر الدین بہاری نے تحریر فرمایا:

''بعد نماز کچھ باہمی گفتگو رہی۔ حضور نے اپنا ایک قلمی رسالہ جس میں اکثر اشکال مثلث اور دوائر کے بنے ہوئے تھے، ڈاکٹر صاحب کو دکھایا۔ ہم لوگوں نے دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب نہایت حیرت واستعجاب سے اسے دیکھ رہے تھے، اور بالآخر فرمایا: میں نے اس علم کو حاصل کرنے میں غیر ممالک کے اکثر سفر کیے، مگر یہ باتیں کہیں بھی حاصل نہ ہوئیں۔

میں تو اپنے آپ کو بالکل طفل مکتب سمجھ رہا ہوں۔ مولانا! یہ تو فرمائیے۔ آپ کا اس فن میں استاد کون ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا: میرا کوئی استاد نہیں ہے۔ میں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ سے صرف چار قاعدے جمع، تفریق، ضرب، تقسیم محض اس لیے سیکھے تھے کہ ترکہ کے مسائل میں ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ شرح چغمینی شروع کی تھی کہ حضرت والد ماجد نے فرمایا، کیوں اپنا وقت اس میں صرف کرتے ہو؟ مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سرکار سے یہ علوم

تم کو خود ہی سکھا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں، مکان کی چار دیواری کے اندر بیٹھا خود ہی کرتا رہتا ہوں۔ یہ سب سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کرم ہے"۔

(حیات اعلیٰ حضرت ج اص ۲۴۵-امام احمد رضا اکیڈمی بریلی)

عقلی حساب نا قابل اعتبار

(۱) امام احمد رضا قادری (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ) نے علوم عقلیہ کے ذریعہ حساب کر کے بتایا کہ ولادت اقدس کے دن یعنی بارہ ربیع الاول کو میلادی تاریخ (انگریزی تاریخ) بستم اپریل ۵۷۱ء تھی، اور دوشنبہ کا دن تھا۔ (نطق الہلال: فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ اص ۲۷-رضا اکیڈمی ممبئی)

اب اگر کوئی دوسرا حساب لگانے والا ایک دو دن کا فرق بتائے تو قرین قیاس ہے کہ کہیں کچھ کمی بیشی ہوئی ہوگی، لیکن حافظ شمس الدین ذہبی (۶۷۳ھ-۷۴۸ھ) نے ۲۰: اپریل پر غور کیا تو بتایا کہ ۲۰: اپریل کی روایت اسی وقت صحیح ہوسکتی ہے، جب ولادت اقدس رمضان میں ہو۔ اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ عقلی حساب نا قابل اعتبار ہے۔ کہیں کچھ خطا ہوئی، بس نتیجہ کچھ کا کچھ آتا ہے۔ اب روایت کی موجودگی میں عقلی حساب کی ضرورت بھی نہیں۔

عربی تاریخ سے متعلق عقلی علوم کا سہارا لیا گیا تو کسی نے آٹھ ربیع الاول کہا اور کسی نے نو ربیع الاول کہا۔ ان سب امور کے پیش نظر یہی فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ عقلی علوم سے ثابت ہونے والی تاریخ کی بہ نسبت روایتوں کا سلسلہ زیادہ قوی ہے۔ چونکہ راجح تاریخ بارہ ربیع الاول ہے، اسی تاریخ کو مکان ولادت اقدس کی زیارت پر امت کا عمل جاری ہے۔ اس لیے یہی تاریخ قابل تسلیم ہوگی۔ امام احمد رضا قادری نے بھی عقلی علوم کے اعتبار سے آٹھ تاریخ کی تخریج کی، اور فرمایا کہ امت کا عمل بارہ ربیع الاول پر ہے، پس اسی پر عمل کیا جائے گا۔

(نطق الہلال: فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ اص ۲۶-رضا اکیڈمی ممبئی)

(۲) امام محمد بن یوسف صالحی شامی (م ۹۴۲ھ) نے حافظ ذہبی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا:

{قال الذهبی فی تاریخ الاسلام: نظرت فی ان یکون صلی اللہ علیہ وسلم ولد

فی ربیع وان یکون ذلک فی العشرین من نیسان فرأیته بعیدًا من الحساب- یستحیل ان یکون مولده فی نیسان الا ان یکون مولده فی رمضان}

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج ۱ ص ۳۳۶)

﴿ت﴾ حافظ شمس الدین ذہبی (۶۷۳ھ-۷۴۸ھ) نے ''تاریخ الاسلام'' میں کہا: میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ماہ ربیع الاول میں (بارہ تاریخ کو) ہونے، اور بیس اپریل کو ہونے میں غور کیا تو میں نے حساب کے اعتبار سے بہت بعید پایا۔ یہ محال ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس اپریل میں ہو، مگر یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس (عربی مہینوں میں سے) ماہ رمضان میں ہو۔

توضیح: حافظ ذہبی اپنے حساب کے اعتبار سے چھ، سات ماہ کا فرق بتا رہے ہیں، جب کہ دیگر مؤرخین وعلما ماہ ربیع الاول ہی میں بیس اپریل ثابت مان رہے ہیں۔ ایسی صورت میں عقلی حساب پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ تاریخ ولادت اقدس اور ماہ ولادت مبارکہ سے متعلق جن امور کا مدار حساب پر ہے، وہ قابل اعتماد نہیں۔ جن امور کی بنیاد صحابہ وتابعین کی روایات پر ہے، اسی پر اعتماد کرنا انسب واولیٰ ہے۔ چونکہ مکان ولادت اقدس کی زیارت بارہ ربیع الاول ہی کو اہل مکہ کیا کرتے تھے، اس لیے بارہویں تاریخ کا تعلق عمل سے بھی ہوا، اور صحابہ وتابعین کی روایتیں بھی اسی کی تائید میں ہیں۔ اس رسالے میں ائمہ معتمدین اور اصحاب سیر کی روایات سے بھی یہی تاریخ ثابت ہوتی ہے: وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

☆☆☆☆☆

باب سوم

فضائل ذکر میلاد النبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

امام المحققین حضرت علامہ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی (۹۰۹ھ-۹۷۴ھ) نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' میں ذکر مولود النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل سے متعلق حضرات خلفائے راشدین، صحابہ وتابعین وائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اقوال مبارکہ کو جمع فرمایا ہے۔ وہ اقوال محررہ ذیل ہیں۔ یہ اقوال تذکرۂ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل میں کلیدی حیثیت کے حامل ہیں، اور جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انتظام کاروں اور شرکائے مجلس کے لیے ایک نادر ونایاب تحفہ کے مماثل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام کو محفل مولود منعقد کرنے کی توفیق بخشے: آمین

(۱){قَالَ اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: مَنْ اَنْفَقَ دِرْھَمًا عَلٰی قِرَأۃِ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ رَفِیْقِیْ فِی الْجَنَّۃِ}

(النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۶-استنبول ترکی)

〈ت〉 حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: جس نے میلاد نبوی پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا، وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔

(۲){قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: مَنْ عَظَّمَ مَوْلِدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اَحْیَی الْاِسْلَامَ} (النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۶)

〈ت〉 حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: جس نے میلاد مصطفوی کی تعظیم کی، اس نے اسلام کو زندہ کیا۔

(۳){قَالَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: مَنْ اَنْفَقَ دِرْھَمًا عَلٰی قِرَأۃِ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّمَا شَهِدَ غَزْوَةَ بَدْرٍ وَحُنَيْنٍ}

(النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ٦ - استنبول ترکی)

〈ت〉 حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: جس نے میلادِ نبوی پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا، گویا کہ وہ غزوۂ بدر و حنین میں شریک ہوا۔

(۴){قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ: مَنْ عَظَّمَ مَوْلِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ سَبَبًا لِقِرَأْتِهٖ، لَايَخْرُجُ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا بِالْاِيْمَانِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ} (النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ٦)

〈ت〉 حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: جس نے میلادِ نبوی کی تعظیم کی، اور میلاد پڑھے جانے کا سبب بنا، وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ ہی جائے گا، اور بلا حساب جنت میں داخل ہوگا۔

(۵){قَالَ حَسَنُ الْبَصْرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: وَدِدْتُ لَوْكَانَ لِيْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا فَاَنْفَقْتُهٗ عَلٰى قِرَأْةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ}

(النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ٦ - استنبول ترکی)

〈ت〉 حضرت امام حسن بصری (۲۱ھ-۱۱۰ھ) نے فرمایا: مجھے پسند ہے کہ اگر میرے پاس احد برابر سونا ہوتو میں اسے میلادِ نبوی پڑھنے پر خرچ کر دیتا۔

(٦){قَالَ مَعْرُوْفُ الْكَرْخِيُّ قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهٗ: مَنْ هَيَّأَ طَعَامًا لِاَجَلِ قِرَأْةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَمَعَ اِخْوَانًا وَاَوْقَدَ سِرَاجًا وَلَبِسَ جَدِيْدًا وَتَبَخَّرَ وَتَعَطَّرَ تَعْظِيْمًا لِمَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — حَشَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْفِرْقَةِ الْاُوْلٰى مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ فِيْ اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ}

(النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ٦ - استنبول)

〈ت〉 حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۲۰۰ھ) نے فرمایا: جس نے میلادِ نبوی پڑھنے کے لیے کھانا تیار کیا، اور مومن بھائیوں کو جمع کیا، اور چراغاں کیا، اور نئے لباس پہنا، اور خوشبو کی دھونی دیا، اور عطر لگایا میلادِ نبوی کی تعظیم کے لیے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پہلے طبقہ یعنی انبیائے

کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اس کا حشر فرمائے گا، اور وہ اعلیٰ علیین میں ہوگا۔

(۷){قَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ: مَنْ جَمَعَ لِمَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِخْوَانًا وَھَیَّأَ طَعَامًا وَاَخْلٰی مَکَانًا وَعَمِلَ اِحْسَانًا وَصَارَ سَبَبًا لِقِرَأَتِہٖ بَعَثَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَعَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ-وَیَکُوْنُ فِیْ جَنَّاتِ النَّعِیْمِ}

(النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۷-استنبول ترکی)

〈ت〉 حضرت امام محمد بن ادریس شافعی (۱۵۰ھ-۲۰۴ھ) نے فرمایا: جس نے میلادنبوی کے لیے مومن بھائیوں کو جمع کیا، اور کھانا تیار کیا، اور جگہ خاص کیا، اور نیک عمل کیا، اور میلادنبوی پڑھے جانے کا سبب بنا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ اٹھائے گا، اور وہ جنت نعیم میں ہوگا۔

(۸){قَالَ السِّرِّیُّ السَّقَطِیُّ قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہٗ: مَنْ قَصَدَ مَوْضِعًا یُقْرَأُ فِیْہِ مَوْلِدُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قَصَدَ رَوْضَۃً مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ-لِاَنَّہٗ مَا قَصَدَ ذٰلِکَ الْمَوْضِعَ اِلَّا لِمَحَبَّۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ-وَقَدْ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ}

(النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۷-استنبول ترکی)

〈ت〉 حضرت سری سقطی (م۲۵۱ھ) نے فرمایا: جس نے اس جگہ کا قصد کیا جہاں میلادنبوی پڑھا جارہا ہوتو اس نے جنت باغیچوں میں سے ایک باغیچہ کا قصد کیا، اس لیے کہ اس جگہ کا قصد کرنا صرف محبت مصطفوی کی وجہ سے ہے، اور حضور اقدس تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جو مجھ سے محبت کرے گا، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

(۹){قَالَ جُنَیْدُ الْبَغْدَادِیُّ قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہٗ: مَنْ حَضَرَ مَوْلِدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَظَّمَ قَدْرَہٗ فَقَدْ فَازَ بِالْاِیْمَان}

(النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۶-استنبول)

〈ت〉 حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۲۹۸ھ) نے فرمایا: جو میلادنبوی کو حاضر ہوا،

اور میلاد کے رتبہ کا احترام کیا تو وہ ایمان کے ساتھ کامیاب ہوا۔

(۱۰){قَالَ وَحِیْدُ عَصْرِہٖ وَفَرِیْدُ دَھْرِہٖ الْاِمَامُ فَخْرُ الدِّیْنِ الرَّازِیُّ:مَا مِنْ شَخْصٍ قَرَأَ مَوْلِدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی مِلْحٍ اَوْ بُرٍّ اَوْ شَیْءٍ آخَرَ مِنَ الْمَاکُوْلَاتِ اِلَّا ظَھَرَتْ فِیْہِ الْبَرْکَۃُ وَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ وَصَلَ اِلَیْہِ مِنْ ذٰلِکَ الْمَاکُوْلِ -فَاِنَّہٗ یَضْطَرِبُ وَلَایَسْتَقِرُّ حَتّٰی یَغْفِرَ اللّٰہُ لِاٰکِلِہٖ-وَاِنْ قُرِئَ مَوْلِدُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی مَاءٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْ ذٰلِکَ الْمَاءِ دَخَلَ قَلْبَہٗ اَلْفُ نُوْرٍ وَ رَحْمَۃٍ- وَخَرَجَ مِنْہُ اَلْفُ غِلٍّ وَعِلَّۃٍ وَلَا یَمُوْتُ ذٰلِکَ الْقَلْبُ یَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ-وَمَنْ قَرَأَ مَوْلِدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی دَرَاھِمَ مَسْکُوْکَۃٍ فِضَّۃً کَانَتْ اَوْ ذَھَبًا وَخَلَّطَ تِلْکَ الدَّرَاھِمَ بِغَیْرِھَا وَقَعَتْ فِیْھَا الْبَرْکَۃُ وَلَا یَفْتَقِرُ صَاحِبُھَا وَلَا تَفْرُغُ یَدُہٗ بِبَرْکَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ}

(النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۶ - استنبول ترکی)

〈ت〉 یگانہ عصر و یکتائے زمانہ امام فخر الدین رازی (۵۴۴ھ-۶۰۶ھ) نے فرمایا: جو کوئی شخص نمک یا گیہوں یا ماکولات میں سے کسی چیز پر میلا دنبوی پڑھتا ہے تو اس چیز میں برکت ظاہر ہوتی ہے،اور ہر اس چیز میں برکت ظاہر ہوتی ہے جس میں وہ چیز پہنچ جائے ،اس لیے کہ وہ چیز اضطراب میں رہتی ہے اور قرار نہیں پکڑتی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے کھانے والے کی مغفرت فرمادے،اور اگر میلا دنبوی پانی پر پڑھا جائے تو جو اس پانی کو پئے گا،اس کے دل میں ایک ہزار نور اور ایک ہزار رحمت داخل ہوگی،اور اس کے دل سے ایک ہزار دشمنی اور بیماری نکل جائے گی،اور وہ دل اس دن نہیں مرے گا جس دن سارے دل مردہ ہو جائیں گے،اور جس نے میلا دنبوی سکہ کے سانچے میں ڈھلے ہوئے درہموں پر پڑھا،خواہ وہ چاندی ہو یا سونا،اور ان درہموں کو دوسرے درہموں میں ملا دیا تو اس میں برکت واقع ہوگی،اور ان درہموں والا کبھی محتاج نہ ہوگا،اور اس کا ہاتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے خالی نہیں ہوگا۔

(۱۱){قال سلطان العارفین الامام جلال الدین السیوطی قدس اللہ سرہ ونور

ضريحه فی کتابه المسمی بالوسائل فی شرح الشمائل:ما من بيت او مسجد اومحلة قرئ فيه مولد النبی صلی اللّٰه عليه وسلم الا حفت الملائكة ذلك البيت او المسجد او المحلة–وَصَلَّتِ الملائكة علٰی اهل ذلك المكان و عمهم اللّٰه تعالی بالرحمة والرضوان–واما المطوقون بالنور يعنی جبرائيل و ميكائيل واسرافيل وعزرائيل عليهم السلام فانهم يصلون علی من كان سببًا لقرأة مولد النبی صلی اللّٰه عليه وسلم–وقال ايضًا:ما من مسلم قرأ فی بيته مولد النبی صلی اللّٰه عليه وسلم الا رفع اللّٰه سبحانه وتعالی القحط والوباء و الحرق والغرق والاٰفات والبليات والبغض والحسد وعين السوء واللصوص عن اهل ذلك البيت–فاذا مات هَوَّنَ اللّٰهُ عليه جواب منكر ونكير–ويكون فی مقعد صدق عند مليك مقتدر}

(النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۷- استنبول ترکی)

﴿ت﴾ امام العارفین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی شافعی (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) نے اپنی کتاب ''الوسائل فی شرح الشمائل'' میں فرمایا: جس کسی گھر یا مسجد یا محلّہ میں میلا دنبوی پڑھا جاتا ہے، اس گھر یا مسجد یا محلّہ کو فرشتے گھیر لیتے ہیں، اوراس جگہ والوں کے لیے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں ،اور اللہ تعالیٰ کی رحمت وخوشنودی انہیں حاصل ہوتی ہے، اورلیکن نور سے نشان زدہ فرشتے یعنی حضرت جبریل علیہ السلام ،حضرت میکائیل علیہ السلام ،حضرت اسرافیل علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام، پس یہ حضرات اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں جو میلا دنبوی کے پڑھنے کا سبب ہو، اور یہ بھی فرمایا کہ جوکوئی مسلمان اپنے گھر میں میلا دنبوی پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ قحط، وبا، آتش زنی ،غرقابی ،آفات وبلیات ،بغض وحسد، بدنظری اور چوری اس گھر والے سے اٹھالیتا ہے، پس جب اس کی موت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے منکرونکیر کا جواب آسان فرما دیتا ہے، اور وہ بارگاہ الٰہی میں مقام صدق میں ہوتا ہے۔

توضیح: ابن عبدالوہاب نجدی کے متبعین مجلس میلا دالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مختلف قسم کے

اعتراضات کرتے ہیں،تاکہ کسی طرح یہ سلسلہ بند ہوجائے۔منکرین میلا د النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی (۹۰۹ھ-۹۷۴ھ) نے ایک فیصلہ کن نکتہ رقم فرمایا،اس سے منکرین کے قلبی حالات کا کچھ ادراک حاصل ہوتا ہے۔

(۱۲){مَنْ لَمْ یَکُنْ عِنْدَہٗ تَعْظِیْمُ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،لَوْمَلأتَ لَہُ الدُّنْیَا فِیْ مَدْحِہٖ لَمْ یُحَرِّکْ قَلْبُہٗ فِی الْمَحَبَّۃِ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ}

(النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص ۷-استنبول ترکی)

﴿ت﴾ جس کے دل میں مولود النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت نہ ہو،اگرتم اس کے لیے مولود النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں ساری دنیا بھردوتو بھی اس کے دل میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی حرکت پیدا نہ ہوگی۔

جھنڈے،جلوس اور چراغاں

(۱)امام جلال الدین سیوطی شافعی (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) نے رقم فرمایا:{اخرج ابو نعیم عن ابن عباس قال..........فکانت آمنة تحدث عن نفسها وتقول:اتانی آت حین مرَّبی من حمله ستة اشهر فوکزنی برجله فی المنام وقال لی:یا آمنة! انک قد حملت بخیر العالمین طرًّا فاذا ولدتیه فسمیه محمدًا-فکانت تحدث عن نفاسها وتقول:لقد اخذنی ما یاخذ النساء ولم یعلم بی احد من القوم فسمعت وجبةً شدیدةً وامرًا عظیمًا فهالنی ذلک فرأیت کان جناح طیر ابیض قد مسح علٰی فؤادی فذهب عنی کل رعب وکل وجع کنت اجد،ثم التفت فاذا انا بشربة بیضاء لبنًا وکنت عطشٰی فتناولتها فشربتها فاضاء منی نور عال ثم رأیت نسوة کالنخل الطُّوال کأنهن من بنات عبد مناف یحدقن بی،فبینا انا اعجب واذا بدیباج ابیض قد مد بین السماء والارض واذا بقائل یقول:خذوه من اعین الناس.

قالت: ورأيت رجالًا قد وقفوا فى الهواء بايديهم اباريق فضة ورأيت قطعة من الطير قد اقبلت حتى غطت حجرى، مناقيرها من الزمرد واجنحتها من اليواقيت فكشف اللّٰه عن بصرى وابصرت تلك الساعة مشارق الارض ومغاربها ورأيت ثلاثة اعلام مضروبات، علمًا فى المشرق وعلمًا فى المغرب وعلمًا علٰى ظهر الكعبة فاخذنى المخاض وولدت محمدًا صلى اللّٰه عليه و سلم، فلما خرج من بطنى نظرت اليه فاذا انا به ساجدًا قد رفع اصبعيه كالمتضرع المبتهل ثم رأيت سحابة بيضاء قد اقبلت من السماء حتى غشيته فغُيِّبَ عن وجهى وسمعت مناديًا ينادى:

طوفوا بمحمد شرق الارض وغربها وادخلوه البحار ليعرفوه باسمه ونعته وصورته ويعلمون انه سمى فيها الماحى، لا يبقى شىء من الشرك الا محى فى زمنه، ثم تجلت عنه فى السرع فاذا انا به مدرجًا فى ثوب صوف ابيض وتحته حريرة خضراء وقد قبض علٰى ثلاثة مفاتيح من اللؤلؤ الرطب–و اذا بقائل يقول: قبض محمد علٰى مفاتيح النصرة ومفاتيح الريح ومفاتيح النبوة ثم اقبلت سحابة اخرى يسمع منها صهيل الخيل وخفقان الاجنحة حتى غشيته فغيب عن عينى فسمعت مناديًا ينادى:

طوفوا بمحمد الشرق والغرب وعلٰى مواليد النبيين واعرضوه على كل روحانى من الجن والانس والطير والسباع واعطوه صفاء آدم ورقة نوح وخلة ابراهيم ولسان اسماعيل وبشرٰى يعقوب وجمال يوسف وصوت داؤد وصبر ايوب وزهد يحيٰى وكرم عيسٰى واعمروه فى اخلاق الانبياء ثم تجلت عنه فاذا انا به قد قبض علٰى حريرة خضراء مطوية واذا قائل يقول: بخ بخ، قبض محمد صلى اللّٰه عليه وسلم على الدنيا كلها، لم يبق خلق من اهلها الا دخل فى قبضته–واذا انا بثلاثة نفر، فى يد احدهم ابريق من فضة وفى يد الثانى

طست من زمرد اخضر وفی ید الثالث حریرة بیضاء فنشرها فاخرج منها خاتمًا تحار ابصار الناظرین دونه،فغسله من ذلک الابریق سبع مرات،ثم ختم بین کتفیه بالخاتم ولفه فی الحریرة ثم حمله بین اجنحته ساعةً ثم رده الی}

(الخصائص الکبریٰ ج۱ص۱۱۹تا۱۲۱-دارالکتب الحدیثیہ)

〈ت〉 حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا:.........پس حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بارے میں بیان فرماتی تھیں اور کہتی تھیں: جب مدت حمل کو چھ ماہ گزر گئے تو میرے پاس خواب میں کوئی آیا اور اس نے آہستہ سے میرے پاؤں کو دبایا اور کہا: اے آمنہ! جو تمہارے شکم میں ہیں، وہ سارے جہاں سے افضل ہیں۔ جب ولادت ہو تو ان کا محمد نام رکھنا۔

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم)

پھر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تولد کا ذکر فرمایا کرتیں، اور فرماتیں: جب ولادت کا وقت آیا اور مجھے وہ کیفیت لاحق ہوئی جو وضع حمل کے وقت عورتوں کو لاحق ہوتی ہے، اور گھر کے افراد میں سے کسی کو میرے بارے میں معلوم نہیں تھا کہ میں نے ایک ہیبت ناک آواز سنی، جس کی وجہ سے میں خوف زدہ ہوگئی، پھر میں نے دیکھا کہ گویا ایک سفید پرندہ کے بازو نے میرے دل کو ملا، جس سے وہ تمام خوف وہراس اور وہ تکلیف دور ہوگئی، جو میں محسوس کرتی تھی، پھر میں نے رخ پھیر کر دیکھا تو دودھ کا ایک پیالہ نمودار ہوا، اور مجھے پیاس تھی تو میں نے اسے اٹھا کر پی لیا، پھر مجھ سے ایک بلند نور چمکا۔ اس کے بعد میں نے کھجور کی طرح لمبے قد کی چند عورتوں کو دیکھا، جیسے کہ وہ عبد مناف کی بیٹیاں ہوں، انھوں نے مجھے اپنے جھرمٹ میں لے لیا۔ میں اس پر تعجب ہی کر رہی تھی کہ میں نے دیکھا کہ آسمان وزمین کے درمیان سفید ریشم بچھا دیا گیا اور کسی کہنے والے نے کہا۔ اس نومولود کو لوگوں کی آنکھوں سے بچاؤ۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کچھ مرد فضا میں اپنے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے لیے کھڑے ہیں، اور میں نے پرندوں کا ایک جھنڈ دیکھا، وہ میرے سامنے آیا، پھر انہوں نے میری گود کو ڈھانپ لیا۔ ان پرندوں کی چونچ زمرد کی، اور بازو یاقوت کے تھے۔ اس

وقت اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجابات اٹھا لیے۔ میں نے اس وقت دنیا کے مشارق و مغارب کو دیکھا، اور میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے نصب کیے گئے۔ ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر۔ اس وقت مجھے دردزہ ہوا، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے۔ ولادت کے بعد میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ کی حالت میں ہیں، اور انگلیوں کو اس طرح اٹھائے ہوئے ہیں، جیسے کوئی گریہ وزاری کرنے والا اٹھاتا ہے، پھر میں نے ایک سفید بادل کو دیکھا جو آسمان کی طرف سے آ رہا تھا، یہاں تک کہ اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈھانپ لیا، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے سامنے سے غائب ہو گئے، پھر میں نے ایک منادی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین کے مشارق و مغارب میں لے جاؤ، اور سمندروں کی سیر کراؤ، تا کہ وہ تمام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک، صفات مقدسہ اور صورت پاک کو پہچان لیں، اور وہ جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا اسم گرامی دریاؤں میں ماحی رقم کیا گیا، کیوں کہ شرک باقی نہیں رہے گا، بلکہ شرک کو آپ کے زمانے میں مٹا دیا جائے گا، پھر وہ بادل جلد ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہٹ گیا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ سفید اون کے کپڑے میں ملبوس ہیں اور آپ کے نیچے سبز ریشم کا فرش ہے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آبدار موتیوں کی تین کنجیاں ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں۔ اس وقت کسی کہنے والے نے کہا:

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں نصرت، غلبہ اور نبوت کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ اس کے بعد ایک دوسرا بادل سامنے آیا۔ اس میں گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور پرندوں کے بازؤں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں، یہاں تک کہ اس بادل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مجھ سے چھپا دیا اور آپ میری نظر سے اوجھل ہو گئے، پھر میں نے منادی کو ندا کرتے سنا:

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شرق و غرب اور حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات ولادت پر لے جاؤ، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جن وانس، طیور و بہائم کی روحوں کے حضور پیش کرو، اور آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کی صفوت، حضرت نوح علیہ السلام کی رقت،

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان، حضرت یعقوب علیہ السلام کی مسرت، حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال، حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یحیٰی علیہ السلام کا زہد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کرم عطا کرو، اور تمام نبیوں کے اخلاق حمیدہ اور فضائل جلیلہ سے آراستہ کردو۔ (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

اس کے بعد وہ بادل چھٹ گیا، اور میں نے آپ کو موجود پایا۔ آپ لپٹے ہوئے سبز ریشم کو تھامے ہوئے تھے، پھر کسی کو کہتے سنا کہ خوشی ہے، خوشی ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا کو قبضہ میں لے رکھا ہے، اور کوئی مخلوق نہیں جو آپ کے قبضہ سے باہر ہو۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ تین افراد ہیں۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید ریشم تھا۔ اس نے اس ریشم کو کھولا اور اس سے ایک انگوٹھی نکالی، جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں، پھر اس آفتابے سے آپ کو سات مرتبہ غسل دیا، اور دونوں شانوں کے درمیان اس انگوٹھی سے مہر لگائی، اور ریشم میں آپ کو لپیٹ دیا، پھر آپ کو اٹھایا اور کچھ دیر اپنے بازوؤں میں رکھ کر مجھے واپس دے دیا۔

حدیث مذکورہ سے ثابت ہونے والے امور

(۱) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میلادِ مبارک بیان فرمایا، جس کو صحابی رسول نے روایت کیا۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ میلادِ نبوی کا بیان جائز ہے، ورنہ صحابی اسے بیان نہ فرماتے۔

(۲) ولادت اقدس کے وقت ایک مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام مشرق و مغرب اور سمندروں کی سیر کرائی گئی، تاکہ ساری کائنات آپ سے واقف ہو سکے، پھر دوسری مرتبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرق و مغرب اور حضرات انبیائے کرام و مرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ و السلام کے مقامات ولادت کی سیر کرائی گئی۔ عالم ارواح میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے جایا گیا۔ اس موقع پر گھوڑ سوار ملائکہ اور پرندوں والے ملائکہ کی جماعت تھی۔

اس سے ثابت ہوا کہ ولادت اقدس کے موقع پر جلوس نکالنا جائز ہے، کیوں کہ یہ فرشتوں کا

جلوس ہی تھا، جوتمام مشارق ومغارب، سمندروں اور مقامات ولادت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیر آپ کو کرایا۔ جن وانس، ودیگر تمام اہل روح کی روحانیت آپ کے حضور حاضر ہوئیں۔ جلوس اول کا مقصد تھا کہ ساری کائنات آپ سے متعارف ہوجائے، پس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کائنات میں متعارف کرنے کے لیے دنیا بھر میں جلوس نکالنا جائز ثابت ہوا۔ اب ہماری قوت جہاں تک ہے، وہاں تک جاسکتے ہیں۔ ملائکہ تو کل مشارق ومغارب میں گئے تھے۔

جلوس دوم میں موجودات کے علاوہ تمام روحوں کو بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے سرفراز کیا گیا، یعنی عالم ارواح میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جلوس ولادت لے جایا گیا، سمندروں میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جلوس لے جایا گیا، تاکہ سب پہچان لیں۔

(۳) ولادت اقدس کے وقت کعبہ معظّمہ پر جھنڈا لگایا گیا، مشرق ومغرب میں جھنڈے لگائے۔ ہم بھی اپنے گھروں میں جھنڈے لگائیں، دیگر مقامات پر جھنڈے لگائیں تو جائز ہوگا۔ جب خدا تعالیٰ کے گھر میں ولادت اقدس کا جھنڈا لگایا جاسکتا ہے تو بندوں کے گھروں میں ناجائز کیسے؟

(۴) ولادت اقدس کے وقت ساری کائنات روشن ومنور کردی گئی تھی۔ ہم بھی چراغاں کریں تو سنت الٰہی پر عمل ہوگا۔ رب تعالیٰ یا ملائکہ کرام علیہم السلام نے جو کچھ کیا، وہ کرنا ہمارے لیے جائز ہوگا، بشرطیکہ ممانعت وارد نہ ہوئی ہو۔ یہ نماز پنج گانہ جو فرض ہے۔ ہر ایک نماز کو کسی پیغمبر علیہ السلام نے کسی نعمت الٰہی کے شکرانہ کے طور پر ادا کیا تھا۔ آج وہ ہمارے لیے فرض ہے۔ تفصیل کے لیے ’’فتاویٰ رضویہ‘‘ (جلد دوم) دیکھیں۔ صفاومروہ کی سعی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یادگار ہے۔ حج کے موقع پر منٰی میں شیطان کو کنکری مارنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار، قربانی بھی حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی یادگار۔ الحاصل بہت سے امور وہی ہیں جنہیں پیغمبران خدا علیہم الصلوٰۃ والسلام یا مقبول بارگاہ بندوں نے سرانجام دیا ہو۔

الغرض ولادت اقدس کے موقع پر جلوس نکالنا، جھنڈے لگانا، چراغاں کرنا اعمال ملائکہ کرام علیہم السلام میں سے ہیں۔ جب ممانعت وارد نہیں ہوئی تو اتباع کیا جاسکتا ہے۔ صوم وصال میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کیا،

جب ممانعت وارد ہوئی ،تب ترک فرمادیا۔اس سے ظاہر ہوجاتا ہے کہ صالحین کے اعمال کی پیروی جائز ہے،بشرطیکہ ممانعت وارد نہ ہو۔

ولادت اقدس اور ساری کائنات میں چراغاں

(۱)امام جلال الدین سیوطی شافعی نے تحریر فرمایا:{اخرج ابن ابی حاتم فی تفسیره عن عكرمة قال:لما ولد النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اشرقت الارض نورًا-الحدیث}(الخصائص الکبری ج۱ص ۱۲۷-دارالکتب الحدیثیہ)

﴿ت﴾جب حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس ہوئی تو ساری زمین نور سے جگمگا اٹھی۔

(۲){اخرج ابونعیم عن عمروبن قتيبة قال:سمعت ابی و كان من اوعية العلم قال:لما حضرت ولادة آمنة،قال اللّٰه لملائكته:افتحوا ابواب السماء كلها و ابواب الجنان كلها وامراللّٰه الملائكة بالحضور فنزلت تبشر بعضها بعضًا و تطاولت جبال الدنيا وارتفعت البحار وتباشر اهلها فلم يبق ملک الا حضر،و اخذ الشيطان فَغُلَّ سبعين غُلًّا والقی منكوسًا فی لجة البحر الخضراء وغلت الشياطين والمردة والبست الشمس يومئذ نورًا عظيمًا واقيم علٰی رأسها سبعون الف حوراء فی الهواء ينتظرون ولادة محمد صلی اللّٰه عليه وسلم و كان قد اذن اللّٰه تلک السنة لنساء الدنيا ان يحملن ذكورًا كرامةً لمحمد صلی اللّٰه عليه وسلم وان لا تبقی شجرة الا حملت ولاخوف الا عاد امنًا فلما ولد النبی صلی اللّٰه عليه وسلم امتلأت الدنيا كلها نورًا وتباشرت الملائكة و ضرب فی كل سماء عمود من زبرجد وعمود من ياقوت قد استنار به فهی معروفة فی السماء قد راٰها رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی عليه وسلم ليلة الاسراء -قيل هذا ما ضرب لک استبشارًا بولادتک وقد انبت اللّٰه ليلة ولد علی شاطئ نهر الكوثر سبعين الف شجرة من المسک الاذخر ثمارها بخور اهل

الجنة-وكل اهل السموات يدعون الله بالسلامة ونكست الاصنام كلها-الحديث} (الخصائص الكبری ج ا ص ۱۱۷، ۱۱۸-دار الکتب الحدیثیہ)

〈ت〉 محدث ابونعیم اصبہانی (۳۳۶ھ-۴۳۰ھ) نے عمرو بن قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا اور وہ علوم کے مخزن تھے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں ولادت کا وقت قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو حکم فرمایا: آسمانوں اور جنتوں کے تمام دروازوں کو کھول دو،اور فرشتوں کو (مکہ معظّمہ) حاضر ہونے کا حکم ہوا، پس فرشتے ایک دوسرے کو خوش خبری اور بشارت سناتے نازل ہوئے،اور دنیا کے پہاڑوں کی لمبائی بڑھ گئی،اور سمندر (کا پانی) اونچا ہو گیا اور اہل سمندر نے خوشیاں منائیں، پس ہر ایک فرشتہ حاضر ہوئے،اور شیطان (ابلیس) کو ستر طوقوں میں جکڑ کر بحر اخضر میں الٹا کر کے ڈال دیا گیا،اور (دیگر) شیطانوں اور سرکش جنوں کو پابہ زنجیر کر دیا گیا۔اس دن سورج کو نور عظیم کا لباس پہنایا گیا اور ستر ہزار حوریں خلا میں سورج کے پاس کھڑی کی گئیں، جو کہ ولادت اقدس کا انتظار کر رہی تھیں،اور اس سال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعزاز واکرام کی خاطر ساری دنیا کی عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اولاد نرینہ سے حاملہ ہونے کا حکم فرمایا اور کوئی درخت ایسا نہ تھا جس میں پھل نہ آیا ہو،اور ہر قسم کا خوف،امن وامان سے بدل چکا تھا۔

پس جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی تو ساری دنیا نور اور روشنی سے بھر گئی۔ملائکہ آپس میں ایک دوسرے کو مبارکبادیاں دینے لگے،اور ہر آسمان میں زبرجد کا ایک ستون قائم کیا گیا،اور ولادت باسعادت کی برکت سے اسے روشن کر دیا گیا۔آسمانوں میں یہ ستون مشہور ومعروف ہیں،اور معراج مبارک کی رات حضور اقدس سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا مشاہدہ فرمایا ہے،اور بتایا گیا کہ یہ ستون آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کی خوشی میں قائم کیے گئے،اور جس رات میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت پاک ہوئی، اللہ تعالیٰ نے حوض کوثر کے کنارے پر مشک اذخر سے معطر ستر ہزار درخت اگائے، ان درختوں کے پھل اہل جنت کے بخور ہیں۔(اس وقت) تمام آسمان والے اللہ تعالیٰ سے

سلامتی کی دعا مانگ رہے تھے، اور تمام بت اوندھے منہ گر پڑے۔

(۳) شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ) نے تحریر فرمایا: ''دراخبار آمدہ کہ دریں شب درملک وملکوت ندا درد ادند کہ عالم را بانوار قدس منور سازند وملائکہ زمین وآسمان دراہتزاز و ابتہاج آمدند وبخازن بہشت امر شد کہ درفردوس اعلیٰ بکشاید وعالم رابفوائح روائح معطر گرداند ودر جمیع طبقات سموات وبقاع ارض بشارت دادند کہ نور محمدی امشب دررحم آمنہ قرار یافت واو چوں نشود کہ مصدر تمامہ خیرات وبرکات وکرامات وانوار واسرار ومبدأ خلق عالم واصل اصول بنی آدم قریب بعالم ظہور می رسد، وتمامہ عالم رامنور ومشرف ومسرور می گرداند۔

ومرویست کہ درصباح آں شب بتان روئے زمین منکوس افتادند، چنانکہ شیاطین بولادت وی ازصعود بآسمان ممنوع گشتند ونماند ہیچ تختے ازتختہائے ملوک دنیا، مگرآنکہ سرنگوں شد ونماند دراں شب ہیچ سرائے، مگرآنکہ روشن گشت وہیچ مکانے، مگرآنکہ درآمد وانور ونماند ہیچ دابہ، مگر آنکہ گویا شد وبشارت دادند وحوش مشرق باوحوش مغرب''۔

(مدارج النبوت جلد دوم ص ۱۸-منشی نول کشور لکھنو)

﴿ت﴾ حدیثوں میں آیا ہے کہ شب میلاد مبارک کو عالم ملکوت میں ندا کی گئی کہ سارے جہاں کو انوار قدس سے منور کردو، اور زمین وآسمان کے تمام فرشتے خوشی ومسرت میں جھوم اٹھے، اور داروغہ جنت کو حکم ہوا کہ فردوس اعلیٰ کو کھول دے، اور سارے جہاں کو خوشبوؤں سے معطر کردیں، اور زمین وآسمان کے ہر طبقہ اور ہر مقام میں خوش خبری سنادیں کہ نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آج کی رات رحم آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں قرار پکڑا ہے، اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ تمام خیرات وبرکات، کرامات وسعادات اور انوار واسرار کے مصدر اور مبدأ خلق عالم، اصل اصول بنی آدم کی اس عالم میں تشریف آوری اور اس کے ظہور کا وقت قریب آپہونچا ہے، اور تمام جہاں والوں کو منور ومشرف اور مسرور کردیں۔

مروی ہے کہ اس رات کی صبح کو روئے زمین کے تمام بت اوندھے پائے گئے، جیسا کہ شیاطین آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے سبب آسمان پر چڑھنے سے روک دیئے گئے،

اور دنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت الٹ دیئے گئے، اوراس رات کوئی ایسا گھر نہ تھا جو روشن و منور نہ ہوا ہو، اور کوئی جگہ ایسی نہ تھی، جو انوار قدس سے جگمگا نہ رہی ہو، اور کوئی جانور ایسا نہ تھا جس کو قوت گویائی نہ دی گئی ہو، اوراس نے بشارت نہ دی ہو۔ مشرق کے پرندوں نے مغرب کے پرندوں کو خوش خبریاں دیں۔

عہد نبوی میں جلوس

(۱){عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ....فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ لَيْلًا فَتَنَازَعُوْا اَيُّهُمْ يَنْزِلُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اَنْزِلُ عَلٰى بَنِى النَّجَّارِ اَخْوَالِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اُكْرِمُهُمْ بِذٰلِكَ" فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِى الطُّرُقِ–يُنَادُوْنَ: يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!}
(صحیح مسلم ج۲ باب فی حدیث الہجرۃ)

﴿ت﴾ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (واقعہ ہجرت مدینہ میں) روایت ہے......پس ہم لوگ شام کو مدینہ منورہ پہنچے تو لوگوں کا نزاع ہوا کہ کن کے گھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیام فرمائیں، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حضرت عبد المطلب کے ماموں لوگ بنی نجار کے پاس ٹھہروں گا، اس کے ذریعہ میں ان کی عزت بڑھاؤں گا، پھر مرد اور عورتیں گھر کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور غلام راستوں میں پھیل گئے، اور صدا لگانے لگے:

یا محمد یا رسول اللہ　　یا محمد یا رسول اللہ　(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

توضیح: بچے اور غلام مدینہ منورہ کی گلیوں میں گھوم پھر کر نعرہ لگا رہے تھے، اور عورتیں اور مرد گھر کی چھتوں پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نعرہ لگا رہے تھے، اور اہل مدینہ مقدسہ کو آپ کی آمد کی اطلاع دے رہے تھے۔ یہ مدنی جلوس عہد رسالت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں شہر مدینہ میں گشت لگا رہا ہے۔ اب اس کے بدعت ہونے کا سوال نہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس روایت کی روشنی میں جلوس میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنت ہے یا نہیں؟

اسی طرح آج بھی غلامان مصطفیٰ گلیوں اور سڑکوں پر گھوم پھر کر اپنے رسول کا نعرہ لگا کر، آپ کا ذکر کے، نعتیں پڑھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کا چرچا کرتے ہیں، بس یہی جلوس ہے۔اس حد تک جواز میں کچھ قباحت نہیں۔ ہاں، ممنوعات شرعیہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں آمد پر خوشی منائی جاسکتی ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گلی گلی نعرہ لگایا جاسکتا ہے تو پھر جس دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دنیا میں جلوہ گری ہوئی، اس دن نعرہ، ذکر، نعت خوانی اور خوشی منانا غلط کیسے ہوسکتا ہے۔یاد رہے کہ مدینہ منورہ کے یہ بچے، غلام، عورتیں اور مرد صحابی تھے (مگران میں جو غیر مومن ہو، یا جس مومن نے اب تک زیارت نہ کی ہو)، اب ہم تو نعرہ لگا کر، جلوس نکال کر سنت صحابہ ادا کرتے ہیں۔

شارحین حدیث نے بھی لکھا کہ یہ نعرہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی میں لگائے جارہے تھے، اور اہل مدینہ منورہ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطلاع دینے کے واسطے۔

(۱) ابوالمظفر عون الدین، ابن ہبیرہ، وزیر خلافت عباسیہ (بغداد): یحییٰ بن محمد بن ہبیرہ ذہلی شیبانی (۴۹۹ھ-۵۶۰ھ-۱۱۰۵ء-۱۱۶۵ء) نے لکھا: {**یا محمد یا رسول اللہ: معناہ، یا قوم جاء محمد**} (الافصاح عن معانی الصحاح ج ۱ص ۶۳)

﴿ت﴾ یا محمد یا رسول اللہ: اس کا مفہوم ہے کہ اے قوم: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

(۲) امام ابوالعباس انصاری قرطبی مالکی، ابن مزین: احمد بن عمر بن ابراہیم (۵۷۸ھ-۶۵۶ھ-۱۱۸۲ء-۱۲۵۸ء) نے تحریر فرمایا:

{**والکل ینادون: یا محمد یا رسول اللہ: کل ذلک فرح وسرور بقدوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**} (المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم ج ۸ص ۱۹۲)

﴿ت﴾ اور تمام (مرد، عورتیں، بچے وغلام) ندا لگا رہے تھے۔ یا محمد یا رسول اللہ: یہ تمام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی ومسرت منانا ہے۔

توضیح: یہ واقعہ جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایک مستحکم دلیل ہے۔

عید کا لغوی مفہوم

عید خوشی کے دن کو کہا جاتا ہے۔جس طرح مومنین عید الفطر و عید الاضحیٰ کے دن خوشی و مسرت سے سرشار نظر آتے ہیں، اس سے بھی زائد مسرت وشادمانی اور فرحت وسرور حضور اقدس سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری پر مناتے ہیں، پس یہ بھی عید کا دن ہے۔

(۱) لفظ عید کے تحت عربی زبان کے مشہور لغت ''المنجد'' میں ہے:

{اصلہ عِوْدٌ، ج اعیاد: الموسم، کل یوم فیہ جمع او تذکار لذی فضل او حادثۃ مہمۃ—قیل: انہ سمی عیدًا لانہ یعود کل سنۃ بفرح مجدد} (المنجد ص۵۳۶)

⟨ت⟩ لفظ عید کی اصل ''عود'' ہے، جمع، اعیاد ہے۔(اس کا معنی) جشن ہے۔جشن ہر وہ دن ہے جس میں لوگوں کا جمع ہونا ہو، یا اہل فضل کا تذکرہ ہو، یا کوئی اہم واقعہ ہو۔کہا گیا کہ اس کا نام اس لیے عید رکھا گیا کہ یہ ہر سال نئی خوشی کے ساتھ واپس آتا ہے۔

توضیح: لفظ عید کی مذکورہ بالا تشریح کے مطابق جشن میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً عید کا دن ہے، کیوں کہ اس دن مسلمان جمع ہوتے ہیں، اور اس دن سب سے عظیم فضل وکمال والے رسول کا چرچا ہوتا ہے، اور اس دن ایک عظیم الشان واقعہ یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری کائنات کے لیے رحمت بن کر آئے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ عظیم ہستی ہیں کہ جن کے سبب تمام خلائق الٰہیہ کو فضائل وکمالات عطا ہوئے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخلوقات الٰہی میں سب سے افضل واعلیٰ اور آپ کے درجات ومراتب سب سے بلند وبالا ہیں۔رب تعالیٰ نے آپ کے فضائل بیان فرمائے۔

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: {وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ} اور حدیث قدسی میں وارد ہوا: {لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَالْاَرْضِیْنَ} یعنی اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخلیق مقصود نہ ہوتی تو میں آسمانوں اور زمینوں کو پیدا نہ فرماتا۔

(۲) حافظ ابن عساکر دمشقی (۴۹۹ھ-۵۷۱ھ) نے اس حدیث قدسی کو ان الفاظ میں نقل کیا:

{خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَاَهْلَهَا لِاُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِیْ-وَلَوْلَاكَ يَا مُحَمَّدُ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا}(تاریخ دمشق ج۳ص ۲۹۷-داراحیاء التراث العربی بیروت)

﴿ت﴾ میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لیے پیدا کیا کہ ان کو میں اپنے دربار میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت ومرتبہ بتاؤں،اوراگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔

(۳){عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:قَالَ لِیْ جِبْرِيْلُ: قَلَّبْتُ الْاَرْضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا فَلَمْ اَجِدْ رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ اَجِدْ بَنِیْ اَبٍ اَفْضَلَ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ}(المواہب اللدنیہ ج۱ص۸۷-المکتب الاسلامی بیروت-الخصائص الکبریٰ للسیوطی ج۱ص۶۷-دارالکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت جبریل امین نے مجھے بتایا کہ میں زمین کے مشارق و مغارب کو بغور دیکھا،پس میں نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل کسی انسان کو نہ پایا،اور بنی ہاشم سے افضل کسی خاندان کو نہیں پایا۔

نزول نعمت کے دنوں کو عید بنانا

(۱) رب تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کو نقل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

{قَالَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ}(سورہ مائدہ: آیت ۱۱۴)

﴿ت﴾ عیسیٰ بن مریم نے عرض کی: اے اللہ! اے رب ہمارے! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو،ہمارے اگلے پچھلوں کی،اور تیری طرف سے نشانی،اور ہمیں رزق دے،اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔(کنزالایمان)

توضیح: مائدہ یعنی خورد ونوش کے سامان نازل ہونے والا دن عید ہوسکتا ہے تو جس دن رب تعالیٰ

نے بندوں کو تمام نعمتوں سے عظیم نعمت عطا فرمائی، وہ دن کیوں عید نہ ہوگا؟

(۲){عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَرَأَ ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ''اَلْاٰیَۃَ–وَعِنْدَہٗ یَھُوْدِیٌّ– فَقَالَ:لَوْنَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ عَلَیْنَا لَاتَّخَذْنَاھَا عِیْدًا–فَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ:فَاِنَّھَا نَزَلَتْ فِیْ یَوْمِ عِیْدَیْنِ،فِیْ یَوْمِ جُمُعَۃَ وَیَوْمِ عَرَفَۃَ–رواہ الترمذی}(مشکوٰۃ المصابیح ص۱۲۱)

〈ت〉حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے آیت کریمہ ''الیوم اکملت لکم دینکم''(الآیہ) کی قرأت فرمائی،اوران کے پاس ایک یہودی تھا تو اس نے کہا کہ اگر یہ آیت ہم لوگوں پر نازل ہوتی تو ضرور ہم لوگ اس دن کو عید بنا لیتے ،پس حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت دوعیدوں کے دن نازل ہوئی، جمعہ اور عرفہ کے دن۔

توضیح: جب قرآنی آیت نازل ہونے کا دن عید ہوسکتا ہے تو پھر صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری کا دن عید کیوں نہ ہوگا؟ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ نہ فرمایا کہ عید صرف دو ہے،اب تیسری عید کی گنجائش نہیں، بلکہ ان کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ وہ دن عرفہ اور جمعہ کا دن ہے،اوروہ دونوں ہمارے یہاں عید کے دن ہیں۔فکر صحابی اور فکر وہابی میں بڑا فرق ہے۔آغاز امر میں یہود ونصاریٰ نے اسلام کی بنیادوں کو ڈھانے کے لیے وہابی افکار و نظریات کو ایجاد کیا،اوراس کے فروغ کے لیے چند مسلمانوں کو اپنا ہم خیال بنایا، مالی تعاون کیا۔ اب سعودیہ عربیہ وہابیت کے فروغ کے لیے سرتوڑ کوششیں کررہا ہے۔

جمعہ کا دن: عید کا دن

عید خوشی کے دن کو کہا جاتا ہے،اور جمعہ کا دن مذہب اسلام کی ہدایت کے مطابق عید اور خوشی کا دن ہے،اسی لیے جمعہ کے دن اسلامی ممالک میں تعطیل ہوا کرتی ہے۔

(۱){عَنْ عَامِرِ بْنِ لَدِیْنِ الْاَشْعَرِیِّ اَنَّہٗ سَأَلَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ عَنْ صِیَامِ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ فَقَالَ:عَلَی الْخَبِیْرِ وَقَعْتَ–سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ یَوْمُ عِیْدٍ وَذِکْرٍ فَلَا تَجْعَلُوْعِیْدَکُمْ یَوْمَ صِیَامٍ–وَلٰکِنْ اِجْعَلُوْہُ یَوْمَ الذِّکْرِ

اِلَّا اَنْ تَخْلِطُوْہُ بِالْاَیَّامِ}
(شعب الایمان للبیہقی ج۳ص۳۹۴-فضائل الاوقات للبیہقی ج۱ص۵۱۱-مکتبۃ المنارۃ مکہ مکرمہ-شرح معانی الآ ثار للطحاوی ج۲ص۷۹-مسند الشامیین ج۳ص۱۶۴)

﴿ت﴾عامر بن لدین اشعری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جمعہ کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا۔تم خبر رکھنے والے کے پاس آئے۔میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ جمعہ کا دن،عید کا دن ہے،پس تم لوگ اپنی عید کو روزہ کا دن نہ بنالو،لیکن اسے ذکر کا دن بناؤ،مگر یہ کہ روزہ کو دوسرے دنوں سے ملالو۔

(۲){عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ:اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ یَوْمُ عِیْدٍ-فَلَا تَجْعَلُوْ یَوْمَ عِیْدِکُمْ یَوْمَ صِیَامِکُمْ اِلَّااَنْ تَصُوْمُوْا قَبْلَہٗ اَوْ بَعْدَہٗ}(صحیح ابن خزیمہ ج۳ص۳۱۵-مسند احمد بن حنبل ج۱۳ص۳۹۵)

﴿ت﴾حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا:میں نے حضور اقدس خاتم الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ جمعہ کا دن،عید کا دن ہے،پس تم لوگ اپنی عید کے دن کو اپنے روزہ کا دن نہ بنالو،مگر یہ کہ اس سے پہلے یا اس کے بعد روزہ رکھو۔

(۳){عَنْ قَیْسِ بْنِ السَّکَنِ قَالَ خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَنَزَلْنَا بِاَبِیْ ذَرٍّ فَصَنَعَ لَنَا طَعَامًا وَکَانَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ وَفِیْنَا رَجُلٌ صَائِمٌ،ثُمَّ قَالَ اَبُوْذَرٍّ:اَقْسَمْتُ عَلَیْکَ اِلَّا طَعِمْتَ -اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ اِسْتَانَفْتَ الشَّھْرَ وَاَقْسَمْتُ عَلَیْہِ مَرَّۃً اُخْرٰی اَوْمَرَّتَیْنِ-قَالَ:اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ یَوْمُ عِیْدٍ فَتَکُوْنَ مُفْطِرًا خَیْرٌلَکَ}(مصنف عبدالرزاق ج۴ص۲۸۱)

﴿ت﴾قیس بن سکن نے کہا کہ ہم لوگ حج کے لیے نکلے،پس ہم لوگ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اترے تو انہوں نے ہمارے لیے کھانا بنایا،اور وہ جمعہ کا دن تھا اور ہمارے درمیان ایک روزہ دار آدمی تھا،پس ابوذر غفاری نے (اس سے) فرمایا:میں نے تیرے کھانے کی قسم کھائی،مگر یہ کہ تو مہینہ کے شروع سے روزہ رکھے،اور میں نے اس پر دوبارہ یا دوبار قسم کھائی ،پھر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن،عید کا دن ہے،پس تیرا بے

روزہ رہنا تیرے لیے بہتر ہے۔

توضیح: احادیث مرقومہ بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ صرف دو عیدیں نہیں ہیں، بلکہ ہر ہفتہ میں ایک عید، ہر مہینہ میں چار عید اور ہر سال میں عید الفطر و عید الاضحیٰ کے علاوہ کم از کم ۴۸: عیدیں ہیں۔ جمعہ کا دن، عید الفطر و عید الاضحیٰ کی طرح عید کا دن ہے، اور ''عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' تمام عیدوں سے افضل عید ہے، کیوں کہ تمام عیدیں ''عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' ہی کے فیوض و برکات سے ہیں، اور اسی کے رہین منت۔

جمعہ کا دن: عید و بقر عید سے افضل

(۱){عَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَاَعْظَمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ–وَهُوَاَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَ یَوْمِ الْفِطْرِ –فِیْهِ خَمْسُ خِصَالٍ–خَلَقَ اللّٰهُ فِیْهِ آدَمَ–وَاَهْبَطَ اللّٰهُ فِیْهِ آدَمَ اِلَی الْاَرْضِ–وَفِیْهِ تَوَفَّی اللّٰهُ آدَمَ–وَفِیْهِ سَاعَةٌ لَایَسْأَلُ الْعَبْدُ فِیْهَا شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ مَا لَمْ یَسْأَلْ حَرَامًا–وَفِیْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ–مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا اَرْضٍ وَ لَا رِیَاحٍ وَلَاجِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ اِلَّا هُوَمُشْفِقٌ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ–رواہ ابن ماجة}

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۰)

﴿ت﴾ حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اقدس تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے، اور اللہ تعالیٰ کے یہاں تمام دنوں سے زیادہ عظمت والا ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے زیادہ عظمت والا ہے۔ اس دن میں پانچ خوبیاں ہیں (۱) اللہ تعالیٰ نے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا (۲) اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارا (۳) اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو وفات دی (۴) اور اس دن میں ایک ایسا وقت ہے کہ بندہ اس وقت میں جو کچھ طلب کرتا ہے، رب تعالیٰ وہ ضرور عطا فرماتا ہے، جب

تک کہ وہ کسی حرام کی طلب نہ کرے (۵) اوراسی دن قیامت قائم ہوگی۔ ہر مقرب فرشتہ، آسمان ، زمین، ہوا، پہاڑ اور دریا تمام کے تمام جمعہ کے دن سے خوف کھاتے ہیں۔

توضیح: جمعہ کا دن اس لیے سب سے افضل قرار پایا کہ اس دن میں پانچ خوبیاں تھیں۔ان میں سے ایک یہ کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے، پس جب پیغمبرو نبی کی ولادت باسعادت کا دن سارے دنوں سے افضل اور سارے دنوں کا سردار ہوسکتا ہےتو نبیوں کے نبی اور رسولوں کے رسول کی جلوہ افروزی کا دن کیوں افضل واعلیٰ نہیں ہوگا؟

یوم وفات عید کیسے؟

جمعہ کے دن حضرت آدم علیٰ رسولنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت مبارک بھی ہوئی، اور اسی دن ابوالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال مبارک بھی ہوا،لیکن اس کے باوجود یہ عید کا دن قرار پایا،اسی طرح حضرات اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے یوم وفات کوعرس کا دن یعنی مسرت و شادمانی کا دن کہا جاتا ہے۔مقربین بارگاہ صمدیت کا وصال مبارک ترقی درجات کا ذریعہ ہوتا ہے،اس لیے یہ خوشی کا دن قرار پایا۔حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی ارشادفرمایا۔

(۱){قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ}

(لباب الحدیث للسیوطی ج اص ۳۳)

﴿ت﴾ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:موت ایک پل ہے، جودوست کو دوست تک پہنچا دیتی ہے۔

(۲){عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍوقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:تُحْفَۃُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ-رواہ البیہقی فی شعب الایمان}(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۴۰)

﴿ت﴾ حضوراقدس سروردوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:مومن کا تحفہ موت ہے۔

توضیح: موت پل ہے جو بندہ کورب تعالیٰ تک پہنچا دیتی ہے۔اسی طرح بندۂ مومن کے لیے وہ ایک تحفہ ہے،کیوں کہ موت درحقیقت ولادت ثانیہ ہے،جس کے ذریعہ بندہ عالم آخرت کی

جانب منتقل ہوجاتا ہے،اوراخروی نعمتوں سے سرفراز ہوتا ہے۔موت جنت کا دروازہ ہے۔

(۲)امام فخرالدین رازی(۵۴۴ھ-۶۰۶ھ) نے سورہ بقرہ کی پچیسویں آیت کریمہ’’وبشر الذین امنواوعملواالصلحت :الآیہ‘‘ کی تفسیر میں تحریرفرمایا:

{وفی الاٰیة قول ثالث علٰی لسان اهل المعرفة–وهو ان کمال السعادة لیس الا فی معرفة ذات اللّٰه تعالٰی ومعرفة صفاته ومعرفة افعاله من الملائکة الکروبیة والملائکة الروحانیة وطبقات الارواح وعالم السمٰوات وبالجملة یجب ان یصیر روح الانسان کالمرأة المحاذیة لعالم القدس–ثم ان هذه المعارف تحصل فی الدنیا ولا یحصل بها کمال الالتذاذ والابتهاج،لما ان العلائق البدنیة تعوق عن ظهور تلک السعادات واللذات،فاذا زال هذا العائق حصلت السعادة العظیمة والغبطة الکبری–فالحاصل ان کل سعادة روحانیة یجدها الانسان بعد الموت}(تفسیر کبیرج ۱ص ۲۸۳-داراحیاءالتراث العربی بیروت)

﴿ت﴾ آیت مقدسہ کی تفسیر میں ایک تیسرا قول اہل معرفت کی زبان میں ہے،اوروہ یہ کہ مکمل سعادت مندی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت میں ہے،اوررب تعالیٰ کے افعال عظیمہ یعنی ملائکہ کروبین ،ملائکہ روحانیین ،طبقات ارواح اور عالم سماوات کی معرفت میں ہے،اور خلاصہ کلام یہ کہ ضروری ہے کہ انسانی روح عالم قدس کے مقابل رہنے والے آئینہ کی طرح ہو جائے ،پھر یہ کہ یہ معرفتیں دنیا میں حاصل ہوتی ہیں ،لیکن اس میں کمال لذت اورکمال مسرت حاصل نہیں ہوتی ،اس لیے کہ بدنی عوارض ان سعادتوں اورلذتوں کے ظہور سے مانع ہوتے ہیں ،پس جب موت کے سبب یہ مانع دور ہوجاتا ہے تو سعادت عظمیٰ اورنعمت کبریٰ حاصل ہوجاتی ہے،پس حاصل کلام یہ کہ ہر(عظیم)روحانی سعادت کوانسان موت کے بعد پاتا ہے۔

توضیح: مذکورہ بالا اقتباس سے معلوم ہوا کہ گرچہ بہت سی روحانی سعادتیں دنیا میں حاصل ہوجاتی ہیں ،لیکن بہت سی عظیم سعادتوں کے حصول میں بدن ایک حجاب اور مانع بن جاتا ہے،پس اہل معرفت کی روح کا جسم سے جدا ہونا ایک نعمت کبریٰ ہے۔اب جب موت ان کے لیے عظیم

سعادتوں کے حصول کا ذریعہ ہے تو لامحالہ موت ان کے لیے خوشی وشادمانی کا سبب اور ایک نعمت ہوگی، نہ کہ غم والم کا ذریعہ۔ دنیا سے لاتعلق ہونے کے سبب انہیں حیات دنیاوی کی خواہش بھی نہیں ہوتی۔ وہ دنیا میں رہ کر بھی اہل دنیا اور دنیاوی نعمتوں سے لاتعلق رہتے ہیں۔

اسی طرح حصول نعمت کا سبب ہونے کی وجہ سے ان کا وصال مبارک ان کے پسماندگان ومتعلقین کے لیے بھی خوشی کا باعث ہوگا، اور غم کی اجازت صرف تین دنوں تک ہے۔ قیامت تک کسی کی موت پر غم منانا جائز نہیں، کیوں کہ موت خداوندی فیصلہ ہے۔ ہاں، ابتدائی مرحلہ میں انسان اپنے احباب واقارب کی موت کو دیکھ کر فطری طور پر غم والم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جدائی انہیں برداشت نہیں ہوتی، اس لیے تین دن تک کی اجازت ہے۔

گنہگاروں کے لیے موت اخروی عذاب کا سبب بن سکتی ہے۔ خداوند قدوس مغفرت فرما دے تو گنہ گاروں کا بیڑا بھی پار لگ سکتا ہے۔ کفار ومشرکین یعنی غیر مومنین کے لیے تو موت یقینی عذاب اور سبب عذاب ہے۔ کلمہ گویان اسلام میں بعض گمراہ فرقے ایمان واسلام سے بالکل ہی خارج ہیں، ان کو مرتد کہا جاتا ہے۔ بعد موت مرتد کی بھی مغفرت وبخشش کا راستہ نہیں۔

اب خود فیصلہ کرلیں کہ مقربین بارگاہ الوہیت کی موت پر خوشی منائی جائے، یا غم؟ عرس منایا جائے، یا مجلس سوگ ومحفل ماتم؟ اہل معرفت میں تمام سے من کل الوجوہ مقدم ہمارے پیغمبر ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، پھر حضرات انبیا ومرسلین (صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین)، پھر حسب مراتب خلفائے راشدین وصحابہ کرام واولیائے عظام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

اگر بارہ ربیع الاول کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک بھی تسلیم کرلیا جائے تو یہ دراصل وصال الی اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ محض لمحہ بھر کی موت ہے۔ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت محض وعدۂ الٰہی ''کل نفس ذائقۃ الموت'' (آل عمران: آیت ۱۸۵) کی تکمیل کے لیے لمحہ بھر کو آتی ہے، پھر وہی حیات جاودانی۔ اب اس ایک آن کی موت، پھر حیات جاودانی، نیز یہ لمحاتی موت بھی بے شمار نعمتوں کا سبب ہے تو اس پر غم کیوں منایا جائے؟

ایک سوال یہ ہوسکتا ہے کہ گرچہ وصال مبارک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے

نعمت ہے،لیکن امت مسلمہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محروم ہوگئی۔اس محرومی پرغم منایا جائے یانہیں؟اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اقدس شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ میری حیات ووصال دونوں تمہارے لیے خیر ہے۔اب خیر پرغم منانا اہل خیر کا کام نہیں۔یہ اہل شر کا طریقہ ہے۔ہم یہی اعتقادر کھتے ہیں کہ بعدموت پھرانہیں دائمی زندگی عطافرمادی گئی ہے۔

(۱){عَنْ بكْرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَيَاتِىْ خَيْرٌ لَكُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَيُحَدَّثُ لَكُمْ،فَاِذَا اَنَا مِتُّ كَانَتْ وَفَاتِىْ خَيْرًا لَكُمْ،تُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُكُمْ، فَاِذَا رَأَيْتُ خَيْرًا حَمِدْتُ اللّٰهَ وَاِنْ رَأَيْتُ شَرًّا اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ لَكُمْ}

(الطبقات الکبریٰ لابن سعدج ۲ص۱۹۴-دارصادربیروت)

﴿ت﴾ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:میری زندگی تم لوگوں کے لیے بھلائی والی ہے۔تم لوگ بیان کرتے ہو،اورتمہیں بتایا جاتا ہے،پس جب میری وفات ہوجائے تو میری وفات تم لوگوں کے لیے بھلائی والی ہے۔تم لوگوں کے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں تو جب میں بھلےاعمال دیکھوں گا تو اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاؤں گا،اوراگر برے اعمال دیکھوں گا تو اللہ تعالیٰ سےتم لوگوں کی بخشش طلب کروں گا۔

(۲){عَنْ زَاذَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنِىْ عَنْ اُمَّتِى السَّلَامَ،قَالَ:وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَيَاتِىْ خَيْرٌ لَكُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَنُحَدِّثُ لَكُمْ وَوَفَاتِىْ خَيْرٌ لَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ اَعْمَالُكُمْ فَمَا رَأَيْتُ مِنْ خَيْرٍ حَمِدْتُ اللّٰهَ عَلَيْهِ وَمَا رَأَيْتُ مِنْ شَرٍّ اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ لَكُمْ}

(مسند بزارج اص ۳۰۷-باب مسندعبداللہ بن مسعودرضی اللہ تعالیٰ عنہ)

﴿ت﴾ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:اللہ تعالیٰ کے بہت سے گشت لگانے والے فرشتے ہیں جو مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔راوی نے کہا:اورحضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:میری زندگی تم لوگوں کے لیے بھلائی والی ہے۔تم لوگ بیان کرتے ہو،اورہم تمہیں بتاتے ہیں،پس جب میری وفات ہوجائے تو میری وفات تم لوگوں کے

لیے بھلائی والی ہے۔تم لوگوں کے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں تو جو بھلے اعمال میں دیکھوں گا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاؤں گا ،اور جو برے اعمال دیکھوں گا تو اللہ تعالیٰ سے تم لوگوں کی بخشش طلب کروں گا۔

توضیح:امت کو جب تک دین ومذہب کی تعلیم دینے کی ضرورت تھی ،تب تک حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے درمیان جلوہ افروز رہے۔صحابہ کرام دین کا علم حاصل کرتے رہے ،اور حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں دین سکھاتے رہے۔''تحدثون ویحدث لکم'' کا یہی مفہوم ہے۔ایک مدت بعد دین کی تعلیم مکمل ہوگئی ،اور پیغام خداوندی آ گیا:

{اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا}

(سورہ مائدہ: آیت ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ،اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔(کنزالایمان)

توضیح:منقوشہ بالا پیغام کے بعد حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرب خداوندی کو پسند فرمایا ،اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک آپ کے حق میں بھی خیر ہے ،کیوں کہ مقربین بارگاہ صمدیت کا وصال قرب ونعمت میں اضافہ کا سبب ہے،اور امت کے حق میں بھی خیر ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔اب جب ہر طرف خیر ہی خیر ہے تو غم کس بات کا؟ اللہ تعالیٰ ہر نبی ورسول کو دنیا وآخرت میں سے کسی کو اختیار کرنے کا حق عطا فرماتا ہے۔ ہر نبی ورسول کی طرح حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی آخرت کو اختیار فرمایا۔

(۱){عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کُنْتُ اَسْمَعُ اَنَّہٗ لَا یَمُوْتُ نَبِیٌّ حَتّٰی یُخَیَّرَ بَیْنَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ فَسَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ مَرْضِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ وَ اَخَذَتْہُ بُحَّةٌ یَقُوْلُ:[مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ:اَلْاٰیَةَ]-فَظَنَنْتُ اَنَّہٗ خُیِّرَ}

(صحیح البخاری جلد دوم باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ)

(۲){قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وَهُوَ صَحِيْحٌ يَقُوْلُ: اِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِیٌّ قَطُّ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ یُحَیَّا اَوْ یُخَیَّرَ-فَلَمَّا اشْتَکٰی وَحَضَرَهُ الْقَبْضُ وَرَأْسُهٗ عَلٰی فَخِذِ عَائِشَةَ غُشِیَ عَلَیْهِ فَلَمَّا اَفَاقَ شَخَصَ بَصَرُهٗ نَحْوَ سَقْفِ الْبَیْتِ ثُمَّ قَالَ "اَللّٰهُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی"-فَقُلْتُ: اِذًا لَا یُجَاوِرُنَا-فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ حَدِیْثُهُ الَّذِیْ کَانَ یُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِیْحٌ}

(صحیح البخاری ج ۲ باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ-صحیح مسلم ج ۲ باب فی فضل عائشہ)

توضیح: مرقومہ بالا احادیث مقدسہ کا مفہوم یہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالت صحت میں فرمایا کرتے کہ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ اس کے جنتی گھر کا نظارہ عطا فرماتا ہے، پھر انہیں دنیا میں رہنے یا آخرت کی طرف کوچ کرنے کا اختیار عطا فرماتا ہے، پس جب حضور اقدس تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرض وصال میں 'اللہم فی الرفیق الاعلیٰ' فرمانے لگے تو میں سمجھ گئی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب قرب الٰہی کو اختیار فرما رہے ہیں، اوراب ہمارے درمیان رہنا نہیں چاہتے، اور مجھے وہ قول مبارک یاد آیا جو تندرستی کی حالت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے، یعنی حضرات انبیائے کرام ومرسلین عظام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے دنیا وآخرت کا اختیار عطا فرمایا جاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین اسلام کی تعلیم مکمل فرما کر سوئے آخرت کوچ فرما گئے۔ دربار جلالت کا قرب پا کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات برق رفتاری کے ساتھ ہر لمحہ ترقی پذیر ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محامد ومحاسن اور کمالات وفضائل "لا تقف عند حد" کی منزل میں ہیں، یعنی کوئی منزل آخری منزل نہیں قرار پاتی، بلکہ رب تعالیٰ ہر منزل سے ترقی عطا فرما کر اگلی منزل کی جانب عروج عطا فرماتا ہے: فالحمد للہ علیٰ ذلک

ارشاد الٰہی {اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ} سے انعامات کثیرہ سے سرفرازی کا قطعی ثبوت فراہم ہوتا ہے، لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے الطاف الٰہیہ کی کیفیت وکمیت کیا ہے؟ یہ ایک راز سربستہ ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{يَا اَبَا بَكْرٍ! لَمْ يَعْلَمْنِىْ حقِيْقَةً غَيْرُ رَبِّىْ}

(مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات للعلامۃ الفاسی ص ۱۲۹- مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد پاکستان)

〈ت〉اے ابوبکر! درحقیقت مجھے میرے رب تعالیٰ کے علاوہ (کسی) نے پہچانا نہیں۔

افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق خلیفہ راشد، ہادی ومہدی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی حقیقت واقعیہ کا ادراک نہیں، پھر ماوشما کی کیا حقیقت؟ انعام عطا فرمانے والا رب کریم حی لایموت ہے، اور عالم برزخ میں ہمارے نبی زندہ۔ جو کچھ دربار الٰہی سے عطا ہوا، وہ بھی کثیر ہے، نیز ابھی رب تعالیٰ اپنے آخری پیغمبر کو اور بھی عطا فرمائے گا۔ رب تعالیٰ کی جانب سے جود وعطا کا سلسلہ بلاتوقف ہمیشہ جاری ہے۔قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے۔

{وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى::وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى}

(سورہ ضحیٰ: آیت ۴،۵)

〈ت〉اور بے شک پچھلی (گھڑی) تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے، اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔(کنز الایمان)

(۱)امام تاج الدین سبکی شافعی (۷۲۷ھ-۷۷۱ھ) نے فرمایا:{وَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزْدَادُ كُلَّ يَوْمٍ شَرَفًا وَرُتْبَةً اِلَى الْاَبَدِ} (طبقات الشافعیہ ج ۳ ص ۴۱۱)

〈ت〉حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر دن ابد تک فضل وشرف اور درجہ ورتبہ کے اعتبار سے بڑھتے جائیں گے۔

توضیح: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درجات ومراتب روز افزوں ترقی پر ہیں۔

(۲)علامہ ابن حجر مکی ہیتمی شافعی (۹۰۹ھ-۹۷۴ھ) نے تحریر فرمایا:{اِعْلَمْ اَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ اَشْرَفُ الْمَخْلُوْقَاتِ وَاَكْمَلُهُمْ،فَهُوَ فِىْ كَمَالٍ وَزِيَادَةٍ اَبَدًا- يَتَرَقّٰى مِنْ كَمَالٍ اِلٰى كَمَالٍ اِلٰى مَا لَا يَعْلَمُ كُنْهَهٗ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى،فَلَا مُحَالَ فِىْ تَزَايُدِ كَمَالِهٖ وَتَرَقِّيْهِ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى نَفْسِهٖ بَعْدَ كَوْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلَ الْمَخْلُوْقَاتِ} (الفتاوی الحدیثیہ ص ۱۰: المکتبۃ الشاملہ)

〈ت〉 جان لو کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخلوقات میں سب سے زیادہ بزرگی والے اور سب سے کامل ترین ہیں، پس وہ ہمیشہ کمال اور زیادتی میں ہیں۔ ایک کمال سے دوسرے کمال کی جانب ترقی کرتے جاتے ہیں، اس کمال کی طرف جس کی حقیقت رب تعالیٰ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں، پس آپ کے کمالات کے اضافے میں اور بہ نسبت خود ترقی کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہے، گرچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلائق میں سب سے کامل ترین مخلوق ہیں۔

توضیح: جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرما دیا، وہ بھی بہت زیادہ ہے، جس کو رب تعالیٰ نے بھی بہت زیادہ یعنی کوثر کے لفظ سے تعبیر فرمایا۔ رب تعالیٰ کے خزانہ رحمت میں بے شمار و لاتعداد نعمتیں ہیں۔ جس کو خزانہ ربانی سے کثیر کی بجائے کوثر ملے، اس کثرت کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ بس یہی کہا جا سکتا ہے، جو علامہ جامی (۸۱۷ھ-۸۹۸ھ) نے عرض کیا:

بعد از خدا بزرگ تر توئی قصہ مختصر

نبی کا وصال امتی کے لیے رحمت کی علامت

(۱){عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اِذَا اَرَادَ رَحْمَۃَ اُمَّۃٍ مِنْ عِبَادِہٖ قَبَضَ نَبِیَّہَا قَبْلَہَا فَجَعَلَہٗ لَہَا فَرَطًا وَسَلَفًا بَیْنَ یَدَیْہَا وَاِذَا اَرَادَ ہَلْکَۃَ اُمَّۃٍ عَذَّبَہَا وَنَبِیُّہَا حَیٌّ فَاَہْلَکَہَا وَہُوَ یَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَیْنَہٗ بِہَلْکَتِہَا حِیْنَ کَذَّبُوْہُ وَ عَصَوْا اَمْرَہٗ} (صحیح مسلم ج ۲ باب اذا اراد اللہ رحمۃ امۃ- صحیح ابن حبان ج ۱۶ ص ۱۹۸-المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲۰ ص ۱۸۴)

〈ت〉 حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں میں سے کسی امت کے لیے رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کے نبی علیہ السلام کو وصال عطا فرماتا ہے، اور ان نبی علیہ السلام کو اس امت کے لیے پیشوا اور پیش رو بنا دیتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کے نبی کی زندگی میں ان پر عذاب نازل فرماتا ہے، پس اس امت کو ہلاک فرما دیتا ہے، اور وہ نبی

اس عذاب کا مشاہدہ فرماتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ ان نبی علیہ السلام کی آنکھیں ٹھنڈی فرماتا ہے۔ (یہ اس وقت ہوتا ہے) جب ان لوگوں نے ان نبی علیہ السلام کو جھٹلایا ہو، اور ان کے حکم کی نافرمانی کی ہو۔

توضیح: عام انسانوں کی موت اور اہل اللہ کا وصال یکساں نہیں ہوتا۔ انسانوں کی اکثریت، بلکہ بڑی اکثریت عام انسانوں کے زمرہ میں ہیں۔ وہ احباب الٰہی کے وصال کو بھی عام انسانوں کی موت کی طرح سمجھتے ہیں۔ عام انسان موت سے ڈرتا ہے، جبکہ اہل اللہ قرب الٰہی کے خواہش مند رہتے ہیں۔ عام انسان کو موت کے بعد عذاب کا خوف ہوتا ہے، اور اہل اللہ کو موت کے بعد وصال الٰہی کا شوق ہوتا ہے۔ موت ان کے لیے ترقی درجات کا سبب ہوتی ہے۔

بعد موت اہل اللہ کا مقام

{فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ} (سورہ قمر: آیت ۵۵)

ترجمہ: سچ کی مجلس میں، عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور۔ (کنز الایمان)

اہل اللہ کی موت کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ بعد موت ایسا قرب خداوندی پا لیتے ہیں، جو جسمانی حجاب کے سبب پہلے انھیں حاصل نہ تھا۔ اگر رسول و نبی وصال پا کر دربار الٰہی میں بھی ہوتے ہیں تو وہاں بھی امت کی بھلائی کے لیے فکر مند ہوتے ہیں۔ اس طرح نبی کے دربار الٰہی میں حاضری کے سبب امت کا بھی مزید بھلا ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں اسی مفہوم کو بیان کیا گیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دربار خداوندی میں امت کے پیش رو بن کر حاضر ہوتے ہیں۔

حیات طیبہ میں معراج کو تشریف لے گئے، اور ترقی درجات ہوا، بہت نعمتیں عطا ہوئیں، پس واقعہ معراج مبارک ہی کی طرح وصال کے دن بھی ہمارے پیغمبر دربار خدا کی طرف گئے۔ معراج میں گئے تو واپس آ گئے تھے۔ اب بعد وصال گئے ہیں تو دربار الٰہی میں شرف حضوری کے لیے۔ مرض وصال میں ''اللہم فی الرفیق الاعلیٰ'' کی دعا اس پر گواہ ہے۔ اب وہاں ان نعمتوں سے سرفراز فرمائے جا رہے ہیں، جن نعمتوں کے لیے جسم انسانی حجاب و مانع بن جاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال مبارک پر صحابہ کرام سے غمناک کیفیات کا ظہور اور رنج والم کا صدور فطرت بشریہ کا تقاضا تھا،لیکن تین دنوں بعد بھی غم منانا شریعت کی خلاف ورزی ہے۔اگر مخالفین ہمیں غم منانے کا مشورہ دیتے ہیں تو پہلے مذہبی احکام کو دیکھ لیں، اور بتائیں کہ ہمیں غم منانا چاہئے، یا انہیں بھی ولادت اقدس پر خوشی منانی چاہئے؟

وصال مبارک دراصل تیرہ ربیع الاول کو ہوئی، مکہ معظمہ میں چاند کی رویت ہوئی، اور مدینہ منورہ میں رویت نہ ہوسکی، اس لیے وہ ایک ہی تاریخ ہے، جو اہل مدینہ کے یہاں بارہ تھی، اور اہل مکہ کے یہاں تیرہ۔وصال مبارک مدینہ منورہ میں ہوا، پس مدنی تاریخ یعنی بارہ ربیع الاول (۱۲: ربیع الاول) کا شہرہ ہوا، حالاں کہ وہ دراصل تیرہویں تاریخ تھی۔مدنی تاریخ کے اعتبار سے مؤرخین بارہ ربیع الاول لکھتے گئے۔

مذکورہ مباحث کے نتائج

(۱) پیغمبر کی ولادت ووصال دونوں ہی ۱۲: ربیع الاول کو ہے، اور آقا کی آمد مقدس بھی رحمت، اور آپ کا وصال مبارک بھی رحمت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

(۲) گرچہ اسی تاریخ کو وصال مبارک بھی ہے، لیکن اسلامی شریعت میں تین دن سے زیادہ غم منانے کی اجازت نہیں، پس ہم غم نہیں منا سکتے ہیں۔

(۳) جب وصال مبارک پیغمبر اور امتی دونوں کے لیے رحمت ہے تو غم نہیں منایا جاسکتا، کیوں کہ رحمت پر غم منانا، رحمت کا انکار کرنا ہے۔

(۴) ہاں، ولادت اقدس کی خوشی قیامت تک منائی جاسکتی ہے، کیوں کہ نعمتوں پر خوشی منانے اور شکر بجالانے کا مطلق حکم ہے۔ہر دن نماز پنج گانہ ان نعمتوں کا شکر ہی ہے۔

(۵) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے وقت صحابہ کرام کا حزن وملال فطرت انسانی کے تقاضوں میں سے تھا۔ایسے مواقع پر انسان فطری طور پر رنج والم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔اس طرح کے امور انسان کے قابو میں نہیں ہوتے۔

وصال مبارک کی تاریخ اور وقت

(۱)امام ابوعبداللہ واقدی:محمد بن عمر بن واقد سہمی اسلمی(۱۳۰ھ-۲۰۷ھ-۷۴۷ء-۸۲۳ء) نے تحریرفرمایا:{فتوفی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم حین زاغت الشمس یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ خلت من ربیع الاول}(مغازی الواقدی ج۱ص۱۱۱۷)

〈ت〉حضوراقدس سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال اقدس پیر کے دن ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کوسورج ڈھلنے کے بعد ہوا۔

(۲)حافظ ابن سعد(۱۶۸ھ-۲۳۰ھ)نے تحریرفرمایا:

{عن عبد اللہ بن محمد بن عمربن علی بن ابی طالب عن ابیہ عن جدہ قال: اشتکی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم یوم الاربعاء للیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ سنۃ وتوفی یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول}

(الطبقات الکبریٰ ج۲ص۲۷۲-دارصادر بیروت)

〈ت〉حضرت عمر بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضوراقدس شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدھ کے دن سال ۱۱ھ کے صفر کی آخری رات کو بیمار ہوئے،اور دوشنبہ کے دن ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا۔

(۳)حافظ ابن سعد(۱۶۸ھ-۲۳۰ھ)نے تحریرفرمایا:

{عن عائشۃ قالت:توفی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول}(الطبقات الکبریٰ ج۲ص۲۷۳)

〈ت〉ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو ہوا۔

(۴)ابن حزم ظاہری(۳۸۴ھ-۴۵۶ھ-۹۹۴ء-۱۰۶۴ء)نے لکھا:

{ثم ان اللہ تعالیٰ توفی نبیہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم یوم الاثنین حین اشتد

الضحی فی الیوم الثانی عشر من ربیع الاول عند تمام عشر سنین من الھجرۃ}

(جوامع السیرۃ ج۱ص۲۶۵)

〈ت〉 اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے دس سال مکمل ہونے کے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو دوپہر کے وقت وصال عطا فرمایا۔

(۵) علامہ ابن عبد البر مالکی قرطبی (۳۶۸ھ-۴۶۳ھ) نے تحریر فرمایا:

{قبض صلی اللّٰہ تعالٰی وسلم یوم الاثنین ضحی فی مثل وقت الذی دخل فیہ المدینۃ لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ}

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج۱ص۱۶)

〈ت〉 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہجرت کے گیارہویں سال میں پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو دوپہر کے وقت ہوا، جس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ہجرت کے وقت) مدینہ منورہ داخل ہوئے تھے۔

(۶) ابو الحسن عز الدین ابن اثیر جزری شیبانی (۵۵۵ھ-۶۳۰ھ) نے تحریر فرمایا:

{کان موتہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یوم الاثنین لثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول} (الکامل فی التاریخ ج۲ص۳۲۳-دار صادر بیروت)

〈ت〉 حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن ہوا۔

(۷) ابو ربیع سلیمان بن موسی کلاعی اندلسی (۵۶۵ھ-۶۳۴ھ) نے تحریر فرمایا:

{فذکر الواقدی وجمھور الناس انہ توفی یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ خلت من ربیع الاول لتمام عشر سنین من مقدمۃ المدینۃ}

(الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج۲ص۳۴۵)

〈ت〉 امام واقدی اور جمہور علما نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو، مدینہ منورہ تشریف آوری کے دس سال مکمل ہونے کے وقت ہوا۔

(۸) علامہ ابن سید الناس ابو الفتح محمد بن محمد بن محمد بن احمد قاہری (۶۷۱ھ-۷۳۴ھ) نے لکھا:

{اختلف اهل العلم فی الیوم الذی توفی فیه بعد اتفاقهم علی انه یوم الاثنین فی شهر ربیع الاول،فذکر الواقدی-وجمهور الناس انه الثانی عشر}

(عیون الاثر ج۲ص۴۳۲)

〈ت〉اہل علم نے اس دن کے بارے میں اختلاف کیا،جس دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا،اس پر متفق ہونے کے باوجود کہ وصال مبارک پیر کے دن ماہ ربیع الاول میں ہے،پس امام واقدی اور جمہور علما نے بیان کیا کہ وہ بارہویں تاریخ تھی۔

(۹)عزالدین بن جماعہ کنانی(۶۹۴ھ-۷۶۷ھ)نے رقم فرمایا:

{والراجح عند الجمہور-انہ توفی یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول}(المختصر الکبیر فی سیرۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج۱ص۱۴۸-دار البشیر)

〈ت〉جمہور کے نزدیک راجح یہ ہے کہ حضور اقدس شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو ہوا۔

(۱۰)عماد الدین ابن کثیر دمشقی(۷۰۱ھ-۷۷۴ھ)نے لکھا:

{وقبض صلی اللّٰہ تعالیٰ وسلم ضحی یوم الاثنین من ربیع الاول فالمشہور انہ الثانی عشر}(الفصول فی اختصار سیرۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ج۱ص۱۹۶)

〈ت〉حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک دوپہر کے وقت پیر کے دن ربیع الاول میں ہوا،پس مشہور یہ ہے کہ وہ بارہویں تاریخ ہے۔

(۱۱)ابن ناصر دمشقی(۷۷۷ھ-۸۴۲ھ-۱۳۷۵ء-۱۴۳۸ء)نے لکھا:

{وکانت وفاتہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی شہر ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الہجرۃ یوم الاثنین حین اشتد الضحی-وقال الاوزاعی:قبل ان ینتصف النہار-وقال ابن اسحاق:لثنتی عشرۃ لیلۃ من شہر ربیع الاول-و روی ایضًا عن عروۃ بن الزبیر وطاؤوس}(صلوٰۃ الکئیب بوفاۃ الحبیب ج۱ص۲۹)

〈ت〉حضور اقدس نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہجرت کے گیارہویں سال کو ماہ

ربیع الاول میں پیر کے دن دو پہر کے وقت ہوا،اور امام اوزاعی نے فرمایا کہ نصف النہار سے قبل ہوا،اور امام ابن اسحاق نے فرمایا کہ بارہویں ربیع الاول کو ہوا،اور یہی روایت عروہ بن زبیر اور طاؤس تابعی سے بھی مروی ہے۔

(۱۲)امام ابن حجر عسقلانی شافعی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) نے تحریر فرمایا:

{كانت وفاته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يوم الاثنين عند ما زاغت الشمس لاثنتى عشرة ليلة خلت من ربيع الاول}(سبل السلام شرح بلوغ المرام ج۳ص۱۴۶)

〈ت〉 حضور اقدس سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو سورج ڈھل جانے کے وقت ہوا۔

(۱۳)امام ابن حجر عسقلانی شافعی نے لکھا:**{ومات يوم الاثنين لاثنتى عشرة مضت من ربيع الاول}**(فتح الباری ج۱۲ص۲۴۹)

〈ت〉 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو ہوا۔

(۱۴)امام بدر الدین عینی حنفی (۷۶۲ھ-۸۵۵ھ) نے رقم فرمایا:

{قال الواقدى:قالوا بدئ برسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يوم الاربعاء لليلتين بقيتا من صفر وتوفى يوم الاثنين لاثنتى عشرة ليلة من ربيع الاول-وبه جزم محمد بن سعد كاتبة}(عمدۃ القاری ج۲۶ص۳۴۳)

〈ت〉 حضرت امام واقدی نے بیان کیا کہ علما نے کہا:اٹھائیس صفر کو بدھ کے دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرض شروع ہوا،اور پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا،اور حافظ محمد بن سعد نے اسی پر اعتماد کیا۔

(۱۵)مجدد صدی دہم امام جلال الدین سیوطی شافعی (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) نے لکھا:

{عن عائشة قالت:توفى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يوم الاثنين لاثنتى عشرة مضت من ربيع الاول}(تنویر الحوالک شرح مؤطا امام مالک ج۱ص۱۸۰)

〈ت〉 ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا:حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو ہوا۔

(۱۶) امام محمد بن یوسف صالحی شامی (م۹۴۲ھ) نے تحریر فرمایا:{عن ابن شهاب قال: توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم الاثنین لاثنتین عشرة لیلة مضت من ربیع الاول}(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ج ۱۲ص ۳۰۵)

〈ت〉 امام المحدثین ابن شہاب زہری (۵۸ھ-۱۲۴ھ-۶۷۸ء-۷۴۲ء) نے فرمایا: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو ہوا۔

(۱۷) حسین بن محمد بن حسن دیار بکری مالکی مکی (م۹۶۶ھ-۱۵۵۸ء) نے لکھا:{توفی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یوم الاثنین نصف النهار لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول سنة احدیٰ عشرة من الهجرة ضحی فی مثل الوقت الذی دخل فیه المدینة}(تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس ج ۲ص ۱۶۶-مؤسسۃ شعبان بیروت)

〈ت〉 حضور اقدس سلطان دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہجرت کے گیارہویں سال بارہ ربیع الاول شریف کو بروز دوشنبہ دوپہر کے وقت ہوا، جس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تھے۔

(۱۸) حسین بن محمد دیار بکری مالکی مکی (م۹۶۶ھ-۱۵۵۸ء) نے لکھا:{مرض فی صفر لعشر بقین منه وتوفی صلی الله تعالیٰ وسلم لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول یوم الاثنین}(تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس ج ۲ص ۱۶۱: مؤسسۃ شعبان بیروت)

〈ت〉 حضور اکرم شہنشاہ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیس صفر کو بیمار ہوئے، اور بارہ ربیع الاول دوشنبہ کے دن آپ کا وصال مبارک ہوا۔

(۱۹) محدث طاہر فتنی گجراتی ہندی (۹۱۰ھ-۹۸۶ھ) نے لکھا:{وصل بالحق فی نصف نهاره لاثنی عشر من ربیع الاول-وقیل لمستهله-وقیل للیتین خلتا منه-و الاول اکثر من الاخیرین}(مجمع بحار الانوار ج ۵ص ۲۹۴-مکتبہ دار الایمان مدینہ منورہ)

〈ت〉 حضور اقدس تاجدار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارہ ربیع الاول کو واصل بحق ہوئے۔

ایک قول یکم ربیع الاول اور ایک قول دو ربیع الاول کا ہے،مگر پہلا قول (۱۲: ربیع الاول) آخری دونوں قول سے اکثری ہے۔

(۲۰) محدث ملا علی قاری حنفی (۹۳۰ھ-۱۰۱۴ھ) نے لکھا:{وکان مدۃ مرضہ اثنی عشر یومًا ومات یوم الاثنین ضحی من ربیع الاول-فقیل للیلتین خلتا منہ-وقیل لاثنتی عشرۃ خلت منہ-وھو الاکثر} (مرقاۃ المفاتیح ج ۱۷ص ۲۳۷)

﴿ت﴾ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض کی مدت بارہ دن تھی،اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک پیر کے دن دوپہر کے وقت ربیع الاول میں ہوا،پس کہا گیا کہ دوسری تاریخ کو ہوا،اور کہا گیا کہ بارہویں تاریخ کو وصال ہوا،اور اسی قول پر اکثر علما ہیں۔

(۲۱) امام زرقانی مصری (۱۰۵۵ھ-۱۱۲۲ھ) نے لکھا:{الذی عند ابن اسحق والجمہور انہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ سلم مات لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الاول}

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ج ۳ص ۱۱۰-دارالمعرفۃ بیروت)

﴿ت﴾ امام ابن اسحٰق اور جمہور کے نزدیک حضور اقدس سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوا۔

(۲۲) علامہ زرقانی نے دوسری جگہ تحریر فرمایا:{قول الجمہور انہ توفی ثانی عشر ربیع الاول}(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ج ۸ص ۲۵۰-دارالمعرفۃ بیروت)

﴿ت﴾ جمہور کا قول یہ ہے کہ حضور اقدس تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک بارہویں ربیع الاول کو ہوا۔

(۲۳) ابوالعرفان محمد بن علی صبان مصری (م ۱۲۰۶ھ) نے لکھا:

{توفی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بیت عائشۃ یوم الاثنین قبیل الزوال للیلتین مضتا من ربیع الاول-وقیل:للیلۃ مضت منہ-وقیل:لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت منہ-وعلیہ الجمہور}(اسعاف الراغبین ص ۱۶-ناشر:سید محمد صالح اکرم)

﴿ت﴾ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

حجرہ مبارکہ میں دو ربیع الاول شریف کو بروز دوشنبہ زوال سے تھوڑی دیر پہلے وصال فرمائے ۔ ایک قول میں یکم اور ایک قول میں بارہویں ربیع الاول ہے، اور جمہور اسی قول پر ہیں ۔

(۲۴) محمد بن عبدالوہاب نجدی کا بیٹا عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی (م۱۲۴۲ھ) نے لکھا:

{توفی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم یوم الاثنین نصف النہار لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ} (مختصر سیرۃ الرسول ج ۱ص ۵۱۹)

﴿ت﴾ سال ہجری گیارہ ۱۱ھ میں پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو نصف النہار کے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا۔

(۲۵) محمد رضا مصری نے لکھا: {قال الواقدی: توفی یوم الاثنین لثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شھر ربیع الاول} (محمد رسول اللہ ج ۱ص ۵۸۰)

﴿ت﴾ امام واقدی نے کہا: پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا۔

توضیح: وصال مبارک کے وقت کے بارے میں اختلاف ہے۔ (۱) نصف النہار کے وقت (۲) نصف النہار سے پہلے (۳) نصف النہار کے بعد، یعنی سورج ڈھل جانے کے بعد۔

بارہ، تیرہ کا فیصلہ

(۱) امام احمد رضا قادری (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ) نے تحریر فرمایا: ”قول مشہور و معتمد جمہور دوازدہم ربیع الاول شریف ہے“۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ص ۲۷- رضا اکیڈمی ممبئی)

(۲) ”تحقیق یہ ہے کہ حقیقۃً بحسب رویت مکہ معظمہ ربیع الاول شریف کی تیرہویں تھی۔ مدینہ طیبہ میں رویت نہ ہوئی، لہٰذا ان کے حساب سے بارہویں ٹھہری۔ وہی رواۃ نے اپنے حساب کی بنا پر روایت کی، اور مشہور و مقبول جمہور ہوئی۔ یہ حاصل تحقیق امام ماورزی، وامام عماد الدین ابن کثیر وامام بدرالدین بن جماعہ وغیرہم اکابر محدثین و محققین ہے“۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ص ۲۸)

(۳) ”حق وصواب وہی قول جمہور بمعنی مذکور ہے، یعنی واقع میں تیرہویں اور بوجہ مسطور تعبیر میں

بارہویں کہ بحساب شمسی نہم جزیران ۹۴۳ ؁ رومی نوسوتینتالیس رومی اسکندرانی، ہشتم جون ۶۳۲ ؁ ء چھ سوبتیس عیسوی تھی: واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم‘‘۔(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ اص ۳۲-رضا اکیڈمی ممبئی)

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم::والصلوۃ والسلام علی حبیبہ الکریم::وآلہ العظیم

☆☆☆☆☆

باب چهارم

جشن عید میلاد نبوی کے شرعی احکام

قرون ثلاثہ کے بعد مولود شریف کی باضابطہ مجلسیں منعقد کی جانے لگیں۔عہد صحابہ و تابعین ، بلکہ تبع تابعین کے عہد تک خاص مجالس ومحافل کے انعقاد کی ضرورت نہ تھی۔قرون ثلاثہ میں مومنین کے قلوب واذہان کا میلان آخرت کی جانب تھا۔ان کے شب وروز اورلیل ونہار یادخدااورذکر مصطفیٰ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں بسر ہوتے ۔جب مسلمانوں کی طبعیت میں اضمحلال اور یادخداورسول سے بے اعتنائی کا مادہ پایا جانے لگا،تب اعمال صالحہ کی جانب ترغیب وتشویق کی ضرورت درپیش ہوئی ، تاہم عہد صحابہ میں بھی مجلس وعظ کا انعقاد ہوتا رہاہے۔صحابی رسول وفقیہ مدینہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہرہفتہ وعظ فرماتے ۔ احادیث طیبہ میں اس کا بیان موجود ہے۔

مجلس مولوددراصل حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کی محفل ہے،تاکہ مسلمانوں کواپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے آشنائی ہو۔قرون ثلاثہ میں نہ ایسی محفلوں کی ضرورت تھی ، نہ ایسی مجلسیں خصوصی طور پرمنعقد کی گئیں۔عموماً صحابہ وتابعین کے عہد مسعود میں جابجا ذکر خداورسول ہوتا رہتا۔خواہ مساجد ہوں ، یا مجالس۔حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تذکرہ مختلف زاویوں سے ہوتا رہتا۔مساجد کے خطبے ہوں، یا محدثین عظام کی مجلسیں ۔جب بھی شریعت اسلامیہ کا کوئی مسئلہ بیان ہوتا ،اس کی نسبت قرآن یا حدیث کی جانب ہوتی ۔اس طرح موقع بموقع خداورسول کا ذکرایک عام مشغلہ تھا۔

یہ بھی خیال رہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے،انسان چلتے پھرتے ،اٹھتے بیٹھتے،سوتے جاگتے ،سفروحضریعنی ہرجگہ اور ہمہ وقت اسی کا چرچا کرتا ہے،اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حضوراقدس حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

ایسی محبت رکھتے تھے کہ اس کی مثال کائنات میں نہیں ملتی، پھر ان نفوس قدسیہ کی برکتوں سے یہی کیفیت تابعین و تبع تابعین میں بھی پائی گئی۔اب جب ہمہ دم ذکر رسول مقبول سے ان کی خلوت وجلوت معطر و منور رہتی تو ایسے موقع پر ذکر مصطفوی کے لیے کسی خاص مجلس کے انعقاد کا تصور بھی نہیں ہوسکتا، چہ جائیکہ ماہ ربیع الاول میں ایسی محافل کا انعقاد ہو۔

اے بندۂ مومن! اس عہد میں جا کر دیکھو۔کیا اس عہد میں کسی خاص موقع پر مجلس ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انعقاد لوگوں کے لیے تعجب کا سامان نہیں ہوگا؟ جو پاکیزہ ہستیاں ہر وقت ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مستغرق ہوں، ان کو کسی خاص موقع پر ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل منعقد کرنے کہنا ان کو ذکر رسول سے غافل کرنا ہے، یا راغب کرنا؟ ان کی زندگی کا تو ہر لمحہ تصور مصطفوی میں ڈوبا نظر آتا ہے۔ہاں، ہم غافل ہیں تو ہماری ترغیب کے لیے محفل ذکر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر مجالس خیر کا خاص اہتمام ہونا چاہئے۔

باب سوم میں حضرات خلفائے راشدین و تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اقوال و فرمودات میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق مرقوم ہیں۔ان اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولود نبوی کی کوئی شکل عہد صحابہ و تابعین میں بھی موجود تھی، اسی لیے اس کے فضائل و برکات بیان کیے گئے۔گرچہ آج ہمارا طریقہ اس محفل میلاد سے مختلف ہو،لیکن ان روایات سے قرون ثلاثہ میں مجلس میلاد کی اصلیت کا وجود ثابت ہو جاتا ہے۔

کسی امر کے جواز کے لیے اصلیت کا وجود کافی ہے، بشرطیکہ عہد مابعد میں اس میں ممنوعات شامل نہ کیے گئے ہوں۔ایسے امور میں مباح و مستحسن امور کا اضافہ ممنوع نہیں۔ہاں، جن امور کا خاص طریقہ ہو، جیسے نماز وغیرہ، تو ان امور میں کسی حذف و اضافہ کی گنجائش نہیں۔

ضرورت کے وقت اختیار اسباب

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین زمانوں یعنی عہد صحابہ، عہد تابعین اور عہد تبع تابعین تک بھلائی اور خیر کی بشارت سنائی۔ان تین زمانوں کے بعد فتنہ وفساد اور برائیوں

کے انتشار کی خبر دی۔قرون ثلاثہ کے بعد کے حالات اصحاب فکر کے لیے منکشف ہو چکے تھے۔ یہ بالکل واضح ہو چکا تھا کہ اب زمانوں میں بھلائیوں کی جانب مائل کرنے کے لیے مختلف قسم کے اسباب وذرائع اختیار کرنے ہوں گے۔حضور اقدس شمع ہدات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعد زمانی کے سبب امت مابعد کے قلوب میں وہ نور نہ ہوگا، جو قرون ثلاثہ میں ہیں۔

رب تعالیٰ کی جانب سے بھی امت کے دلوں میں اختیار اسباب القا کیا جاتا رہا،اور بہت سے امور جو ماقبل میں نہ تھے،وہ وجود میں آنے لگے۔ظاہری طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ضرورت پیش آتی گئی،اور مختلف قسم کے امور وجود پذیر ہوتے گئے۔

(۱) عہد رسالت کے بعد عہد صدیقی میں جنگ یمامہ ہوئی۔اس میں بہت سے حفاظ صحابہ کرام کی شہادت ہوگئی،تب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ پر خلیفہ راشد ہادی مہدی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کی جمع وتدوین کا حکم فرمایا،پھر عہد فاروقی میں بھی یہ کام ہوا،اور عہد عثمانی میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید کے نسخے متعدد ممالک میں بھجوائے۔آج اسی نسخہ کو مصحف عثمانی کہا جاتا ہے۔

(۲) عہد رسالت اور عہد صحابہ میں احادیث طیبہ لکھی نہیں جاتی تھی،پھر یہ خوف ہوا کہ محدثین عظام کی موت سے احادیث طیبہ کے ذخیرہ سے محرومی ہوسکتی ہے،اس لیے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز(۶۱ھ-۱۰۱ھ) کے حکم سے محدثین کرام نے احادیث مبارکہ کو لکھنا شروع کیا۔

(۳) عہد صحابہ وتابعین میں فقہی مسائل لکھے نہیں جاتے تھے۔تابعین کے عہد اخیر میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸۰ھ-۱۵۰ھ) نے فقہی مسائل لکھوانا شروع کیا،تاکہ مجتہدین کی موت سے فقہی ذخیرہ ختم نہ ہوجائے۔

(۴) قرون ثلاثہ میں دینی تعلیم کے لیے خاص مدارس کا وجود نظر نہیں آتا،پھر حالات زمانہ کے پیش نظر خاص تعلیم گاہیں تعمیر کی گئیں۔اساتذہ مقرر کیے جانے لگے۔

(۵) آج کی طرح دینی جلسے،کانفرنس،سیمینار وغیرہ کا وجود خیر القرون میں نہ تھا،پھر جب ضرورت پیش آئی تو یہ سب امور اختیار کیے جانے لگے۔انہی محافل میں ایک محفل مولود بھی ہے۔

(۶) ہر صدی میں ذکر ولادت اقدس کی کوئی نہ کوئی شکل ضرور پائی جاتی تھی۔ان شاء اللہ تعالیٰ اس باب میں ذکر ولادت اقدس سے متعلق ہر صدی کے اقوال یا اعمال نقل کیے جائیں گے۔

صدی اول

عہد صحابہ میں مجلس میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کا ذکر جائز ہے۔قرآن مجید میں حضرات انبیائے کرام علیٰ رسولنا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولادت مبارکہ کا تذکرہ موجود ہے۔ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میلاد کی محفل منعقد کی تھی۔

(۱) باب سوم میں حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اقوال وفرمودات میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق مرقوم ہیں۔ان اقوال سے ذکر میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جواز واستحسان ثابت ہوتا ہے۔

(۲) پروفیسر مسعود احمد مجددی پاکستانی (۱۹۳۰ء-۲۰۰۸ء) نے تحریر فرمایا:''علامہ زرقانی نے بحوالہ تنویر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ (یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے گھر میں اپنے اہل وعیال اور چند افراد قوم کو جمع کر کے ان کے سامنے وقائع ولادت بیان فرما رہے تھے،اور حمد الٰہی اور درود رسالت پناہی میں مصروف تھے کہ اچانک سرور دوجہاں شفیع مجرماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے ،اوران کا یہ حال ملاحظہ فرما کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا:''حلت لکم شفاعتی''میری شفاعت تم پر حلال ہوگئی''(یعنی لازم ہوگئی)''۔

(مواعظ مظہری ص۱۸۶،۱۸۷-مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

(۳) احادیث وتفاسیر ودیگر کتابوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کے حالات صحابہ کرام کی زبانی روایت ہوئے ہیں۔عہد صحابہ میں صرف قرآن مجید لکھنے کا رواج تھا۔ احادیث مبارکہ یا دیگر روایات کو لکھنے سے پرہیز کیا جاتا۔عہد صحابہ میں جب میلاد النبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی روایت بیان کی گئی ہوگی تو ضروری ہے کہ ایک قائل اور ایک سامع ہو، پس دو آدمی پر مشتمل یہ محفل مولود ہوئی، گرچہ اس عہد میں محفل میلاد کی اصطلاح قائم نہ ہوئی تھی، مگر مابعد کی اصطلاح کے اعتبار سے وہ محفل مولود ہی ہے، نیز یہ ضروری نہیں کہ جس مجلس میں میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روایت بیان ہو، اس میں دو ہی آدمی ہو۔ الغرض روایت میلاد کی تمام مجلسیں عہد مابعد کی اصطلاح میں محفل میلاد ہے۔ مخالفین کو اس دلیل کے رد کی قدرت نہیں، اور موافقین کے پاس اس سے واضح دلیل نہیں۔

(۴) قرآن عظیم میں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی ولادت اقدس کا ذکر ہے، جن مجالس میں ان آیات مبارکہ کی تلاوت کی جائے، گرچہ ان مجالس کو اصطلاحی طور پر میلاد کی مجلس نہیں کہا جاسکتا، لیکن اس سے محفل میلاد کا جواز ضرور ثابت ہوتا ہے، اور تلاوت قرآن عہد رسالت میں بھی جاری تھی۔ اس سے ایسی مجالس کا جواز ثابت ہوتا ہے کہ جن میں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر ولادت ہو۔ سب سے اہم سوال یہ ہے کہ کسی نبی ورسول کے حالات وواقعات کا ذکر ممنوع کیسے ہوسکتا ہے؟ خواہ ذکر ولادت ہو، یا دیگر ذاتی احوال وخصائص، معجزات ہوں، یا تبلیغ دین کے واقعات۔ قرآن وحدیث میں جا بجا ان امور کا بیان موجود ہے۔

(۵) {عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْقَالَ: يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا يُفَاخِرُ اَوْ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ} (سنن ترمذی جلد دوم باب انشاد الشعر۔ سنن ابی داؤد باب ماجاء فی الشعر۔ المستدرک علی الصحیحین جلد سوم ۵۵۴)

﴿ت﴾ حضرت ہشام بن عروہ نے حضرت عروہ بن زبیر سے، وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام المؤمنین نے فرمایا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے، حضرت حسان بن

ثابت اس پر کھڑے ہوکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف وکمالات بیان کرتے، یا راوی نے کہا کہ حضرت حسان بن ثابت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے ہجو کا جواب دیتے، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے۔ اللہ تعالیٰ جبریل امین کے ذریعہ حسان بن ثابت کی مدد فرماتا ہے، جب وہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے، یا ہجو کا جواب دیتے ہیں۔

حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شان اقدس میں عرض کیا۔

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ کَاَنَّکَ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

ترجمہ شعر اول: (یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ حسن وجمال والے کو میری آنکھوں نے دیکھا نہیں، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کسی خوب صورت کو عورتوں نے پیدا ہی نہیں کیا۔

ترجمہ شعر دوم: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے، گویا کہ جیسی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پسند تھی، ویسے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخلیق ہوئی۔

توضیح: مذکورہ بالا اشعار میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت وتخلیق کا ذکر ہے۔ اب جس مجلس میں یہ اشعار پڑھے گئے ہوں، وہ مابعد کی اصطلاح کے مطابق یقیناً مجلس مولود ہے۔

عہد رسالت میں جشن ولادت

(۱) {عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنْ نَفْسِہٖ بَعْدَ النُّبُوَّۃِ} (السنن الکبریٰ للبیہقی ج۹ص۳۰۰)

﴿ت﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس سرور دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کے بعد اپنی جانب سے عقیقہ فرمایا۔

(۲) امام جلال الدین سیوطی (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) نے لکھا: {وقد ظهر لی تخریجه علی

اصل آخر وهو ما اخرجه البيهقی عن انس رضی اللّٰه عنه ان النبی صلی اللّٰه علیه و سلم عق عن نفسه بعد النبوة:مع انه قد ورد ان جده عبد المطلب عق عنه فی سابع ولادته،والعقیقة لاتعاد مرة ثانیة فیحمل ذلک علٰی ان الذی فعله النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اظهارًا للشکر علٰی ایجاد اللّٰه تعالٰی ایاه رحمة للعالمین وتشریفًا لامته کما کان یصلی علٰی نفسه،لذلک فیستحب لنا ایضًا اظهار الشکر بمولده باجتماع الاخوان واطعام الطعام ونحو ذلک من وجوه القربات واظهار المسرات}(الحاوی للفتاویٰ ج۱ص۱۸۸-دارالکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾ایک دوسری دلیل سے مجھے میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منانے کا اثبات ظاہر ہوا،اور وہ دلیل،حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے امام بیہقی کی تخریج کردہ حدیث ہے کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کے بعد اپنی جانب سے عقیقہ فرمایا، باوجودیکہ روایت آئی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی ولادت اقدس کے ساتویں دن آپ کی جانب سے عقیقہ کیا،اورعقیقہ دوبارہ نہیں کیا جاتا ہے،پس اس عمل کواس پرمحمول کیا جائے گا کہ جوحضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عقیقہ فرمایا،وہ اللہ تعالیٰ کے شکریہ کا اظہار ہے،آپ کورحمۃ للعالمین بنا کرتخلیق فرمانے اورآپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ امت کوعزت بخشنے پر،جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے آپ پردرود بھیجتے تھے۔اسی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس پرہمارے لیے بھی شکرکااظہارمستحب ہے،مسلمان بھائیوں کوجمع کرکے،اورکھانا کھلاکراوراسی قسم کے نیک اعمال کے بجالاکراورخوشی وشادمانی کااظہارکرکے۔

توضیح:عقیقہ ایک ہی بارکیا جاتا ہے۔اہل عرب کارواج بھی ایسا ہی تھا،پھراسلام نے بھی ایک بارعقیقہ کی ہی ترغیب دی۔حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دوبارہ عقیقہ کرنا محض شکرالٰہی کی بجاآوری کے لیے تھا،پس امت مسلمہ کوبھی اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولادت اقدس پر شکرالٰہی بجالانا چاہئے۔

ہر ہفتہ جشن ولادت

(۱){عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ: فِیْہِ وُلِدْتُ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ }(صحیح مسلم جلد دوم باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام- سنن ابی داؤد باب فی صوم الدہر تطوعا- السنن الکبریٰ للبیہقی ج۴ص ۲۹۳- شعب الایمان ج۲ص ۱۳۴- صحیح ابن خزیمہ ج۳ص ۲۹۸)

〈ت〉حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دوشنبہ کے روزہ کے بارے میں دریافت کیا گیا، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اسی دن میری ولادت ہوئی، اوراسی دن مجھ پروحی نازل ہوئی۔

(۲)ابوالعباس، ابن مزین: احمد بن ابی حفص عمر بن ابراہیم انصاری قرطبی مالکی (۵۷۸ھ-۶۵۶ھ-۱۱۸۲ء-۱۲۵۸ء) نے لکھا: {وقولہ فی یوم الاثنین "فیہ ولدت وفیہ انبئت وفیہ انزل علی" قلت: وفیہ مات، وکل ہذا دلیل علیٰ فضل ہذا الیوم}

(المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم ج۴ص ۱۹۲)

〈ت〉پیر کے دن سے متعلق حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادمبارک "اسی دن میری پیدائش ہوئی، اوراسی دن اعلان نبوت کا حکم ہوا، اوراسی دن مجھ پروحی نازل ہوئی"۔ میں کہتا ہوں کہ اسی دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا، اور یہ تمام امور اس دن کی فضیلت پردلالت کرنے والے ہیں۔

(۳)علامہ مظہرالدین زیدانی: حسین بن محمود بن حسن زیدانی مظہری کوفی (م ۷۲۷ھ) نے لکھا: {قولہ "وسئل عن صوم الاثنین" راوی ہذا الحدیث ایضًا ابو قتادۃ عن عمر: انہ سأل رسول اللہ علیہ السلام عن صوم یوم الاثنین فاجابہ بما یدل علیٰ ان ہذا الیوم مبارک وصومہ محبوب}

(المفاتیح فی شرح المصابیح ج۳ص ۴۱- ادارۃ الثقافۃ الاسلامیہ، وزارت اوقاف کویت)

〈ت〉صاحب مصابیح امام محی السنہ بغوی (۴۳۶ھ-۵۱۰ھ) کا قول ’’وسئل عن صوم الاثنین‘‘۔
اس حدیث کے راوی بھی حضرت ابوقتادہ انصاری ہیں۔حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اکرم شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دوشنبہ کے روزہ کے بارے میں دریافت کیا،پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا جواب دیا جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ دن برکت والا ہے،اوراس دن روزہ رکھنا پسندیدہ ہے۔

(۴) محدث شرف الدین طیبی (م۷۴۳ھ) نے لکھا:{**الحدیث العاشر عن ابی قتادة رضی اللّٰه عنه ،قوله:’’فیه ولدت وفیه انزل علی‘‘ای فیه وجود نبیکم وفیه نزول کتابکم وثبوت نبوته فای یوم افضل واولی للصیام منه؟فاقتصر علی العلة،ای سلوا عن فضیلته،لانه لامقال فی صیامه فهو من الاسلوب الحکیم**}

(شرح مشکوٰۃ المصابیح للطیبی ج۵ص۱۶۰۸-مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز: مکہ مکرمہ)

〈ت〉دسویں حدیث حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ارشادنبوی ’’میں اسی دن پیدا ہوا،اوراسی دن مجھ پروحی نازل ہوئی‘‘،یعنی اسی دن میں تمہارے نبی کی تخلیق ظاہری ہوئی،اوراسی دن تمہاری کتاب کا(اولین)نزول اور نبی کی نبوت کا ظاہری ثبوت ہوا، پس روزہ کے لیے اس دن سے زیادہ بہتر کون سا دن ہے؟حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علت(کے بیان)پراقتصار کیا،یعنی اس کی فضیلت کے بارے میں سوال کرو،اس لیے کہ اس دن کے روزہ(کے جواز)میں کوئی کلام نہیں ہے،پس یہ ایک حکمت والا اسلوب بیان ہے۔

(۵) محدث ابن ملک رومی:محمد بن عبداللطیف بن عبدالعزیز کرمانی حنفی (م۸۵۴ھ) نے لکھا:
{**عن ابی قتادة انه سُئِلَ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن صوم یوم الاثنین فقال :فیه ولدت وفیه انزل علی،اجاب صلی اللّٰه علیه وسلم بما یدل علٰی ان هذا الیوم مبارک وصومه محبوب**}

(شرح المصابیح لابن الملک ج۲ص۵۴۱-ادارۃ الثقافۃ الاسلامیہ،وزارت اوقاف کویت)

〈ت〉حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم سے دوشنبہ کے روزہ کے بارے میں دریافت کیا گیا،پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:اسی دن میری ولادت ہوئی ،اوراسی دن مجھ پروحی نازل ہوئی۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا جواب دیا جواس پردلالت کرتا ہے کہ یہ دن برکت والا ہے،اوراس دن روزہ رکھنا پسندیدہ ہے۔

(۶)محدث شہیرملاعلی قاری حنفی (۹۳۰ھ-۱۰۱۴ھ)نے لکھا:{عن ابی قتادة قال:سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن صوم الاثنین ای یومه ....ثم السوال یحتمل احتمالین،ان یکون من کثرة صیامه علیه السلام فیه وان یکون من مطلق الصیام وخصوص فضله من بین الایام،فقال فیه ولدت وفیه انزل ای الوحی عَلَیَّ یعنی حصل لی فیه بدء الکمال الصوری وطلوع الصبح المعنوی المقصود الظاهری والباطنی والتفضیل الابتدائی والانتهائی،فَوَقْتٌ یکون منشأ للنعم الدنیویة والاخرویة حقیق بان یوجد فیه الطاعة الظاهریة والباطنیة فیجب شکره تعالیٰ عَلَیَّ والقیام بالصیام لدی لما اولی من تمام النعمة الی}

(مرقاۃالمفاتیح شرح مشکوۃالمصابیح ج۶ص۳۷۲)

﴿ت﴾حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا:حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیر کے روزہ یعنی اس دن کے روزہ سے متعلق دریافت کیا گیا۔..........پھرسوال دو احتمال رکھتا ہے۔(۱)اس دن میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بکثرت روزہ رکھنے کا سوال ہو (۲)یاصرف روزہ،اوردنوں کے درمیان دوشنبہ کی خاص فضیلت کا سوال ہو،پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ اسی دن میری ولادت ہوئی،اوراسی دن مجھ پروحی نازل ہوئی، یعنی اس دن مجھے کمال صوری کا آغاز صبح معنوی کاطلوع،ظاہری وباطنی مقصود،اورابتدائی وانتہائی فضیلت حاصل ہوئی،پس ایسا وقت کہ دنیاوی واخروی نعمتوں کے وجود کا وقت ہو،مناسب ہے کہ اس وقت میں ظاہری وباطنی طاعت پائی جائے،پس مجھ پراللہ تعالیٰ کاشکرادا کرنااور مجھے روزہ رکھنالازم ہوا،اس لیے کہ مجھے عطاہونے والی تمام نعمتوں سے یہ افضل ہے۔

توضیح: اپنے باطن میں شکر الٰہی کی بجا آوری مخفی عبادت ہے، اور روزہ رکھنا ظاہری عبادت ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں طریق عبادت کو اختیار فرمایا۔ ہر امت کے لیے ان کے نبی سراپا نعمت ہوتے ہیں، اور نبی و رسول کو عطا ہونے والی نعمتوں کے فوائد سے امت بھی بہرہ اندوز ہوتی ہے، پس اپنے رسول و نبی کو عطا ہونے والی نعمتوں پر امتیوں کو بھی شکر ادا کرنا چاہئے۔ کسی بھی جائز شکل میں ادائے شکر ہوسکتا ہے، خواہ روزہ ہو، یا نماز، یا کوئی اور طریق کار، جو طاعت ظاہری یا طاعت باطنی کے قبیل سے ہو، امور معصیت میں سے نہ ہو۔

عہد صحابہ میں ولادت کی خوشی پر انکار نہیں

ابولہب کا واقعہ عہد صحابہ سے مشہور ہے، لیکن کسی صحابی نے یہ نہیں فرمایا کہ کسی نبی کی ولادت مبارکہ کی خوشی کا اظہار ناجائز یا گناہ کا کام ہے، بلکہ ابولہب کی تخفیف عذاب سے ہر کوئی یہی سمجھتا رہا کہ ولادت اقدس پر اظہار شادمانی برکت وثواب کا کام ہے۔ جب گمرہوں کا وجود ہوا تو انہوں نے مطلقاً ذکر ولادت اقدس کو بدعت اور خلاف شرع امر قرار دے دیا، خواہ وہ کسی ناجائز امر پر مشتمل ہو، یا نہ ہو، اسی طرح ماضی کے چھ سو برس کے مسلمانوں کو کافر و مرتد بتا دیا۔

{قَالَ عُرْوَةُ: وَثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِاَبِيْ لَهَبٍ كَانَ اَبُوْ لَهَبٍ اَعْتَقَهَا فَاَرْضَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَهَبٍ اُرِيَهُ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهٗ: مَاذَا لَقِيْتَ؟ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ: لَمْ اَلْقِ بَعْدَكُم غَيْرَ اَنِّيْ سُقِيْتُ فِيْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ}

(صحیح بخاری: ج ۲ باب وامہاتکم اللاتی ارضعنکم)

﴿ت﴾ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ثویبہ ابولہب کی باندی تھی۔ ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دودھ پلائی تھی، پس جب ابولہب مر گیا تو اس کے بعض اہل خانہ کو خواب میں ابولہب بری حالت میں دکھایا گیا تو انہوں نے اس سے دریافت کیا: تم نے کیا پایا؟ ابولہب نے کہا: میں نے تم لوگوں کے بعد اس کے علاوہ (کوئی بھلائی) نہیں پایا کہ مجھے اس (دو انگلیوں کے درمیان) میں سیراب کیا جاتا ہے، میرے ثویبہ کو

آزاد کرنے کی وجہ سے۔

(۱)امام سیوطی نے لکھا:{ثم رأیت امام القراء الحافظ شمس الدین بن الجزری قال فی کتابه المسمی''عرف التعریف بالمولد الشریف''مانصه: قد رُؤِیَ ابو لهب بعد موته فی النوم،فقیل له ما حالک؟فقال:فی النار الا انه یخفف عنی کل لیلة اثنین وامص من بین اصبعی ماء بقدر هذا،واشار لرأس اصبعه وان ذلک باعتاقی لثویبة عند ما بشرتنی بولادة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وبارضاعها له ،فاذا کان ابولهب الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی فی النار بفرحه لیلة مولد النبی صلی اللّٰه علیه وسلم به،فما حال المسلم الموحد من امة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یسر بمولده ویبذل ما تصل الیه قدرته فی محبته صلی اللّٰه علیه وسلم؟لعمری انما یکون جزائه من اللّٰه الکریم ان یدخله بفضله جنات النعیم}(الحاوی للفتاویٰ ج۱ص۱۸۸-دارالکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾ پھر میں نے دیکھا کہ امام القرا حافظ ابوالخیر شمس الدین بن جزری:محمد بن محمد دمشقی (۷۵۱ھ-۸۳۳ھ)نے اپنی کتاب بنام''عرف التعریف بالمولد الشریف''میں فرمایا،ان کا قول یہ ہے۔

روایت آئی ہے کہ ابولہب کو اس کی موت کے بعد خواب میں دیکھا گیا،پس اس سے سوال کیا گیا کہ تیرا حال کیسا ہے؟اس نے جواب دیا: جہنم میں ہوں،مگر ہر پیر کی رات مجھ سے (عذاب کی)تخفیف کردی جاتی ہے،اور میں اپنی دوانگلیوں کے درمیان سے اتنا پانی چوستا ہوں، اور اپنی انگلی کے سرے کی طرف اشارہ کیا،اور یہ(تخفیف عذاب)میرے ثویبہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے ہے،جب اس نے مجھے حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کی خوشخبری سنائی،اور اسے ان کو دودھ پلانے کی وجہ سے۔

پس جب ابولہب کافر،جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا،اسے شب میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوشی منانے کے سبب جزا دی گئی تو پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت

میں سے مسلمان موحد کا کیا حال ہوگا، جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کی خوشی منائے، اور اپنی طاقت وقوت کے مطابق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں خرچ کرے۔ ضرور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کا بدلہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے جنت میں داخل فرمائے۔

صدی دوم

محفل میلاد کا آغاز کب ہوا؟

(۱) باب سوم میں ذکر میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق امام التابعین حضرت سیدنا حسن بصری (۲۱ھ-۱۱۰ھ) اور حضرت معروف بن فیروز کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۲۰۰ھ-۸۱۵ء) کے اقوال مرقوم ہوئے۔

(۲) امام شمس الدین محمد بن یوسف بن علی صالحی شامی (م ۹۴۲ھ-۱۵۳۶ء) نے لکھا: {قال الحافظ ابو الخیر السخاوی رحمه الله فی فتاویه: عمل المولد الشریف لم ینقل عن احد من السلف الصالح فی القرون الثلاثة الفاضلة، وانما حدث بعد، ثم لازال اهل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شهر مولده صلی الله علیه وسلم بعمل الولائم البدیعة المشتملة علی الامور البهجة الرفیعة ویتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات ویظهرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقرأة مولده الکریم ویظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم} (سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ﷺ ج۱ ص۳۶۳: دار الکتب العلمیہ بیروت)

〈ت〉 امام حافظ شمس الدین سخاوی قاہری: محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد (۸۳۱ھ-۹۰۲ھ-۱۴۲۷ء-۱۴۹۷ء) نے فرمایا: میلاد شریف کا عمل قرون ثلاثہ میں سلف صالحین میں کسی سے منقول نہیں، اور یہ بعد میں وجود پذیر ہوا، پھر ہمیشہ اہل اسلام تمام علاقوں اور بڑے شہروں میں ماہ میلاد النبی صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں خوش کن اور اعلیٰ امور پر مشتمل بے مثال دعوتیں کرتے رہے ہیں، اور اس ماہ مبارک کی راتوں میں قسم قسم کے صدقات، اور مسرت وشادمانی کا اظہار اور زیادہ نیک اعمال، اور مولود مبارک پڑھنے کا اہتمام کرتے رہے ہیں، اور میلاد شریف کی برکتوں سے (رب تعالیٰ کا) اہم فضل وکرم ان پر ظاہر ہوتا رہا ہے۔

توضیح: تاریخی قرائن سے یہی مستفاد ہوتا ہے کہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل کا آغاز مکہ معظّمہ ہی میں ہوا۔ اہل مکہ ہر سال ۱۲: ربیع الاول کو مکان ولادت اقدس کی زیارت کرتے تھے ۔حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ نفوس عالیہ ہر اس چیز کا حد درجہ احترام کرتے ،جس کا تعلق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہو، یہاں تک کہ اگر سفر میں کسی جگہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اونٹ بٹھایا تو وہاں صحابہ کرام بھی اپنے سفر میں اونٹ بٹھاتے۔شجر بیعت رضوان کا واقعہ مشہور ہے کہ حضرات صحابہ کرام اس سے برکت حاصل کرتے ۔صحابہ کرام کے ان احوال کو دیکھ کر یہی متبادر ہوتا ہے کہ ہر سال بارہویں ربیع الاول کو مکان ولادت اقدس کی زیارت کا رواج بھی عہد صحابہ سے ہی جاری رہا ہو، اور اسی کے ساتھ رفتہ رفتہ ذکر ولادت اقدس کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہو، اور یہ ذکر میلاد اقدس کا رواج بلاد اسلامیہ میں قائم ہو گیا ہو: واللہ تعالیٰ اعلم

جن روایتوں میں آیا کہ قرون ثلاثہ کے بعد محفل مولود کا آغاز ہوا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ قرون ثلاثہ کے بعد عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موقع پر دعوت وضیافت کا اہتمام ہونے لگا، جیسے کہا جاتا ہے کہ بادشاہ اربل سے محفل مولود کا آغاز ہوا، حالاں کہ اس سے قبل بھی مجلس مولود کا انعقاد ہوتا تھا۔ہاں، جس شان وشوکت کے ساتھ بادشاہ اربل نے مولود مبارک کے موقع پر دعوت وضیافت کا اہتمام وانتظام کیا، ایسی عظیم الشان دعوت پہلے دیکھنے میں نہیں آتی تھی ۔اب مجلس مولود یعنی ذکر ولادت اقدس وسیرت طیبہ کا بیان تو یہ کب سے جاری ہے، صحیح طور پر تحقیق نہ ہو سکی۔بعض روایت میں یہ بھی ہے کہ عہد رسالت سے جاری ہے۔

الحاصل جن روایتوں میں یہ ہے کہ فلاں شہر میں فلاں نے سب سے پہلے میلاد کی تقریب

منعقد کی تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ دعوت عام کا اہتمام کیا۔اس قسم کی اکثر روایتوں میں یہ صراحت موجود ہے کہ قرون ثلاثہ کے بعد عید میلا د النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موقع پر عظیم الشان دعوتوں کا اہتمام کیا جانے لگا۔مجمل روایتوں کو مفصل روایتوں پر قیاس کیا جائے گا۔عہد حاضر میں دعوتوں پر اختلاف نہیں، بلکہ مطلقاً ذکر ولادت اقدس پر اختلاف ہے،اسی مجلس کو محفل مولود کہا جاتا ہے،خواہ اس میں دعوت وضیافت ہو، یا نہ ہو۔

مکان ولادت اقدس کے پاس خلیفہ ہارون رشید والدہ ماجدہ خیزران (م ۱۷۳ھ) نے مسجد بنادی تھی۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد حضرت عقیل بن ابی طالب اس گھر میں رہنے لگے تھے۔ان کی اولاد میں سے کسی نے اس مکان کو حجاج بن یوسف ثقفی کے بھائی محمد بن یوسف کو بیچ دیا۔محمد بن یوسف ثقفی نے اس کو اپنے مکان ''دارالبیضا''میں شامل کر لیا، جب خلیفہ ہارون رشید کی والدہ حج کرنے گئی تو انہوں نے وہاں مسجد بنادی۔اس وقت سے سعودی حکومت کے قیام تک وہاں مسجد قائم رہی، پھر نجدیوں نے اسے منہدم کردیا اور اب وہاں ایک لائبریری ہے۔اس مکان کو مسجد بنانے کا مقصد یہ رہا ہو کہ لوگوں کو مکان ولادت اقدس کی زیارت میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔یہاں دوسری صدی ہجری میں مسجد بنائی گئی ہے۔

(۲) محدث ابن جوزی حنبلی: عبدالرحمٰن بن علی بن محمد جوزی قرشی بغدادی، ابوالفرج (۵۰۸ھ-۵۹۷ھ-۱۱۱۴ء-۱۲۰۱ء) نے لکھا: {**لازال اهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن و الشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبى صلى اللّٰه عليه وسلم ويفرحون بقدوم هلال شهر ربيع الاول ويغتسلون و يلبسون بالثياب الفاخرة ويتزينون بانواع الزينة ويتطيبون ويكتحلون وياتون بالسرور فى هذه الايام ويبذلون على الناس بما كان عندهم من المضروب و الاجناس ويهتمون اهتمامًا بليغًا على السماع والقرأة لمولد النبى صلى اللّٰه عليه وسلم وينالون بذلك اجرًا جزيلًا وفوزًا عظيمًا**}

(بیان المیلاد النبوی ص ۷۱- بزم میلاد النبی لاہور)

(ت) مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ، مصر، یمن، شام اور مشرق ومغرب تمام بلاد عرب کے باشندگان ہمیشہ سے محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرتے آئے ہیں۔ وہ ماہ ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوشیاں مناتے، غسل کرتے، عمدہ لباس پہنتے، زیب وزینت اور آرائش اختیار کرتے، خوشبو لگاتے، سرمہ لگاتے، اور ان دنوں خوب خوشی وشادمانی کا اظہار کرتے، اور ان کو جو کچھ نقد رقم اور غلہ وغیرہ میسر ہوتا، اسے لوگوں پر خرچ کرتے، اور ذکر میلاد پڑھنے اور سننے کا عمدہ انتظام کرتے، اور اس کے سبب عمدہ اجر وبڑی کامیابی حاصل کرتے۔

توضیح: محدث ابن جوزی چھٹی صدی ہجری میں فرما رہے ہیں کہ تمام ممالک اسلامیہ میں ہمیشہ سے میلاد مبارک کی محفلیں ہوتی رہی ہیں۔ اسی عہد میں علامہ ابن ظفر فرماتے ہیں کہ ان کے شیخ الشیخ حضرت نے سب سے پہلے جشن میلاد منائی۔ ساتویں صدی ہجری میں ابوشامہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جشن میلاد شیخ عمر موصلی (م ۵۷۰ھ) نے منایا۔ اس طرح ان اقوال میں تعارض وتضاد ظاہر ہے۔ دراصل تمام بلاد عرب میں ذکر میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھنے اور سننے کا رواج کب سے ہے، یہ معلوم نہ ہو سکا۔ اب پانچویں وچھٹی صدی ہجری میں محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موقع عظیم ضیافتوں کا اہتمام ہونے لگا۔ اسی کو علامہ ابن ظفر (۴۹۷ھ-۵۶۵ھ) اور امام ابوشامہ (۵۵۹ھ-۶۶۵ھ) نے بیان فرمایا کہ فلاں وفلاں نے پہلے کیا۔ ان دونوں کے اقوال آنے والے ہیں۔ مکہ معظّمہ کی محفل میلاد نبوی کا تذکرہ ابن جبیر (۵۴۰ھ-۶۱۴ھ) نے بھی اپنے سفرنامہ میں کیا ہے۔

چوں کہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی منانے کے طریقوں میں مسلسل تبدیلیاں آتی جا رہی تھیں، خطرہ تھا کہ ممنوعات بھی اس مبارک محفل میں شامل کر دی جائیں، اسی خطرہ کو دیکھتے ہوئے علما فرمانے لگے کہ جائز امور اگر انجام دیئے جائیں تو محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحیح اور برکات وحسنات کا ذریعہ ہے، اور ممنوعات کی شمولیت کے سبب وہ ممنوع قرار پا سکتی ہے۔ امت مسلمہ کو راہ راست پر قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ کسی امر کے فوائد اور قیود بھی بیان کیے جائیں، ورنہ لوگ اس میں ناجائز اور غلط امور کو شامل کر دیں گے۔

زیارت مکان ولادت اقدس اور محفل میلاد

(۱) ابن جبیر: محمد بن احمد بن جبیر، ابوالحسین کنانی اندلسی (۵۴۰ھ-۶۱۴ھ-۱۱۴۵ء-۱۲۱۷ء)

نے لکھا: {ومن مشاهدها الكريمة ايضًا مولد النبى صلى الله عليه وسلم والتربة الطاهرة التى هى اول تربة مست جسمه الطاهر، بنى عليه مسجد، لم ير احفل بناء منه، اكثره ذهب منزل به-والموضع المقدس الذى سقط فيه صلى الله عليه وسلم ساعة الولادة السعيدة المباركة التى جعلها اللّٰه رحمةً للامة اجمعين محفوف بالفضة، فيا لها تربة شرفها اللّٰه بان جعلها مسقط اطهر الاجسام ومولد خير الانام، صلى اللّٰه عليه وعلٰى آله واهله واصحابه الكرام و سلم تسليمًا-يفتح هذا الموضع المبارك فيدخله الناس كافة متبركين فى شهر ربيع الاول ويوم الاثنين منه، لانه كان شهر مولد النبى صلى الله عليه و سلم وفى اليوم المذكور ولد صلى الله عليه وسلم و تفتح المواضع المقدسة المذكورة كلها وهو يوم مشهور بمكة دائمًا}

(رحلۃ ابن جبیر ص ۹۱، ۹۲ - دار صادر بیروت)

〈ت〉 مکہ معظّمہ کی مقدس زیارت گاہوں میں سے مکان ولادت نبوی، اور زمین کا وہ پاکیزہ حصہ بھی ہے، جس کو سب سے قبل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم پاک کو مس کرنے کا فضل حاصل ہوا، وہاں مسجد تعمیر کر دی گئی ہے۔اس سے زیادہ خوبصورت (صیقل شدہ) تعمیر نظر نہیں آتی ۔اس کے اکثر حصوں میں سونا لگایا گیا ہے، اور وہ مقدس مقام جہاں ولادت مبارکہ کے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے ،جس وقت سعید کو رب تعالیٰ نے ساری مخلوق کے لیے وقت رحمت بنا دیا، اس مقام ولادت کو چاندی سے مزین کر دیا گیا ہے، پس کیا ہی شرف وعزت والی ہے وہ زمین جسے اللہ تعالیٰ نے تمام جسموں سے پاکیزہ جسم اور ساری مخلوق سے افضل واعلیٰ کی جلوہ گاہ وولادت گاہ بنایا۔رحمت کاملہ نازل ہو، ان پر اور ان کی آل پاک

واہل بیت اطہار اوران کے صحابہ کرام پر، اور خوب سلامتی نازل ہو۔

ماہ ربیع الاول میں پیر کے دن یہ مقام مقدس کھول دیا جاتا ہے، پس سارے لوگ یہاں جا کر برکت حاصل کرتے ہیں، اس لیے کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کا مہینہ ہے، اور مذکورہ دن (پیر کے دن) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے، اوراس دن مذکورہ تمام مقامات مقدسہ کھول دیئے جاتے ہیں، اور یہ دن ہمیشہ مکہ میں مشہور دن رہا ہے۔

توضیح: ابن جبیر اپنے سفر سیاحت کے دوران سال ۵۷۹ھ مطابق ۱۱۸۳ء و ۱۱۸۴ء میں مکہ معظمہ پہنچے، اور قریباً آٹھ ماہ تک وہاں قیام پذیر رہے۔ ثابت ہوا کہ چھٹی صدی ہجری میں مکہ معظمہ میں میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل مکان ولادت اقدس کے پاس انتہائی شان وشوکت کے ساتھ منعقد ہوتی، اور یہ عمل بہت پہلے سے مکہ معظمہ میں جاری تھا۔

(۴) ابن جبیر اندلسی نے لکھا: **{فكانت مدة مقامنا بمكة قدسها الله من يوم وصولنا اليها وهو يوم الخميس الثالث عشر لربيع الأخر من سنة تسع وسبعين الٰى يوم اقلاعنا من الزاهر وهو يوم الخميس الثانى والعشرين لذى الحجة من السنة المذكورة ثمانية اشهر وثلث شهر التى هى بحسب الزائد والناقص من الاشهرمئتا يوم اثنتان وخمسة واربعون يومًا سعيدات مباركات}**

(رحلۃ ابن جبیر ص ۱۶۱ - دار صادر بیروت)

(ت) پس مکہ معظمہ (اللہ تعالیٰ اس کو مقدس بنائے) میں ہمارے قیام کی مدت، وہاں ہمارے پہنچنے کے دن، جمعرات ۱۳: ربیع الآخر ۵۷۹ھ سے، مقام زاہر سے ہمارے رخصت ہونے کے دن، جمعرات ۲۲: ذی الحجہ ۵۷۹ھ تک آٹھ ماہ اور ایک مہینہ کی تہائی ہوئی، جو مہینوں کے زائد و ناقص (یعنی ۳۰، و۲۹ دن) کے اعتبار سے دوسو پینتالیس مبارک ومسعود ایام ہوئے۔

(۲) امام ابوطیب مکی حسنی فاسی: محمد بن احمد بن علی، تقی الدین (۷۷۵ھ-۸۳۲ھ-۱۳۷۳ء-۱۴۲۹ء) نے تحریر فرمایا:

{ومن ذلك مسجد بسوق الليل قرب مولد النبى صلى الله عليه وسلم يقال

لہ"المختبأ"یزورہ الناس کثیرًا فی صبیحۃ الیوم الثانی عشر من شھر ربیع الاول من کل سنۃ}(شفاء الغرام باخبار البلد الحرام ج اص ۳۴۶ -دار الکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾اور انہی نشانیوں میں سے حضور اقدس حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان میلاد کے قریب سوق اللیل میں ایک مسجد ہے جس کو"مختبا"کہا جاتا ہے۔لوگ ہر سال ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کی صبح کو کثرت کے ساتھ اس کی زیارت کرتے ہیں۔

(۳) امام ابن ضیا بہاء الدین ابوالبقاصاغانی: محمد بن احمد بن ضیا محمد مکی حنفی قرشی (۷۸۹ھ-۸۵۴ھ-۱۳۸۷ء-۱۴۵۰ء) نے لکھا:{ومن ذلک مسجد بسوق اللیل بقرب مولد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقال لہ"المختبیٰ"یزورہ الناس کثیرًا فی صبیحۃ الیوم الثانی عشر من شھر ربیع الاول من کل سنۃ}

(تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام والمدینۃ ج اص ۱۸۰-دار الکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾اور انہی نشانیوں میں سے حضور اقدس سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان میلاد کے قریب سوق اللیل میں ایک مسجد ہے جس کو"مختبا"کہا جاتا ہے۔لوگ ہر سال ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کی صبح کو کثرت کے ساتھ اس کی زیارت کرتے ہیں۔

(۴) جمال الدین،ابن ظہیرہ: محمد بن محمد بن ابی بکر بن علی بن ظہیرہ مکی مخزومی حنفی (م۹۸۶ھ-۱۵۷۸ء) نے لکھا:{وجرت العادۃ بمکۃ فی لیلۃ الثانی عشر من ربیع الاول فی کل عام،ان قاضی مکۃ الشافعی یتھیأ لزیارۃ ھذا المحل الشریف بعد صلوۃ المغرب فی جمع عظیم،منھم الثلاثۃ القضاۃ واکثر الاعیان من الفقھاء و الفضلاء وذوی البیوت بفوانس کثیرۃ وشموع عظیمۃ و زحام عظیم......تقدم خطبۃ مناسبۃ للمقام}(الجامع اللطیف ص ۲۸۵-مکتبۃ الثقافۃ الدینیہ،بورسعید)

﴿ت﴾ہر سال مکہ معظّمہ میں بارہویں ربیع الاول کی رات کو یہ معمول جاری ہے کہ قاضی مکہ جو شافعی المذہب ہیں،وہ مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ مکان ولادت اقدس کی زیارت کو جاتے ہیں۔ان میں تینوں مذاہب (حنفی،ملکی وحنبلی) کے قاضی،اکثر فقہا و

فضلا اور اہل شہر کثرت کے ساتھ فانوس اور بڑی شمعوں کے ساتھ اور کثیر ازدحام کے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔......وہاں ولادت اقدس کے موضوع پر خطبہ دیا جاتا ہے۔

(۵)امام قطب الدین حنفی مکی: محمد بن احمد بن محمد بن قاضی خاں محمود نہروالی (م ۹۸۸ھ-۱۵۸۰ء) نے لکھا: {ویستجاب الدعاء فی مولد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو موضع مشھور یزار الی الاٰن ومن لحفہ مسجد یصلی فیہ ویکون فی کل لیلۃ اثنین فیہ جمعیۃ یذکرون اللّٰہ ویزار فی اللیلۃ الثانیۃ عشر من شھر ربیع الاول فی کل عام فیجتمع الفقھاء والاعیان علی نظام المسجد الحرام والقضاۃ الاربعۃ بمکۃ المشرفۃ بعد صلوۃ المغرب بالشموع الکثیرۃ والمفرغات و الفوانیس والمشاعل وجمیع المشائخ مع طوائفھم بالاعلام الکثیرۃ و یخرجون من المسجد الی سوق اللیل ویمشون فیہ الی محل مولد الشریف بازدحام ویخطب فیہ شخص}(الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام ص ۳۵۵،۳۵۶)

〈ت〉حضور اقدس سرور عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت گاہ کے پاس دعا قبول ہوتی ہے،اور یہ مشہور مقام ہے،جس کی آج تک زیارت کی جاتی ہے،اوراس کے ساتھ ایک مسجد ہے ،وہاں نماز پڑھی جاتی ہے،اور یہاں ہر پیر کی رات (شب میلاد اقدس) محفل ہوتی ہے جس میں لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ہر سال بارہویں ربیع الاول کی رات مکان ولادت اقدس کی زیارت کی جاتی ہے،پس فقہا،مسجد حرام کے ذمہ داران،مکہ معظّمہ کے چاروں مذاہب کے قاضی بے شمار شمعوں ، فانوسوں اور مشعلوں کے ساتھ اور تمام مشائخ اپنی جماعتوں کے ساتھ بے شمار جھنڈے لے کر مغرب کی نماز کے بعد جمع ہوتے ہیں،اور مسجد حرام سے سوق اللیل کی طرف روانہ ہوتے ہیں اور ہجوم کے ساتھ چل کر مکان ولادت اقدس کے پاس آتے ہیں،اور وہاں ایک شخص خطاب کرتا ہے۔

(۶)محقق علی الاطلاق علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ) نے تحریر فرمایا:

{قیل لاثنتی عشرۃ وھو المشھور،وعلیہ عمل اھل مکۃ فی زیارتھم موضع

مولده صلی اللّٰہ علیه وسلم فی هذا الوقت–قال الطیبی: اتفقوا علیٰ انه ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول}(ما ثبت بالسنۃ ص ۷۵-مطبع مجتبائی دہلی)

〈ت〉ایک قول ہے کہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو حضور اقدس شفیع کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی، اور یہی مشہور ہے، اور اسی وقت میں مکان میلاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے سلسلہ میں اہل مکہ کا عمل ہے، اور محدث شرف الدین طیبی شارح مشکوۃ المصابیح (م۷۴۳ھ) نے فرمایا: علما کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور اقدس سرور دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن بارہویں ربیع الاول کو جلوہ افروز ہوئے۔

(۷) امام المحدثین فی الہند شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ) نے تحریر فرمایا:

''وقول اول اشہر واکثر است، وعمل اہل مکہ بریں ست، وزیارت کردن ایشاں موضع ولادت شریف را دریں شب وخواندن مولود وآنچہ از آداب واوضاع آنست، در شب دوازدہم ودر روز دوشنبہ بودہ''۔(مدارج النبوت جلد دوم ص ۲۰-منشی نول کشور: لکھنو)

〈ت〉لیکن پہلا قول یعنی بارہ ربیع الاول کا زیادہ مشہور واکثری ہے، اسی پر اہل مکہ کا عمل ہے۔ ولادت شریفہ کے مقام کی زیارت اسی رات کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھتے ہیں اور آداب و رسوم بجالاتے ہیں۔ یہ ولادت مبارکہ بارہویں ربیع الاول کی رات کو دوشنبہ کے دن واقع ہوئی۔

(۸) ابو مدین بن احمد بن محمد بن عبد القادر بن علی فاسی (م۱۱۳۲ھ) نے لکھا:

{قال ابن اسحق: لاثنتی عشرة لیلة مضت منه–وقال ابن کثیر: هو المشهور عند الجمهور–وبالغ بعضهم فنقل فیه الاجماع–وهو الذی علیه اهل مکة فی زیارة موضع مولده فی هذا الوقت}

(مستعذب الاخیار باطیب الاخبار ج۱ ص ۷۲-دار الکتب العلمیہ بیروت)

〈ت〉محمد بن اسحاق نے فرمایا: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو ہوئی، اور ابن کثیر نے کہا کہ یہی تاریخ جمہور کے یہاں مشہور ہے، اور بعض حضرات نے آگے بڑھ کر اس بارے میں اجماع نقل کیا، اور یہی تاریخ ہے جس پر اس وقت میں

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکان میلاد کی زیارت کے بارے میں اہل مکہ معظّمہ کا عمل ہے۔

مکان ولادت میں مسجد کب تعمیر ہوئی؟

(۴) جمال الدین، ابن ظہیرہ: محمد بن محمد بن ابی بکر بن علی بن ظہیرہ مکی مخزومی حنفی (م ۹۸۶ھ-۱۵۷۸ء) نے لکھا: {اما المواليد فمنها وهو اجلها مولد سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فنبدأ به وهو بمكة فى المكان المعروف بسوق الليل مشهور بمولد النبى صلى الله عليه وسلم، وكان عقيل بن ابى طالب قد استولى عليه زمن الهجرة وفيه وفى غيره اشار صلى الله عليه وسلم بقوله فى حجة الوداع ،وهل ترك لنا عقيل ظل او منزل، ولم يزل بيد عقيل وولده حتى باعه بعضهم من محمد بن يوسف الثقفى اخى الحجاج فادخله فى داره التى يقال لها البيضاء ولم يزل كذلك حتى حجت الخيزران ام الخليفتين الهادى العباسى واخيه هارون الرشيد فاخرجته وجعلته مسجدًا يصلى فيه وكون هذا المكان مولده صلى الله عليه وسلم مشهور متوارث يأثره الخلف عن السلف}

(الجامع اللطیف ص ۲۸۵ - مکتبۃ الثقافۃ الدینیہ بورسعید)

〈ت〉 لیکن (مکہ معظّمہ کی) ولادت گاہیں، پس ان میں سب سے افضل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکان ولادت ہے، تو ہم اسی سے شروع کرتے ہیں، اور وہ مکہ مکرمہ کے سوق اللیل میں مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے مشہور مقام ہے۔ ہجرت کے زمانہ میں حضرت عقیل بن ابی طالب نے اس پر قبضہ کرلیا، اور اس مکان و دیگر مکان کے بارے میں حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے قول سے اشارہ فرمایا کہ کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی سایہ یا کوئی گھر چھوڑا؟ (یعنی سب کچھ لے لیا) اور وہ مکان عقیل اور ان کے بیٹے کے قبضے میں رہا، یہاں تک کہ ان کے کسی بیٹے نے اس کو حجاج بن یوسف ثقفی کے بھائی محمد بن یوسف ثقفی کو بیچ دیا، پس اس نے اسے اپنے گھر میں شامل کرلیا، جسے ''البیضاء'' کہا جاتا تھا،

اور وہ گھر اسی طرح (ثقفی کے قبضہ میں) رہا، یہاں تک کہ خلیفہ ہادی عباسی اور خلیفہ ہارون رشید کی والدہ خیزران نے حج کیا، پس اس نے اسے نکال کر مسجد بنا دیا، اس میں نماز پڑھی جاتی ہے، اور اس مکان کا مقام ولادت اقدس ہونا سلف وخلف کے درمیان مشہور ومتوارث ہے۔

توضیح: خیزران (م ۱۷۳ھ-۷۸۹ء) خلیفہ مہدی عباسی کی بیوی، اور خلیفہ ہادی عباسی اور خلیفہ ہارون رشید کی والدہ ہے۔ اس نے مکان ولادت اقدس کو مسجد بنا دیا، یعنی دوسری صدی ہجری میں وہاں مسجد تعمیر ہوچکی تھی۔ ہارون رشید کی والدہ ماجدہ خیزران صاحب فقہ وتقویٰ تھیں۔ اس نے امام اوزاعی کے پاس علم فقہ سیکھا تھا۔

(۲) امام ابن ضیا بہاء الدین مکی حنفی قرشی (۷۸۹ھ-۸۵۴ھ) نے لکھا:{ومنها الموضع الذی یقال له مولد النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وهو عند اهل مکة مشهور فی الموضع المعروف بسوق اللیل-قال الازرقی: البیت الذی ولد فیه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم هو فی دار محمد بن یوسف، کان عقیل بن ابی طالب اخذه حین هاجر النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وفیه وفی غیره یقول النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم عام حجة الوداع"وهل ترک لنا عقیل من ظل"فلم یزل بیده و بید ولده حتی باعه ولده من محمد بن یوسف اخ الحجاج فادخله فی داره التی یقال لها البیضاء ثم تعرف بدار ابن یوسف فلم یزل ذلک البیت فی الدار حتی حجت الخیزران ام الخلیفتین موسی الهادی وهارون الرشید فجعلته مسجدًا تصلی فیه واخرجته من الدار واشرعته فی الزقاق الذی علیٰ اصل تلک الدار، یقال له: زقاق المولد-قال الازرقی: سمعت جدی ویوسف بن محمد یثبتان امر المولد وانه ذلک البیت، لااختلاف فیه عند اهل مکة}

(تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام والمدینۃ ج ا ص ۸۹- دار الکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾ اور اسی میں سے وہ جگہ ہے جس کو مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جاتا ہے، اور وہ اہل مکہ کے یہاں سوق اللیل میں مشہور مقام ہے۔ ازرقی: محمد بن عبد اللہ بن احمد بن محمد بن ولید بن

عقبہ بن ازرق یمنی مکی، مؤلف ''اخبار مکۃ وما جاء فیہا من الآثار'' (م۲۵۰ھ) نے کہا: وہ گھر جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی، وہ محمد بن یوسف کے مکان میں ہے۔عقیل بن ابی طالب نے اس گھر کو لے لیا تھا، جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت فرما گئے۔

حضور اقدس نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس گھر اور دیگر امر سے متعلق حجۃ الوداع کے سال فرماتے ہیں۔کیا ہمارے لیے عقیل نے کوئی سایہ چھوڑا؟ (یعنی کچھ نہیں چھوڑا) پس یہ گھر عقیل بن ابی طالب اور اس کے بیٹے کے قبضہ میں رہا، یہاں تک کہ اس کے بیٹے نے اس کو حجاج بن یوسف ثقفی کے بھائی محمد بن یوسف ثقفی کو بیچ دیا، پس اس نے اس کو اپنے مکان میں داخل کر لیا، جس کو بیضا کہا جاتا تھا، پھر وہ دار ابن یوسف سے مشہور ہوا، پس وہ گھر دار ابی یوسف میں رہا، یہاں تک کہ خلیفہ ہادی عباسی وخلیفہ ہارون رشید کی ماں خیزران (م۱۷۳ھ-۷۸۹ء) نے حج کیا، پس اس نے اس کو مسجد بنا دیا، اس میں نماز پڑھی جاتی ہے، اور اس کو دار محمد بن یوسف سے نکال دیا اور اس مسجد کے لیے اس گلی میں راستہ بنایا جو اس گھر کے پاس ہے۔اس کو ''زقاق مولد'' کہا جاتا ہے۔ازرقی نے کہا کہ میں نے اپنے دادا اور یوسف بن محمد سے سنا کہ وہ دونوں مکان ولادت کو ثابت کرتے تھے اور یہ وہی گھر ہے۔اہل مکہ کے یہاں اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(۳) ابو یوسف یعقوب بن سفیان فسوی (م۲۷۷ھ) نے سال ۱۷۱ھ کے بارے میں لکھا:

{وفیہا اعتمرت الخیزران ام ہارون فی شہر رمضان وجاورت الی ان حجت}

(المعرفۃ والتاریخ ج۱ص۱۶۲-مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

〈ت〉 اسی سال خلیفہ ہارون رشید کی والدہ ماجدہ خیزران بنت عطا نے ماہ رمضان میں عمرہ کیا، اور وہیں قیام پذیر رہی، یہاں تک کہ حج ادا کی۔

صدی سوم

باب سوم میں امام مجتہد حضرت محمد بن ادریس شافعی (۱۵۰ھ-۲۰۴ھ)، حضرت سری سقطی

:ابوالحسن سری بن مغلس بغدادی (م ۲۵۳ھ-۸۶۷ء)اور حضرت جنید بغدادی: جنید بن محمد بن جنید خراز،ابوالقاسم (م ۲۹۷ھ-۹۱۰ھ) (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کے اقوال میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل سے متعلق مذکور ہوئے۔

صدی چہارم

اس عہد میں بھی مومنین صالحین ،حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد اقدس اپنے طور پر مناتے ،لیکن اس عہد میں مروجہ طریقے پر جشن میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منانے کا رواج نہیں تھا۔رفتہ رفتہ پانچویں صدی آئی ،اور میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت ہی شان وشوکت کے ساتھ منایا جانے گا، پھرشاہ مظفرالدین نے اسے خوب فروغ بخشا۔

صدی پنجم

شاہ اربل سے قبل میلاد کی دھوم دھام

(۱)امام محمد بن یوسف صالحی شامی شافعی (م ۹۴۲ھ) نے لکھا:{قال العلامة ابن ظفر رحمه اللّٰه تعالی-بل فی الدر المنتظم:وقد عمل المحبون للنبی صلی اللّٰه علیه و سلم فرحًا بمولده الولائم فمن ذلک ما عمله بالقاهرة المعزية من الولائم الكبار الشيخ ابو الحسن المعروف بابن قفل قدس اللّٰه تعالٰی سره،شيخ شيخنا ابی عبد اللّٰه محمد بن النعمان-وعمل ذلک قبل جمال الدين العجمی الهمذانی وممن عمل ذلک علٰی قدر وسعه يوسف الحجار بمصر و قد رأی النبی صلی اللّٰه عليه وسلم و هو يحرض يوسف المذكور علٰی عمل ذلک}(سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ص ۳۶۳-دارالکتب العلمیہ بیروت)

﴿ت﴾علامہ ابن ظفر مالکی: محمد بن عبداللہ بن ابی محمد بن محمد بن ظفر صقلی مکی ،ابوعبداللہ(۴۹۷ھ-

۵۶۵ھ-۱۱۰۴ء-۱۱۷۰ء) نے فرمایا: الدر المنتظم میں ہے کہ حضور اقدس سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کی خوشی میں دعوتیں کی ہیں، پس انہی دعوتوں میں سے وہ ہے جو قاہرہ میں بڑی دعوتوں میں سے ایک بڑی دعوت ہمارے شیخ ابوعبداللہ محمد بن نعمان کے شیخ، حضرت شیخ ابوالحسن معروف بہ ''ابن قفل'' نے کیا ،اوران سے قبل یہ دعوت جمال الدین عجمی ہمدانی نے کی، اور جنہوں نے اپنی وسعت کے مطابق دعوت کی، ان میں سے یوسف حجار ہیں مصر میں، انہوں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوسف حجار کو اس عمل (دعوت بموقع میلادنبوی) کی ترغیب فرما رہے تھے۔

(۲) امام شمس الدین محمد بن یوسف بن علی بن یوسف صالحی شامی شافعی (م۹۴۲ھ) نے لکھا:

{قال: وسمعت شيخنا ابا عبد الله بن ابى محمد النعمان يقول: سمعت الشيخ ابا موسى الزرهونى يقول: رأيت النبى صلى الله عليه وسلم فى النوم فذكرت له ما يقوله الفقهاء فى عمل الولائم فى المولد: فقال صلى الله عليه وسلم: ''من فرح بنا فرحنا به''}

(سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ﷺ ج ا ص ۳۶۳-دارالکتب العلمیہ بیروت)

〈ت〉 علامہ ابن ظفر (۴۹۷ھ-۵۶۵ھ) نے فرمایا: میں نے اپنے شیخ ابوعبداللہ بن ابی محمد نعمان کو فرماتے سنا۔ میں نے شیخ ابوموسیٰ زرہونی کو فرماتے سنا کہ میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی، تو میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا ذکر کیا جو فقہا میلاد شریف کے موقع پر دعوتوں سے متعلق کہتے ہیں، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو ہم سے خوش ہوا، ہم اس سے خوش ہوئے''۔

توضیح: بادشاہ اربل مظفرالدین کوکبوری (۵۴۹ھ-۶۳۰ھ) سے قبل بھی عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت دھوم دھام سے منائی جاتی تھی۔ ہاں، بادشاہوں میں شاہی طرز پر سب سے پہلے عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیع طرز پر انتظام واہتمام شاہ اربل نے کیا۔

جمال الدین عجمی ہمدانی، شیخ ضیاء الدین ابوالحسن علی بن ابوالقاسم بن غزی، ابن قفل اور شیخ ابوموسیٰ زرہونی کی تاریخ وفات معلوم نہ ہوسکی، قرین قیاس یہی ہے کہ یہ حضرات پانچویں صدی ہجری کے ہیں، کیوں کہ علامہ ابن ظفر کی وفات سال ۵۶۵ھ میں ہوئی، اور شیخ ابوالحسن ابن قفل ان کے شیخ کے شیخ ہیں، اور جمال الدین ہمدانی عجمی نے شیخ ابن قفل سے بھی قبل یہ دعوت کی ہے۔ ان قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں پانچویں صدی ہجری کے ہیں۔ شیخ ابوموسیٰ زرہونی سے علامہ ابن ظفر کے شیخ نے روایت کی۔ ظاہری قرینہ دلالت کرتا ہے کہ شیخ زرہونی بھی پانچویں صدی کے ہیں۔

علامہ ابن ظفر نے یہ نہیں لکھا کہ سب سے پہلے ان حضرات نے محفل مولود منعقد کی ہے، بلکہ یہ بتایا کہ میلا دالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موقع پر دعوت وضیافت کا اہتمام ان حضرات نے سب سے پہلے کیا۔ محفل مولود کا آغاز کب سے ہوا، یقینی طور پر بتایا نہیں جاسکتا۔ قرائن سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عہد تابعین، یا اس کے کچھ بعد سے ہی مکہ معظّمہ میں مکان ولادت اقدس کے پاس بارہویں ربیع الاول کو میلاد مبارک کا بیان اور زیارت اقدس ہوتی رہی ہے۔

صدی ششم

موصل میں جشن میلا دالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۱) ابوشامہ: عبدالرحمٰن بن اسماعیل بن ابراہیم مقدسی دمشقی، ابوالقاسم شہاب الدین (۵۹۹ھ-۶۶۵ھ-۱۲۰۲ء-۱۲۶۷ء) نے لکھا: {ومن احسن ما ابتدع فی زماننا من هذا القبيل ما كان يفعل بمدينة اربل جبرها الله تعالى كل عام فی اليوم الموافق ليوم مولد النبی صلى الله عليه وسلم من الصدقات والمعروف و اظهار الزينة والسرور -فان ذلک مع ما فيه من الاحسان الى الفقراء مشعر بمحبة النبی صلى الله عليه وسلم وتعظيمه وجلالته فی قلب فاعله وشكر الله تعالى علىٰ ما من به من

ایجاد رسوله الذی ارسله رحمة للعالمین صلی اللّٰه علیه وسلم وعلیٰ جمیع المرسلین وکان اول من فعل به ذلک بالموصل الشیخ عمر بن محمد الملا احد الصالحین المشهورین وبه اقتدی فی ذلک صاحب اربل وغیره رحمهم اللّٰه تعالیٰ} (الباعث علی انکار البدع والحوادث ج۱ص۲۴-دارالہدیٰ: قاہرہ)

〈ت〉 اور بدعات حسنہ میں سے وہ ہے، جو ہمارے اس زمانے میں شہر اربل (اللہ اس کی حفاظت فرمائے) میں ہر سال یوم میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موقع پر کیا جاتا ہے، یعنی صدقات، نیک کام اور زینت وآرائش وخوشی وشادمانی کا اظہار، اس لیے کہ اس میں فقرا کے ساتھ احسان کے علاوہ یہ اس کے فاعل کے دل میں حضور اقدس سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت، اور ان کی تعظیم وشان وشوکت کو بتانے والا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے، اپنے اس رسول کی تخلیق پر جن کو سارے جہاں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ اور سلامتی نازل ہو اس رسول پر اور تمام رسولوں پر، اور موصل میں سب سے پہلے یہ عمل مشہور صالحین میں ایک، شیخ عمر بن محمد ملا (م۵۷۰ھ-۱۱۷۴ء) نے انجام دیا، اور شاہ اربل وغیرہ نے اس امر میں انہیں کی پیروی کی۔

توضیح: شیخ عمر بن محمد بن خضر اربلی موصلی، ابوحفص، معین الدین، المعروف بہ ملا، شیخ موصل (م۵۷۰ھ-۱۱۷۴ء)۔ شیخ عمر ملا کی ایک تصنیف ''وسیلۃ المتعبدین فی سیرۃ سید المرسلین'' (علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) کئی جلدوں میں ہے۔ شیخ عمر ملا نے موصل میں سب سے پہلے ضیافت عام کی تھی۔ ایسا نہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے انہوں نے یہ دعوتی کی تھی۔ علامہ ابن ظفر نے شیخ ابن قفل اور جمال الدین عجمی ہمدانی اور یوسف حجار مصری وغیرہم کا ذکر کیا، یہ تمام شیخ عمر ملا موصلی سے پہلے کے ہیں۔ ان حضرات کے اہتمام دعوت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شاہ مظفر الدین (شاہ اربل) نے مجلس مولود النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شاہی طور پر پہلی بار منایا، لیکن ان سے قبل بھی صالحین انتہائی اداب واحترام اور شان واہتمام کے ساتھ مولود النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مناتے آئے ہیں: (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

صدی ہفتم

شاہ اربل نے جشن میلاد کب شروع کیا؟

(ا)ابن خلکان (۶۰۸ھ-۶۸۱ھ) نے حافظ ابوالخطاب ابن دحیہ کلبی کے بارے میں لکھا:

{وقدم مدينة اربل فی سنة اربع وست مائة،وهو متوجه الٰی خراسان،فرأى صاحبها الملك المعظم مظفر الدين بن زين الدين رحمه اللّٰه تعالٰی مولعًا بعمل مولد النبی صلی اللّٰه علیه وسلم عظیم الاحتفال به،کما هو مذكور فی ترجمته فی حرف الكاف من هذا الكتاب،فعمل له كتابا سماه"كتاب التنوير فی مولد السراج المنير"وقرأه عليه بنفسه،وسمعناه على الملك المعظم فی ست مجالس فی جمادى الأخرة سنة خمس وعشرين وست مائة}

(وفیات الاعیان ج۳ص۴۴۹-دارصادر بیروت)

﴿ت﴾حافظ ابن دحیہ کلبی اندلسی (۵۴۴ھ-۶۳۳ھ) خراسان جاتے ہوئے سال ۶۰۴ھ میں اربل آئے۔انہوں نے شاہ اربل ملک معظم مظفر الدین بن زین الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کو میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان محفل کرنے کا خواہش مند پایا،جیسا کہ اس کتاب کے باب کاف میں مذکور ہے،پس امام ابن دحیہ کلبی نے ان کے لیے ایک کتاب بنام ''کتاب التنویر فی مولد البشیر النذیر'' تحریر فرمائی۔انھوں نے خود یہ کتاب شاہ اربل کو پڑھ کر سنائی،اور ہم نے جمادی الاخریٰ ۶۲۵ھ میں سلطان کے ساتھ اس کتاب کو چھ نشستوں میں سنا۔

توضیح:شاہ اربل نے کب سے جشن میلاد شروع کیا،اس کی صحیح تاریخ معلوم نہ ہوسکی،لیکن عبارت مذکورہ بالا سے واضح ہوجاتا ہے کہ شہر اربل میں سال ۶۰۴ھ میں شاہ اربل جشن میلاد منا رہے تھے،کہ حافظ ابن دحیہ خراسان جاتے ہوئے اربل پہنچے،اورانہوں نے میلاد کی کتاب تحریر فرمائی۔

شاہ مظفر الدین سال ۵۸۶ھ سے اپنی موت ۶۳۰ھ تک اربل کے حکمراں تھے۔

شاہ اربل کے جشن میلاد کا آنکھوں دیکھا حال

(۱) قاضی القضاۃ شمس الدین ابن خلکان: احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر ابن خلکان، ابو العباس برمکی اربلی شافعی (۶۰۸ھ-۶۸۱ھ-۱۲۱۱ء-۱۲۸۲ء) نے تحریر فرمایا:

{واما احتفاله بمولد النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فان الوصف یقصر عن الاحاطة به،لکن نذکر طرفا منه،وهو ان اهل البلاد کانوا قد سمعوا بحسن اعتقاده فیه، فکان فی کل سنة یصل الیه من البلاد القریبة من اربل مثل بغداد والموصل و الجزیرة وسنجار ونصیبین وبلاد العجم وتلک النواحی خلق کثیر من الفقهاء والصوفیة و الوعاظ والقراء والشعراء،ولا یزالون یتواصلون من المحرم الٰی اوائل شهر ربیع الاول ویتقدم مظفر الدین بنصب قباب من الخشب، کل قبة اربع اوخمس طبقات ویعمل مقدار عشرین قبة واکثر،منها قبة له والباقی للامراء واعیان دولته،لکل واحد قبة.

فاذا کان اول صفر زینوا تلک القباب بانواع الزینة الفاخرة المستجملة و قعد فی کل قبة جوق من المغانی،وجوق من ارباب الخیال ومن اصحاب الملاهی ولم یترکوا طبقة من تلک الطباق فی کل قبة حتی رتبوا فیها جوقا وتبطل معایش الناس فی تلک المدة وما یبقی لهم شغل الا التفرج والدوران علیهم وکانت القباب منصوبة من باب القلعة الٰی باب الخانقاه المجاورة للمیدان،فکان مظفر الدین ینزل کل یوم بعد صلاة العصر ویقف علٰی قبة قبة الٰی آخرها ویسمع غنائهم و یتفرج علٰی خیالاتهم وما یفعلونه فی القباب و یبیت فی الخانقاه ویعمل السماع ویرکب عقیب صلاة الصبح یتصید،ثم یرجع الی القلعة قبل الظهر،هکذا یعمل کل یوم الی لیلة المولد.

وکان یعمله سنة فی ثامن الشهر وسنة فی الثانی عشر لاجل الاختلاف الذی

فيـه،فـاذا كـان قبـل الـمولد بيومين اخرج من الابل والبقرة والغنم شيئا كثيرا زائـدا عـن الوصف وزفها بجميع ما عنده من الطبول والمغانى والملاهى حتى يـأتـى بهـا الـى الـميـدان ثـم يشـرعون فى نحرها وينصبون القدور ويطبخون الالـوان الـمـختـلـفة فـاذا كـانـت ليـلة المولد عمل السماعات بعد ان يصلى الـمـغـرب فى القلعة ثم ينزل وبين يديه من الشموع المشتعلة شىء كثير وفى جـمـلتهـا شمعتان اواربع اشك فى ذلك،من الشموع الموكبية التى تحمل كـل واحـدة مـنهـا على بغل ومن ورائهارجل يسندها وهى مربوطة على ظهر البغل حتى ينتهى الى الخانقاه.

فـاذا كـان صبيـحة يـوم الـمـولد انزل الخلع من القلعة الى الخانقاه علٰى ايدى الـصـوفية على يد كل شخص منهم بقجة،وهم متتابعون كل واحد وراء الاٰخر فيـنـزل مـن ذلك شـىء كثيـر لا اتـحقق عدده،ثم ينزل الى الخانقاه وتجتمع الاعيـان والرؤساء وطائفة كبيرة من بياض الناس وينصب كرسى للوعاظ وقد نـصـب لـمـظفر الدين برج خشب له شبابيك الى الموضع الذى فيه الناس و الـكـرسـى و شبـابيـك اُخر للبرج ايضًا الى الميدان وهو ميدان كبير فى غاية الاتسـا ع ويجتمع فيه الجند ويعرضهم ذلك النهار وهو تارة ينظر الٰى عرض الـجـنـد و تـار ة الـى الـنـاس والـوعاظ ولايزال كذلك حتى يفرغ الجند من عرضهم.

فـعند ذلك يقدم السماط فى الميدان للصعاليك ويكون سماطًا عامًا فيه من الـطـعـام والـخبـز شىء كثير لايحد ولا يوصف،ويمد سماطا ثانيا فى الخانقاه للناس المجتمعين عند الكرسى وفى مدة العرض ووعظ الوعاظ يطلب واحدا واحـدا مـن الاعيـان والـرؤساء والوافدين لاجل هذا الموسم ممن قدمنا ذكره مـن الـفـقـهـاء والـوعـاظ والقراء والشعراء ويخلع على كل واحد،ثم يعود الى

مكانه.

فاذا تكامل ذلک كله حضروا السماط وحملوا منه لمن يقع التعيين على الحمل الىٰ داره ولا يزالون علىٰ ذلک الى العصراو بعدها ثم يبيت تلک الليلة هناک ويعمل السماعات الىٰ بكرة،هكذا يعمل فى كل سنة،وقد لخصت صورة الحال فان الاستقصاء يطول فاذا فرغوا من هذا الموسم تجهز كل انسان للعود الىٰ بلده فيدفع لكل شخص شيئًا من النفقة وقد ذكرت فى ترجمة الحافظ ابى الخطاب ابن دحية فى حرف العين وصوله الى اربل و عمله لكتاب"التنوير فى مولد السراج المنير"لما رأى من اهتمام مظفرالدين به،وانه اعطاه الف دينار غير ما غرم عليه مدة اقامته من الاقامات الوافرة}

(وفیات الاعیان ج۴ص ۱۱۷تا ۱۱۹-دارصادر بیروت)

﴿ت﴾ لیکن بادشاہ مظفرالدین کا جشن میلاد منانا، پس اس کا بیان احاطہ سے باہر ہے۔ہاں،اس کا کچھ حصہ ہم بیان کردیتے ہیں۔وہ یہ ہے کہ تمام شہروں کے لوگ ان کے اس حسن اعتقاد سے آگاہ تھے،پس ہر سال اربل کے قریبی شہروں مثلاً بغداد،موصل،جزیرہ،سنجار،نصیبین،بلادعجم اور دیگر علاقوں سے کثیر تعداد میں فقہا،صوفیا،واعظین،قراوشعرا اربل آتے۔لوگ محرم سے ربیع الاول کے شروع تک مسلسل آتے رہتے،اور بادشاہ مظفرالدین لکڑی کے قبے تیار کرواتا۔ہر قبے میں چار،پانچ طبقات ہوتے،اوربیس یا اس سے زیادہ قبے تیار کیے جاتے۔ان میں سے ایک قبہ بادشاہ کا ہوتا اور باقی دیگر قبے امراواہل حکومت کے لیے ہوتے۔ہرایک کے لیے ایک قبہ ہوتا۔

پس جب ماہ صفر شروع ہوتا،ان قبوں کو نوع بہ نوع زینت وآرائش اور خوبصورت وعمدہ چیزوں سے مزین کیا جاتا،اور ہر طبقہ میں اچھا کلام پڑھنے والوں،اوراصحاب فکروخیال اور ارباب لطائف کی جماعت بٹھادی جاتی۔ہر قبہ کا کوئی طبقہ ان سے خالی نہیں ہوتا۔ان دنوں عام تعطیل ہوتی،لوگ یہاں ہی خوشی وتفریح کے لیے آتے جاتے۔یہ قبے قلعہ کے دروازہ سے

خانقاہ تک ہوتے، جو میدان سے متصل تھی، اور بادشاہ مظفر الدین ہر روز عصر کے بعد یہاں آتے اور ہر قبہ کے پاس ٹھہرتے، اور وہاں ان کے کلام سنتے، ان کے خیالات وافکار وغیرہ سن دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔ بادشاہ رات خانقاہ میں بسر کرتے اور محفل سماع سجاتے، اور نماز فجر کے بعد شکار کھیلنے جاتے۔ قبل ظہر قلعہ واپس آجاتے۔ شب میلاد تک ہر دن ان کا یہی معمول ہوتا۔

تاریخ میلاد میں اختلاف کی وجہ سے شاہ اربل ایک سال آٹھ اور ایک سال بارہ ربیع الاول کو محفل میلاد منعقد کرتے۔ شب میلاد سے دو دن قبل وہ بے شمار اونٹ، گائے اور بکریاں ڈھول باجوں کے ساتھ لے کر میدان آتے، پھر انہیں ذبح کیا جاتا، ہانڈیاں نصب کی جاتیں اور پھر انھیں مختلف انداز میں پکایا جاتا۔ شب میلاد قلعہ میں نماز مغرب کے بعد بزم سماع سجتی، پھر وہاں سے اترتے تو ان کے آگے کثیر شمعیں روشن ہوتیں۔ ان میں سے دو یا چار، مجھے شک ہے، بندھی ہوئی شمعیں ہوتیں، ان میں سے ہر ایک، ایک خچر پر رکھی ہوتی، اور اس کے پیچھے ایک آدمی سہارا دے رہا ہوتا، اور وہ خچروں کی پشت پر بندھی ہوتی، یہاں تک کہ خانقاہ پہنچتے۔

پھر جب یوم میلاد کی صبح آتی تو قلعہ سے تمام خلعتیں اور سامان جماعت صوفیہ کے ہاتھوں یوں منتقل ہوتا کہ ہر شخص کے ہاتھ میں تھیلا ہوتا، اور تمام لائن میں ہوتے، ہر ایک، دوسرے کے پیچھے۔ اس قدر چیزیں وہاں سے لاتے کہ میں انہیں شمار نہیں کرسکتا، پھر خانقاہ میں بادشاہ تشریف فرما ہوتے۔ وہاں بڑے بڑے علما، رؤسا اور ایک گروہ سفید لباس میں ہوتے۔ وعظ ونصیحت کرنے والے علما کے لیے کرسی رکھی جاتی، مظفر الدین کے لیے لکڑی کا یوں برج بنایا جاتا کہ اس میں لوگوں اور کرسی کی طرف کھڑکیاں ہوتیں، اور اس برج میں دوسری کھڑکیاں بھی میدان کی طرف ہوتیں، وہ میدان بہت بڑا اور نہایت ہی وسیع ہے۔ اس میں لشکر بھی جمع ہوتے، اور اس دن وہ بھی سلامی دیتے۔ بادشاہ کبھی لشکر کی پریڈ کی طرف، کبھی لوگوں اور واعظین کی طرف متوجہ ہوتے۔ لشکر کی سلامی ختم ہونے تک یہی سلسلہ جاری رہتا۔

اس کے بعد میدان میں فقرا محتاجوں کے لیے دسترخوان لگا دیا جاتا۔ یہ عام دسترخوان ہوتا، اس میں بے شمار کھانا اور روٹی ہوتی، جس کا بیان ممکن نہیں، پھر دوسرا دسترخوان خانقاہ میں ان

لوگوں کے لیے بچھایا جاتا جو کرسی کے پاس جمع ہوتے، بادشاہ لشکر کی سلامی اور واعظین کے وعظ کے دوران اعیان سلطنت، سرداران، اور اس جشن میں آنے والے وفود میں سے ایک ایک کو اپنے پاس بلاتا، جن وفود کا پہلے میں نے ذکر کیا، یعنی فقہا، واعظین، قرا اور شعرا، اور بادشاہ ان میں سے ہر ایک کو خلعت دیتا، پھر وہ شخص اپنی جگہ واپس چلا جاتا۔

جب یہ تمام امور (تقسیم خلعت وانعامات) مکمل ہوجاتے تو یہ دسترخوان پہ آتے (اور کھانا کھاتے)، اور دسترخوان سے کھانا اپنے گھر لے جاتے، جنہیں کھانا گھر لے جانے کی اجازت ہوتی، اور یہ سلسلہ عصر یا بعد عصر تک جاری رہتا، پھر بادشاہ رات وہاں ہی بسر کرتے، اور صبح تک بزم سماع سجتی۔ ہر سال بادشاہ کا یہی معمول تھا۔ میں نے صورت حال کا خلاصہ کردیا، کیوں کہ تمام کا احاطہ طویل ہے۔ جب یہ محافل اختتام پذیر ہوتیں، ہر آدمی اپنے اپنے شہر واپسی کا ارادہ کرتا تو بادشاہ ہر شخص کو خرچ عطا کرتے۔

میں نے حرف عین کے تحت حافظ ابوالخطاب بن دحیہ کے حالات میں، ان کے شہر اربل پہنچنے اور کتاب ''التنویر فی مولد السراج المنیر'' لکھنے کا ذکر کیا ہے، اس لیے کہ حافظ ابن دحیہ نے بادشاہ مظفر الدین کو میلاد کا خوب اہتمام کرتے ہوئے پایا، اور بادشاہ نے انہیں ہزار دینار عطا کیا۔ یہ ان وافر عنایات کے علاوہ ہے جو مدت اقامت میں بادشاہ نے ان پر ان کی تھی۔

جشن عید میلاد اور شاہ اربل

(۱) حافظ شمس الدین ذہبی (۶۷۳ھ-۷۴۸ھ) نے لکھا: {واما احتفاله بالمولد فیقصر التعبیر عنه- كان الخلق یقصدونه من العراق والجزیرة}

(سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۳۳۶ - مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

﴿ت﴾ شاہ اربل مظفر الدین کی محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان سے الفاظ قاصر ہیں۔ لوگ عراق وجزیرہ سے وہاں جاتے۔

(۲) حافظ ذہبی نے لکھا: {ویخرج من البقر والابل والغنم شیئًا كثیرًا فتنحر وتطبخ

الالوان و يعمل عدة خلع للصوفية ويتكلم الوعاظ فی الميدان فينفق اموالًا جزيلة وقد جمع له ابن دحية كتاب المولد فاعطاه الف دينار و كان متواضعا خيرا سنيا يحب الفقهاء والمحدثين وربما اعطى الشعراء}

(سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۳۶۹ - مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

﴿ت﴾ کثیر تعداد میں گائے، اونٹ اور بکریاں ذبح کی جاتیں اور قسم قسم کے کھانے بنائے جاتے۔ وہ صوفیا کے لیے بہت سی خلعت تیار کرواتا، اور واعظین وسیع میدان میں تقریریں کرتے۔ بادشاہ بہت زیادہ مال خیرات کرتا۔ حافظ ابن دحیہ کلبی اندلسی: عمر بن حسن بن علی بن محمد، ابو الخطاب (۵۴۴ھ-۶۳۳ھ-۱۱۵۰ء-۱۲۳۵ء) نے اس کے لیے میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موضوع پر کتاب تالیف کی تو اس نے اسے ایک ہزار دینار دیئے۔ وہ منکسر المزاج، بھلائی کرنے والے اور صحیح العقیدہ، سنی تھے۔ وہ فقہا اور محدثین سے محبت کرتے تھے، اور کبھی شاعروں کو بھی انعام دیتے۔

(۳) حافظ ذہبی نے لکھا: **{قال سبط الجوزی: كان مظفر الدين ينفق فی السنة على المولد ثلاث مائة الف دينار، وعلى الخانقاه مائتی الف دينار وعلى دار المضيف مائة الف، وعد من هذا الخسف اشياء وقال، قال من حضر المولد مرة: عددت على سماطه مائة فرس قشلميش وخمسة آلاف رأس شوی، و عشرة آلاف دجاجة ومائة الف زبدية وثلاثين الف صحن حلوا}**

(سیر اعلام النبلاء ج ۲۲ ص ۳۶۸ - مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

﴿ت﴾ سبط ابن الجوزی: یوسف بن قزغلی بن عبداللہ، شمس الدین، ابوالمظفر (۵۸۱ھ-۶۵۴ھ-۱۱۸۵ء-۱۲۵۶ء) نے کہا: بادشاہ اربل مظفر الدین ہر سال میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا، اور خانقاہ پر دو لاکھ دینار، اور مہمان خانہ پر ایک لاکھ دینار۔ سبط ابن جوزی نے اس قسم کی بہت سی چیزیں شمار کرائیں، اور کہا: ایک آدمی جو ایک بار مجلس مولود میں حاضر ہو چکا تھا، اس نے کہا کہ اس کی دعوت میلاد میں ایک سو قشلمیش گھوڑوں پر سوار سلامی و استقبال کے

لیے موجود تھے۔میں نے اس کے دسترخوان پر پانچ ہزار بھنی ہوئی سریاں،دس ہزار مرغیاں، ایک لاکھ دودھ سے بھرے مٹی کے پیالے اورتیس ہزار مٹھائی کے تھال پائے۔

(۴)ابن کثیر دمشقی(۷۰۱ھ-۷۷۴ھ)نے لکھا:{الملک المظفر ابو سعید کوکبری ابن زین الدین علی بن تبکتکین احد الاجواد والسادات الکبراء والملوک الامجاد له آثار حسنة وقد عمر الجامع المظفری بسفح قاسیون وکان قد هم بسیاقة الماء الیه من ماء بذیرة فمنعه المعظم من ذلک واعتل بانه قد یمر علی مقابر المسلمین بالسفوح.

وکان یعمل المولد الشریف فی ربیع الاول ویحتفل به احتفالًا هائلًا وکان مع ذلک شهمًا شجاعًا فاتکًا بطلًا عاقلًا عالمًا عادلًا رحمه اللّٰه واکرم مثواه-وقد صنف الشیخ ابو الخطاب ابن دحیة له مجلدًا فی المولد النبوی سماه "التنویر فی مولد البشیر النذیر"فاجازه علی ذلک بالف دینار وقد طالت مدته فی الملک فی زمان الدولة الصلاحیة وقد کان محاصرًا عکا والٰی هذه السنة محمود السیرة والسریرة.

قال السبط:حکی بعض من حضر سماط المظفر فی بعض الموالد-کان یمد فی ذلک السماط خمسة آلاف راس مشوی وعشره آلاف دجاجة ومائة الف زبدیة وثلاثین الف صحن حلوی،وقال:وکان یحضر عنده فی المولد اعیان العلماء والصوفیة فیخلع علیهم ویطلق لهم}

(البدایۃ والنہایہ ج ۱۳ص ۱۳۷-مکتبۃ المعارف بیروت)

〈ت〉بادشاہ مظفر ابوسعید کوکبری بن زین الدین علی بن سبکتگین ،سخی اور بڑے سربراہوں اور بزرگ بادشاہوں میں سے ایک ہیں۔ان کے بہت سے اچھے کام ہیں۔کوہ قاسیون کے دامن میں جامع مظفری (جامع مسجد)تعمیر کرائی،انہیں کہا گیا کہ بذیرہ سے (بصورت نہر)اس مسجد میں پانی لایا جائے،لیکن ملک معظم شاہ اربل مظفرالدین نے منع کردیا،اور یہ وجہ بیان کی کہ پہاڑ

کی وادیوں میں مسلمانوں کے مقبرہ کے پاس سے یہ پانی گذرے گا (جس سے اہل قبرستان کی بے حرمتی ہوگی)۔

یہ ربیع الاول میں محفل میلاد کا اہتمام کرتے ہوئے بڑی محفل سجاتے ،اوراس کے ساتھ ہی یہ ذکی ، بہادر، دلیر، جرأت مند، دانشور، فاضل اور بڑے عادل تھے۔(اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے ،اوران کومعزز ٹھکانہ عطافرمائے)ان کے لیے امام حافظ ابوالخطاب بن دحیہ کلبی اندلسی (۵۴۴ھ-۶۳۳ھ) نے مولد نبوی کی کتاب ''التنویر فی مولد البشیر النذیر'' لکھی ،جس پر باشاہ نے انہیں ایک ہزار انعام دیا۔ان کی بادشاہی کا دور خاندان صلاحیہ میں کافی طویل ہے۔ (سلطان صلاح الدین ایوبی کے ساتھ) شہر عکا کا انھوں نے محاصرہ کیا ،اوراس معاملہ (جہاد بالکفار) میں وہ نہایت ہی اعلیٰ سیرت وخدمات کے مالک ہیں۔

سبط ابن الجوزی نے فرمایا: شاہ اربل مظفر الدین کی محفل میلاد میں دسترخوان پر حاضر ہونے والے نے کہا کہ دسترخوان پر پانچ ہزار بکرے، دس ہزار مرغ ،ایک لاکھ دہی کے پیکٹ ، تیس ہزار حلوہ اور مٹھائی کے تھال ہوتے۔سبط ابن الجوزی نے کہا :ان کی محفل میلاد میں اس وقت کے بڑے بڑے علما وصوفیا شریک ہوتے ، بادشاہ انہیں اعلیٰ پوشاک اورانعامات دیتے۔

توضیح: جبل قاسیون میں یزید پلید بن معاویہ بن ابی سفیان نے ایک نہر بنائی تھی ، جسے نہر یزید کہا جاتا ہے۔(تاج العروس ج ۷ ص ۴۱۹) مجھے نہر بذیرہ کی تحقیق نہ ہوسکی۔

شاہ اربل مظفر الدین کون؟

(۱)ابن خلکان (۶۰۸ھ-۶۸۱ھ) نے لکھا:{مظفر الدین صاحب اربل ابو سعید کوکبوری بن ابی الحسن علی بن بکتکین بن محمد الملقب الملک المعظم مظفر الدین صاحب اربل،کان والدہ زین الدین علی المعروف بکجک صاحب اربل ورزق اولادًا کثیرةً وکان قصیرًا،ولھذا قیل له کجک وھو لفظ اعجمی معناہ بالعربی صغیر،ای صغیر القد،واصله من الترکمان و

ملک اربل وبلادا كثيرة فی تلک النواحی وفرقها على اولاد اتابک قطب الدين مودود بن زنكی صاحب الموصل ولم يبق له سوى اربل،والشرح يطول وعمر طويلًا،يقال انه جاوز مائة سنة وعمی فی آخر عمره وانقطع باربل الی ان توفی بها ليلة الاحد حادی عشر ذی القعدة سنة ثلاث وستين وخمس مائة وقال ابن شداد فی"سيرة صلاح الدين"مات فی ذی الحجة من السنة،ودفن فی تربته المعروفة به المجاورة للجامع العتيق داخل البلد رحمه اللّٰہ تعالٰی و كان موصوفا بالقوة المفرطة والشهامة،وله بالموصل اوقاف كثيرة من مدارس وغيرها.

قال شيخنا الحافظ عز الدين ابو الحسن المعروف بابن الاثير الجزری فی تاريخه الصغير الذی عمله لبنی اتابک ملوک الموصل:ان زين الدين المذكور سار عن الموصل الی اربل سنة ثلاث وستين وخمس مائة وسلم جميع ما كان بيده من البلاد والقلاع الی اتابک قطب الدين،فمن ذلک سنجار وحران وقلعة عقر الحميدية وقلاع الهكارية جميعها وتكريت وشهرزور وغير ذلک وما ترک لنفسه سوى اربل وكان قد حج هو واسد الدين شيركوه بن شاذی فی سنة خمس وخمسين وخمس مائة.

ولما توفی،ولی موضعه ولده مظفر الدين المذكور وعمره اربع عشرة سنة و كان اتابكه مجاهد الدين قايماز،المذكور فی حرف القاف،فاقام مدة ثم تعصب مجاهد الدين عليه وكتب محضرًا انه ليس اهلًا لذلک وشاور الديوان العزيز فی امره واعتقله واقام اخاه زين الدين ابامظفر يوسف مكانه و كان اصغر منه،ثم اخرج مظفر الدين من البلاد فتوجه الٰی بغداد فلم يحصل له بها مقصوده فانتقل الی الموصل ومالكها يومئذ سيف الدين غازی بن مودود المقدم ذكره فی حرف الغين فاتصل بخدمته واقطعه مدينة حران فانتقل اليها

واقام بها مدة ثم اتصل بخدمة السلطان صلاح الدين وحظى عنده وتمكن منه وزاده فى الاقطاع الرها فى سنة ثمان وسبعين وخمس مائة.

واخذ صلاح الدين الرها من ابن الزعفرانى واعطاها مظفر الدين مع حران و اخذ الرقة من ابن حسان،واعطاها ابن الزعفرانى والشرح فى ذلک يطول،ثم اعطاه سميساط وزوجه اخته الست ربيعة خاتون بنت ايوب وكانت قبله زوجة سعد الدين مسعود بن معين الدين صاحب قصر معين الذى بالغور،و توفى سعد الدين المذكور سنة احدى وثمانين وخمس مأة.

وشهد مظفرالدين مع صلاح الدين مواقف كثيرة وابان فيها عن نجدة وقوة نفس وعزيمة وثبت فى مواضع لم يثبت فيها غيره على ما تضمنته تواريخ العماد الاصبهانى وبهاء الدين بن شداد وغيرهما وشهرة ذلک تغنى عن الاطالة فيه.

ولو لم يكن له الا وقعة حطين لكفته،فانه وقف هو وتقى الدين صاحب حماة، المقدم ذكره،وانكسر العسكر باسره ثم لما سمعوا بوقوفهما تراجعوا حتى كانت النصرة للمسلمين،وفتح اللّٰه سبحانه عليهم،ثم لما كان السلطان صلاح الدين منازلا عكا بعد استيلاء الفرنج عليها،وردت عليه ملوک الشرق تنجده وتخدمه.

وكان فى جملتهم زين الدين يوسف اخو مظفرالدين و هو يومئذ صاحب اربل فاقام قليلا ثم مرض وتوفى فى الثامن والعشرين من شهر رمضان سنة ست وثمانين وخمس مائة بالناصرة وهى قرية بالقرب من عكا،يقال:ان المسيح عليه الصلٰوة والسلام ولد بها على الاختلاف الذى فى ذلک فلما توفى،التمس مظفر الدين من السلطان ان ينزل عن حران والرها و سميساط ويعوضه اربل،فاجابه الى ذلک وضم اليه شهرزورفتوجه اليها و دخل اربل

فی ذی الحجة سنة ست وثمانين وخمس مائة،هذه خلاصة امره}

(وفيات الاعيان ج۴ص۱۱۳تا۱۱۵-دارصادربیروت)

〈ت〉 بادشاہ اربل مظفرالدین ابوسعید کوکبوری ملقب بہ''الملک العظم''بن ابوالحسن علی بن سبکتگین بن محمد: شاہ اربل کے والدزین الدین علی معروف بہ''کوچک''کثیرالاولاداورپست قد تھے،اسی لیےان کو''کوچک''کہاجاتاہے۔یہ عجمی لفظ ہے،عربی میں اس کامعنی صغیرالقدہے۔یہ اصل میں ترکمان کے ہیں۔انہوں نے اربل اوران علاقوں کے بہت سے شہروں پرحکمرانی کی،اوران شہروں کوموصل کے بادشاہ قطب الدین مودودبن زنگی کی اولادکوتقسیم کردیا،اوران کے لیے صرف اربل باقی رہ گیااوراس کی تفصیل طویل ہے،اوران کی عمرطویل ہوئی۔بتایاجاتاہے کہ ان کی عمرسوسال سے زیادہ ہوئی۔وہ اخیرعمرمیں نابیناہوگئےاوراربل تک محدودہوگئے،یہاں تک کہ اتوارکی رات گیارہ ذی قعدہ۵۶۳ھ میں وفات ہوئی۔بہاءالدین بن شدادنے''سیرت صلاح الدین''میں لکھاکہ اسی سال ذی الحجہ میں وفات ہوئی،اوراندرون شہرقدیم جامع مسجد سے متصل اپنے مشہورمقبرہ میں دفن ہوئے۔اللہ تعالیٰ ان پررحم فرمائے۔شاہ زین الدین بہت طاقت وشجاعت والے تھے،اورموصل میں ان کے بہت سےاوقاف یعنی مدارس وغیرہ تھے۔

ہمارے شیخ حافظ عزالدین ابوالحسن،معروف بہ ابن اثیرجزری:علی بن محمدبن عبدالکریم بن عبدالواحدشیبانی(۵۵۵ھ-۶۳۰ھ=۱۱۶۰ء-۱۲۳۳ء)نے موصل کے سلاطین،بنی اتابک کے ذکرمیں تصنیف کردہ اپنی تاریخ صغیر(تاریخ الدولة الاتابکیہ)میں بیان کیاکہ زین الدین کوچک(شاہ مظفرالدین کے والد)۵۶۳ھ میں موصل سے اربل گئے،اوران کے قبضے میں جو شہراورقلعے تھے،وہ سب اتابک قطب الدین کے حوالے کردیئے،پس انہیں شہروں میں سے سنجار،حران،عقرکاقلعہ حمیدیہ،ہکاریہ کے تمام قلعے،تکریت،شہرزوروغیرہ ہیں اوراپنے لیے شہر اربل کے علاوہ کچھ نہ چھوڑے،اوروہ اوراسدالدین شیرکوہ بن شاذی۵۵۵ھ میں حج کیے تھے۔

اورجب زین الدین کوچک کی وفات ہوگئی توان کی جگہ ان کے بیٹے مظفرالدین مذکورحاکم ہوئے اوران کی عمرچودہ سال تھی،اوران کے اتابک(استادوسرپرست)مجاہدالدین قایماز

تھے،جن کا ذکر حرف قاف میں گذر چکا، پس ایک مدت تک وہ بادشاہ رہے، پھر مجاہد الدین نے ان پر تعصب کیا اور ایک محضر نامہ لکھا کہ مظفر الدین بادشاہت کے اہل نہیں ہیں اور ان کے بارے میں دیوان عزیز سے مشورہ کیا اور انہیں معزول کر کے ان کے بھائی زین الدین ابو مظفر یوسف کو ان کی جگہ لایا اور یہ شاہ مظفر الدین سے چھوٹا تھا، پھر مظفر الدین کو ان شہروں سے نکال دیا، پس وہ بغداد گئے تو وہاں ان کا مقصود حاصل نہ ہوا، پس وہ موصل چلے گئے، اور اس زمانے میں موصل کا حاکم سیف الدین غازی بن مودود تھا، جس کا ذکر حرف غین میں گزر چکا، پس اسی کی خدمت میں رہے، اور سیف الدین غازی نے انہیں حران کا علاقہ دیدیا تو وہ حران منتقل ہو گئے، اور ایک مدت تک وہاں قیام فرما رہے، پھر سلطان صلاح الدین کی خدمت میں رہے، اور وہاں اچھا حصہ اور اچھا رتبہ پائے، اور سلطان صلاح الدین ایوبی کو انہوں نے ''الرہا'' کے علاقے ۵۷۸ھ میں (فتح کر کے) دیئے۔

سلطان صلاح الدین ایوبی نے ''الرہا'' ابن زعفرانی سے لے لیا اور ''الرہا'' حران کے ساتھ مظفر الدین کو دیدیئے، اور رقہ کو ابن حسان سے لے لیے، اور رقہ ابن زعفرانی کو دیدیئے، اور اس کی وضاحت طویل ہے، پھر مظفر الدین کو شہر سمیساط عطا کیے اور ان سے اپنی چھوٹی بہن ربیعہ خاتون بنت ایوب کی شادی کردی، اور یہ پہلے سعد الدین مسعود بن معین الدین قصر معین کے حاکم تھے جو غور میں ہے، اور مذکورہ سعد الدین کی وفات ۵۸۱ھ میں ہوئی۔

یہ (شاہ مظفر الدین) سلطان صلاح الدین کے ساتھ بہت سے معرکوں میں شریک رہے، اور وہاں شجاعت، زیرکی اور پر عزم ہونے کے ایسے جوہر دکھائے اور ایسی جگہ یہ کھڑے رہے کہ کوئی دوسرا کھڑا نہ رہ سکا، جیسا کہ تواریخ عماد اصبہانی، بہاء الدین بن شداد اور دیگر کتابوں میں موجود ہے۔ ان چیزوں کا مشہور ہونا طوالت سے بے نیاز کرتا ہے۔

اگر واقعہ حطین کے علاوہ کوئی اور فضیلت نہ ہو تو یہی کافی ہے کہ وہاں وہ اور صاحب حماۃ تقی الدین ہی ثابت قدم رہے۔ باقی تمام لشکر بھاگ نکلا، پھر جب انہوں نے ان دونوں کی ثابت قدمی سنی تو لوٹ آئے، یہاں تک کہ مسلمانوں کی مدد ہوئی، اور اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی، پھر

جب سلطان صلاح الدین ایوبی افرنگیوں کے عکا پر قبضہ جمانے کے بعد مقام عکا میں قیام پذیر تھے تو مشرقی علاقوں کے حکام وشاہانمبارک باد دینے اوران کی خدمت کے لیے آئے۔

انہیں میں بادشاہ زین الدین یوسف (شاہ مظفرالدین کوکبری کے چھوٹے بھائی) تھے، وہ اس وقت اربل کے بادشاہ تھے۔وہ وہاں تھوڑے دن ٹھہرے، پھر بیمار ہوگئے ،اور ۲۸: رمضان ۵۸۶ھ کو مقام ناصرہ میں فوت ہوگئے ،اور یہ عکا کے قریب ایک گاؤں ہے۔بتایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہیں (ناصرہ میں) پیدا ہوئے ،اس میں کچھ اختلاف ہے، پس جب زین الدین یوسف کی وفات ہوگئی تو شاہ مظفرالدین نے سلطان صلاح الدین ایوبی سے گذارش کی کہ ان سے حران اورالرہا اورسمیساط واپس لے لیں اوراس کے بدلے اربل دے دیں۔سلطان صلاح الدین ایوبی نے ان کی بات قبول کرلی اورانہیں اربل کے ساتھ شہرزور کا اضافہ کیا، پس یہ اس جانب چلے اور ماہ ذی الحجہ ۵۸۶ھ میں اربل میں داخل ہوئے۔یہ اس کے واقعہ کا خلاصہ ہے۔

صدی ہشتم

امام الوہابیہ اور جشن عید میلاد

(۱) امام الوہابیہ ابن تیمیہ حرانی (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) نے لکھا:

{فتعظیم المولد واتخاذه موسمًا قد یفعله بعض الناس ویکون له فیه اجر عظیم لحسن قصده وتعظیمه لرسول الله صلی الله علیه وسلم}

(اقتضاء الصراط المستقیم ج۲ ص۷- فصل فی الاعیاد الزمانیۃ المبتدعہ- دارعالم الکتب بیروت)

〈ت〉 پس حضور اقدس شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد کی تعظیم اوراس کو عید بنانا ،ایسا بعض لوگ کرتے ہیں اوراس کے لیے اس میں اجر عظیم ہے،اس کے مقصد کے اچھا ہونے اور اس کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے سبب۔

صدی دہم

تاریخ کا تعین انسب و اولیٰ

(۱) امام جلال الدین سیوطی شافعی (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) نے لکھا: {وقد سئل شيخ الاسلام حافظ العصر ابو الفضل احمد بن حجر عن عمل المولد فاجاب بما نصه: اصل عمل المولد بدعة، لم تنقل عن احد من السلف الصالح من القرون الثلاثة ولكنها مع ذلك قد اشتملت علىٰ محاسن وضدها، فمن تحرى فى عملها المحاسن وتجنب ضدها كان بدعة حسنة والا فلا، قال: وقد ظهر لى تخريجها علىٰ اصل ثابت وهو ما ثبت فى الصحيحين من ان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قدم المدينة فوجد اليهود يصومون يوم عاشوراء فسألهم فقالوا: هويوم اغرق اللّٰه فيه فرعون ونجّٰى موسى فنحن نصومه شكرًا لِلّٰه تعالىٰ، فيستفاد منه فعل الشكر للّٰه علىٰ ما من به فى يوم معين من اسداء نعمة اودفع نقمة، ويعاد ذلك فى نظير ذلك اليوم من كل سنة.

والشكر للّٰه يحصل بانواع العبادة كالسجود والصيام والصدقة والتلاوة واى نعمة اعظم من النعمة ببروز هذا النبى نبى الرحمة فى ذلك اليوم وعلىٰ هذا فينبغى ان يتحرى اليوم بعينه حتى يطابق قصة موسى فى يوم عاشوراء، ومن لم يلاحظ ذلك لا يبالى بعمل المولد فى اى يوم من الشهر، بل توسع قوم فنقلوه الىٰ يوم من السنة وفيه ما فيه، فهذا ما يتعلق باصل عمله.

واما ما يعمل فيه فينبغى ان يقتصر فيه علىٰ ما يفهم الشكر للّٰه تعالىٰ من نحو ما تقدم ذكره من التلاوة والاطعام والصدقة وانشاد شىء من المدائح النبوية و الزهدية المحركة للقلوب الىٰ فعل الخير والعمل للآخرة، واما ما يتبع ذلك

من السماع واللهو وغير ذلک فينبغي ان يقال ما کان من ذلک مباحًا بحيث يقتضي السرور بذلک اليوم،لا بأس بالحاقه به،وما کان حرامًا او مکروهًا فيمنع وکذا ما کان خلاف الاولیٰ:انتهی}

(الحاوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۱۸۸- دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) سے میلاد شریف منانے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے اس کا جواب اس طرح دیا:

میلاد منانا اصل میں بدعت (حسنہ) ہے۔قرون ثلاثہ کے اسلاف صالحین میں سے کسی سے (مروجہ میلاد) منقول نہیں ہے،لیکن اس کے باوجود وہ چند خوبیوں اور بعض خامیوں پر مشتمل ہے، پس میلاد منانے میں جو اچھائیوں کا قصد کیا اور خامیوں سے پرہیز کیا تو یہ بدعت حسنہ ہے، ورنہ نہیں۔علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی نے فرمایا: میرے لیے اس کا اثبات ایک ثابت شدہ اصل کے مطابق ظاہر ہوا ہے،اور یہ بخاری ومسلم میں مروی حدیث ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قوم یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے (روزہ کے بارے میں) دریافت فرمایا: یہودیوں نے عرض کیا کہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی،اس لیے ہم لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کے لیے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔اس حدیث مبارکہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی احسان یعنی انعام کے عطا ہونے یا کسی مصیبت کے دور ہونے پر کسی معین دن میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کا عمل ثابت ہوتا ہے اور ہر سال اس دن کو دہرایا جائے گا (اس کی یاد منائی جائے گی)۔

اور اللہ تعالیٰ کا شکر عبادت کی مختلف قسموں سے ادا ہوتا ہے جیسے نماز،روزہ،صدقہ اور تلاوت اور اس دن حضور اقدس نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس سے بڑھ کر اللہ کی نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے؟اس لیے خاص اس دن (ادائے شکر) کا قصد کرنا چاہئے، تاکہ عاشورہ کے دن حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ کے موافق ہوجائے،اور جو خاص

اس دن کا لحاظ نہ کر سکے تو ماہ ربیع الاول کی کسی تاریخ میں میلاد منالے، بلکہ علما کی ایک جماعت نے وسعت دیا ہے تو اسے سال کے کسی (غیر معین) دن میں منتقل کردیا اور اس میں کچھ باتیں ہیں، پس یہ میلاد کے اصل عمل سے متعلق ہے، اور جو اعمال اس میں کیے جاتے ہیں تو مناسب ہے کہ اسی پر اکتفا جائے، جس میں شکر خداوندی سمجھا جاتا ہو، جیسا کہ اس کا ذکر گذر گیا یعنی تلاوت قرآن، کھانا کھلانا، صدقہ دینا اور مدح نبوی اور زہد کے کچھ اشعار پڑھنا جو دلوں کو عمل خیر اور عمل آخرت کی جانب مائل کریں اور جو سماع ولہو وغیرہ اس کے ساتھ کیے جاتے ہیں، پس یہ کہنا مناسب ہے کہ اس میں سے جو اس دن کی خوشی کے تقاضے کے مطابق مباح ہے، اس کو اس کے ساتھ شامل کرنے میں کوئی حرج نہیں اور جو حرام یا مکروہ ہو تو اس سے روکا جائے گا اور اسی طرح اس سے منع کیا جائے گا جو خلاف اولیٰ ہے۔

توضیح: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور و جلوہ گری سے بڑی کوئی نعمت نہیں، پس اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کرنا انسب واولیٰ ہے۔جس طرح بعد کے زمانوں میں محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاص اہتمام کے ساتھ بعد کے زمانوں میں منعقد کی جانے لگی، اس طرح کا خصوصی اہتمام قرون اولیٰ میں نہیں کیا جاتا، لیکن ذکر ولادت اقدس قرون اولیٰ میں بھی ہوا کرتا ہے۔اس کے دلائل وشواہد گزشتہ اوراق میں مرقوم ہوئے۔

یوم ولادت اقدس کو عید کہنا کیسا؟

(۱) شارح بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی (۸۵۱ھ-۹۲۳ھ) نے تحریر فرمایا: {ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه السلام ويعملون الولائم ويتصدقون فی لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون فی المبرات ويعتنون بقرأة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم-ومما جرب من خواصه انه امان فی ذلك العام وبشرى عاجلة بنيل البغية والمرام فرحم الله امرئًا اتخذ ليالی شهر مولده المبارك اعيادًا ليكون اشد علة علی من فی قلبه

مرض واعیا داء} (المواہب اللدنیہ ج۱ص ۱۴۸-المکتب الاسلامی بیروت)

(ت) ہمیشہ سے اہل اسلام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مہینے میں محفل میلاد منعقد کرتے رہے ہیں اور وہ دعوتوں کا اہتمام کرتے ہیں اور اس ماہ کی راتوں میں مختلف قسم کے صدقات وخیرات کرتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور نیکیوں میں کثرت کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں اور ان پر میلاد شریف کی برکتیں ہر طرح ظاہر ہوتی ہیں اور محفل میلاد کے مجرب خواص میں سے ہے کہ اس سال امن وامان ہوتا ہے اور مقاصد وتمنا (کی تکمیل) کی جلد بشارت ہوتی ہے، پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے، جس نے ماہ میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راتوں کو بہ طور عید منائے، تاکہ اس کا مرض سخت ہو جائے، جس کے دل میں بیماری ہے اور مرض بڑھ جائے۔

جشن ولادت اقدس کی اصلاح

(۱) شارح بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی (۸۵۱ھ-۹۲۳ھ) نے تحریر فرمایا:

{ولقد اطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار علٰی ما احدثه الناس من البدع والاهواء والغناء بالآلات المحرمة عند عمل المولد الشریف،فاللّٰه یثیبه علٰی قصده الجلیل ویسلک بنا سبیل السنة فانه حسبنا ونعم الوکیل}

(المواہب اللدنیہ ج۱ص ۱۴۸-المکتب الاسلامی بیروت)

(ت) علامہ ابن حاج مالکی عبدری فاسی (م ۷۳۷ھ) نے "المدخل" میں ان امور کے انکار پر طویل بحث کی ہے، جو میلاد شریف کرنے کے وقت لوگوں نے ایجاد کرلیا، یعنی بدعتیں اور خواہش نفس کی پیروی اور حرام آلات کے ساتھ گانا بجانا، پس اللہ تعالیٰ علامہ ابن حاج کو ان کے عظیم مقصد پر اجر عطا فرمائے، اور ہمیں سنت کے طریقے پر چلائے، وہی ہمیں کافی ہے اور وہ بہتر مددگار ہے۔

اسلاف کرام اور جشن عید میلاد

میلاد النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور مولد النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا لفظ عہد رسالت سے استعمال ہوتا رہا ہے۔امام ترمذی (۲۰۹ھ-۲۷۹ھ) نے ''سنن ترمذی'' میں ایک باب کا عنوان اسی لفظ کو بنایا: ''باب ماجاء فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' (سنن ترمذی جلد دوم) محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل، حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے بیان فرمائی، پھر تابعین وائمہ مجتہدین نے، پھر چھٹی صدی ہجری سے آج تک علمائے کرام محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام وفضائل بیان کرتے آئے ہیں۔اس رسالے میں مختلف مقامات پر وہ اقوال تحریر کردیئے گئے ہیں۔تفصیل کے لیے گذشتہ اوراق کی جانب رجوع کیا جائے: وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

☆☆☆☆☆

خاتمہ

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے

بفضلہٖ تعالیٰ مضمون حاضرایسا کہ اگر بندگان خداوندقدوس اس پرعمل پیرا ہو جائیں تو نہ جانے کتنوں کی قسمت سنور جائے ،ساتھ میں راقم کی بھی ۔دراصل مندرجہ ذیل مضمون محقق علی الاطلاق ،مجد دصدی یازدہم حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ) قدس سرہ العزیز کا ہے۔میری حیثیت محض ایک ترجمان کی ہے۔مجھ میں اتنی قوت بھی نہیں کہ ایسا بدیع المثال مضمون لکھ سکوں۔ہاں، جابجا تسہیل وتوضیح کی کوشش کیا ہوں:

اللّٰھم تقبل منی قبولاً حسناً : آمین

میں نے محدث گرامی کے مضامین سے قابل فہم اور فائدہ بخش مشمولات کو اردوقالب میں منتقل کر کےسنی بھائیوں کو پیش کر دیا ہے، تاکہ عمل آوری کی کوشش ہو۔امید واثق کہ عشاق حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثنا اس کے مفاہیم ومطالب کو اپنے قلب وجگر میں محفوظ کرلیں گے۔ان شاء اللہ تعالیٰ اس مضمون کے ذریعہ خلق کثیر کا باطن عشق نبوی کی شعاعوں سے منوراور قلب خوشبوئے مصطفوی سے معطر ہو جائے گا۔اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے مومن بھائی پڑھیں ،اور اپنے آپ کو حرم پاک نبوی کے قریب لے جانے کی کوشش کریں۔تمہارا قالب کہیں بھی رہے، لازم ہے کہ تمہارا قلب حرم مدینہ میں گشت لگا تا رہے۔یہی حب صادق کی نشانی ،الفت کامل کی علامت اور عشق دائم کی پہچان ہے۔

میں نے اردوزبان میں مقاصدومطالب کو نقش برقرطاس کردیا ہے۔قارئین مفہوم ومراد کو سمجھنے کے لیے میری تحریر پڑھ لیں اوراثر آفرینی کے لیے اصل کتاب ''مدارج النبوۃ'' (جلد دوم: تکملہ) کی عبارت پڑھ لیں۔چونکہ شیخ محقق قدس سرہ العزیز عاشق رسول تھے،اس لیے ان کے قول وعمل میں یکسانیت ہے،بایں سبب ان کی عبارتوں کے اثرات طالب صادق پر ظاہر

ہوں گے، اور میں تفہیم عبارات کے لیے وسیلہ بنا تو ان شاء اللہ تعالیٰ اجر و ثواب اور حسنات وبرکات سے مجھے بھی سرفراز کیا جائے گا، اور میں طالب ومنتظر بھی ہوں، کیونکہ اہل کرم سے ہی کرم کی آس لگائی جاتی ہے۔ سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ جس کو کہیں سے کچھ ملتا ہے، وہ ادھر متوجہ ہو جاتا ہے، اور دربار خدا اور سول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے تو سب کو سب کچھ ملتا ہے، پھر اعراض وانحراف اور روگردانی کا سبب کیا ہے؟ آؤ! کریموں کی بارگاہ میں!!!

صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم   یارب تو کریمی ورسول ما کریم

بندے بلائے آئے ہیں ''جاؤک'' ہے گواہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حب نبوی کی ترغیب کے ساتھ ہمہ وقت تصور مصطفوی میں مستغرق رہنے کی تعلیم دی ہے۔ عشق نبوی کے اسباب وعلل کے بیان میں انھوں نے رقم فرمایا کہ مخلوقات الٰہی میں وہی ذات اقدس ایسی ہے کہ جن سے لازمی طور پر محبت کی جانی چاہئے۔ مختلف قسم کی نعمتوں کے حصول کے لیے دربار اعظم میں مختلف کیفیتوں کے ساتھ حاضری منقول ہوئی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت (جلد دوم: تکملہ) میں دربار اعظم کی دائمی حاضری اور ربط وتعلق کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں (۱) تعلق صوری (۲) تعلق معنوی، پھر شیخ محدث دہلوی نے ہر ایک کی دو قسم بتائی۔ اس طرح کل چار قسمیں ہوئیں۔ چاروں قسمیں منقوشہ ذیل ہیں۔

(۱) تعلق صوری قسم اول: کمال اتباع پر استقامت اور قول وفعل میں کتاب وسنت کے امر ونہی پر مواظبت، حضرات ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے معتقدات کا اعتقاد، عزائم امور کے فعل پر اعتماد اور رخصتوں سے اجتناب۔

(۲) تعلق صوری کی قسم دوم: اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قوی محبت کے ساتھ، تا کہ محبت کا ذوق اپنے تمام وجود میں محسوس کرے۔

(۳) تعلق معنوی کی قسم اول:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ کا ذہن میں دائمی استحضار۔

(۴) تعلق معنوی کی قسم دوم: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ کا ظاہر و باطن میں کامل استحضار (مع شرائط وتفاصیل)

شیخ محقق علیہ الرحمہ نے چاروں قسموں کی شرطیں بھی بیان فرمائی ہیں۔ اگر شرط کو ملحوظ خاطر نہ رکھا گیا تو فائدۂ تامہ کی امید نہیں۔ ذیل میں چاروں قسمیں کی تفاصیل وشرائط مرقوم ہیں۔ قارئین ان اقسام چہارگانہ کو بار بار پڑھیں۔ جو آپ کی طبعی کیفیت کے موافق ہو، اس کو اختیار کرلیں، اور شرط کا بھی مکمل لحاظ رکھیں۔ دراصل مشائخ عظام اسی قسم کی تربیت فرما کر اپنے حاضر باشوں کو لعل و گہر بنا دیتے، اور دنیا ان کے شاگردوں کی مثال پیش کرنے سے عاجز رہ جاتی۔ عہد حاضر میں ساری قوت علم پر صرف کی جاتی ہے، عمل کی کوشش بہت کم ہوتی ہے۔

خواجہ غریب نواز اجمیری کی درس گاہ سے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی جیسے شاگرد ظاہر ہوئے۔ آج کی درس گاہوں میں کوئی بختیار کاکی کے مماثل نہیں، کیونکہ ان میں کوئی مربی ومعلم خواجہ غریب نواز کی طرح نہیں۔ میں اپنے قارئین کو شیخ محقق دہلوی کی تربیت کی جانب اس لیے مائل کررہا ہوں کہ شیخ محقق نے اس جانب عام دعوت دی ہے، اور شرطوں کو بیان فرمادیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ شرائط مذکورہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہم آگے بڑھیں گے، اور رب تعالیٰ سے توفیق ومدد کے طلبگار ہوں گے۔ ذیل میں شیخ محقق کی عبارتوں کے عام فہم خلاصے رقم کیے جارہے ہیں۔ عمل آوری کی نیت شامل مطالعہ ہو تو خیر کثیر کی امید قوی ہے۔ اگر عقل وخرد ہے تو آؤ، مدینہ چلیں: واللہ الہادی وہو الموفق

دربار اعظم میں دائمی حاضری

(الف) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوق کے لیے ابتدائے وجود اور ظہور میں واسطہ ہیں۔ اسی طرح انتہائے امر یعنی جنت میں اقامت کے لیے بھی واسطہ ہیں، لہٰذا بندوں کے وجود اور ہر موجود کے وجود کے لیے ازل وابد اور اول اور آخر میں حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا موجودات میں واسطہ اور وسیلہ نہیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

پس اے طالب صادق! تم پر لازم وواجب ہے کہ اس بارگاہ فیض بخش سے متعلق ہو جاؤ ،اوران کے دراقدس کے ہوکر بیٹھ جاؤ،تا کہ دونوں طرف اور دونوں جانب سے لگاؤ حاصل ہو۔

(ب) تمام نعمتوں کے حصول میں حضوراقدس نورمجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ ہونے کے سبب اولیائے کاملین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ نفوس قدسیہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ سے متعلق ہو جاتے ہیں،اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دراقدس پر جبہ سائی کرتے رہتے ہیں،اور یہی طریقہ ہمیشہ اہل کمال کا رہا ہے۔حق تعالیٰ جس کو کامل بنانے کا ارادہ فرماتا ہے،اور جس کو مرتبہ بلند تک رسائی عطا فرمانا چاہتا ہے،اسے اس کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔

(ج) جب تم نے اس مفہوم کو جان لیا اور پہچان لیا تو حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصور کو لازم کرلو،اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دراقدس پر پڑے رہنے کو واجب بنالو۔

اب اگر تم یہ کہو کہ اس تعلق کی کیفیت اور اس بارگاہ عظیم کی ملازمت نہیں پاسکتے تو ہم اسے کیوں کر حاصل کریں تو جان لینا چاہئے کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے کی دوقسمیں ہیں:(۱)صوری (۲)معنوی،پھر ہر ایک دوقسمیں ہیں،یعنی کل چار اقسام۔

قسم اول:تعلق صوری

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے تعلق صوری کی دوقسم بیان فرمائی ہے،اور دونوں قسموں کو بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ نوع اول میں جو کچھ بیان ہوا،یہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق صوری ہے۔تعلق صوری شریعت پرعمل کرنے اور طریقت میں عزیمت پرعمل کرنے اور حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں مکمل طور پر مرمٹنے اور ظاہری وباطنی طور پر حضوراقدس کی تعظیم شان کے بغیر حاصل نہیں ہوتی،پس اے محبت نبوی اور عشق مصطفوی

کے طلبگار! تم پر لازم ہے کہ شریعت کی پابندی کرو، رخصت کی تلاش کی بجائے عزیمت پر عمل کرو، محبت نبوی ہی اصل مقصود ہے، پس ان تمام امور کو اختیار کرو، جن سے تمہاری مقصد بر آری ہو، یعنی دربار اعظم میں ہمہ دم حاضری ہو۔

اسی قسم اول کی بحث کو مکمل کرتے ہوئے شیخ محقق دہلوی نے فرمایا کہ حضور اقدس سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے زمرہ میں اصحاب کرام کی تعظیم وتوقیر، اہل بیت عظام کا ادب واحترام اوران تمام سے محبت بھی شامل ہے، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت وتعظیم میں رب تعالیٰ کی تعظیم ومحبت ہے۔ یہ بات بھی مبنی برحقیقت ہے کہ جب رب تعالیٰ نے ان نفوس قدسیہ سے محبت وتعظیم کا حکم فرمایا ہے تو ان کی تعظیم وتکریم دراصل حکم الٰہی کی تعظیم وتکریم ہے ،اور حکم الٰہی کی تعظیم وتکریم خود رب تعالیٰ کی تعظیم وتکریم ہے۔قرآن مجید میں صریح لفظوں میں حکم الٰہی وارد ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طاعت دراصل رب تعالیٰ کی طاعت ہے ،کیونکہ رب تعالیٰ نے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طاعت کا حکم فرمایا:{مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ}: اللہ تعالیٰ ہم تمام کو توفیق صالح عطا فرمائے: آمین

تعلق صوری کی قسم اول

اتباع شریعت وعمل برعزیمت

تعلق صوری کی پہلی قسم یہ ہے کہ بندۂ مومن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کامل اتباع پر استقامت ومداومت اختیار کرے۔قول وفعل میں کتاب وسنت کے امرونہی پر مواظبت وپابندی اور ائمہ اربعہ یعنی امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے معتقدات کا اعتقاد رکھے، کیونکہ علمائے محققین کا اجماع ہو چکا ہے کہ یہ چاروں ائمہ اہل حق ہیں اوران شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یہی فرقہ ناجیہ ہے۔اس قسم کے اتباع صوری کا کامل درجہ یہ ہے کہ بندہ عزیمت پر عمل کرے، اور رخصت کی تلاش نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عزیمت پر عمل کا حکم دیتے

ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: {فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُوْلُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ} یعنی جس طرح اولوالعزم مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین نے صبر فرمایا، اسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبر فرمائیں۔ الحاصل کامل اتباع کرنے والے کو چاہئے کہ عزیمت کو اختیار کرے اور سہولت ورخصت کی جانب مائل نہ ہو۔

قسم اول کی شرط

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ) نے فرمایا کہ ہم تمہارے لیے وہ چیز پسند کرتے ہیں، جو ہم اپنے لیے پسند کرتے ہیں، اور یہ قربت وصدیقیت کے مقامات ہیں اور اس کی شرط عزیمت کے امور میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کرنا اور عزیمت پر عمل کرنا ہے، اور عزیمت کے امور پر عمل کرنے پر تم کما حقہ اسی وقت قادر ہوسکتے ہو، جب تمھیں نفس کی شناسائی اور اس کے اسباب وعلل کی معرفت حاصل ہو جائے۔ یہ بات اہل اللہ میں سے کسی شیخ کامل ہی کے واسطہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ وہی اس بارے میں تمہاری رہنمائی کرسکتا ہے، اور ہر وقت تمہارے اعمال واحوال کے مطابق تمہاری حالت کی معرفت کراسکتا ہے۔ بلاشبہ کوئی طالب کسی شیخ ومرشد کے واسطہ کے بغیر اپنے موجودہ حال کے موافق نہ کسی چیز کو جان سکتا ہے، نہ پہچان سکتا ہے۔ شیخ کامل ہی اس باب میں اس کی رہنمائی کرسکتا ہے۔

اے عاقل! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع وپیروی کے طلبگار کے لیے ہمارا کلام روشن اور واضح ہے، لہٰذا تمہیں چاہئے کہ کسی ایسے شیخ کی جستجو میں کوشش کرو، جو تمہیں معرفت الٰہی اور تمہاری اپنی حالت کی معرفت کرانے میں تمہاری رہنمائی کرے، اور جب تم کو ایسا شیخ مل جائے تو اس کے حکم کی مخالفت نہ کرنا، اور اس سے جدا مت ہونا، گرچہ بلائیں اور مصیبتیں تم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ اس کی نافرمانی سے پرہیز کرو، اور اس سے اپنا کوئی حال نہ چھپاؤ۔

اگر بدقسمتی سے تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو اپنے شیخ سے بیان کردو، تا کہ وہ اس کو دفع

کرنے کی کوشش کرے، اورتمہاری حالت کے مطابق اس کا علاج کرے، یا بارگاہ الٰہی میں دعا کر کے سفارش کرے، تا کہ وہ تمہیں اس ذلت کے کام سے چھٹکارا دلا سکے۔

اور اگر ایسے شیخ سے ملنے کا اتفاق نہ ہوا، اور کوئی اہل اللہ میں سے تمہیں نہ ملے تو اہل اللہ کے طریقہ کو اختیار کرو۔ اہل اللہ کے چار طریقے ہیں۔

(۱) فراغ قلب (۲) اقبال علی اللہ (۳) مخالفت نفس (۴) دائمی ذکر۔

(۱) فراغ قلب:

یہ دنیا اور آخرت میں اپنے دل کو ماسوی اللہ کی طرف مائل ہونے سے خالی کرنا ہے۔

(۲) اقبال علی اللہ: یہ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا ہے۔ ایسی محبت جو اغراض وخطرات، عدم التفات اور طلب اجر سے پاک ہو۔

(۳) مخالفت نفس: یہ نفس کی ہر ایسی خواہش کی مخالفت کرنی ہے، جو وہ اپنی پرورش کے لیے طلب کرے، اور نفس کی سب سے بڑی مخالفت ماسوی اللہ کو ترک کرنا ہے۔

(۴) دائمی ذکر: یہ رب تعالیٰ کے جمال وجلال پر نظر رکھتے ہوئے ہمیشہ اور ہر حالت میں ذکر الٰہی کرنا ہے۔ خواہ ذکر لسانی ہو، یا ذکر قلبی ، خواہ ذکر روحی ہو، یا ذکر سری ، یا ان سب طریقوں سے ہو۔

تعلق صوری کی قسم دوم:

متابعت نبوی ومحبت نبوی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق صوری کی دوسری قسم یہ ہے کہ بندۂ مومن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی ومتابعت اور قوی محبت کرے، تا کہ وہ محبت مصطفوی کا ذوق اپنے وجود میں محسوس کرے۔ بعض اہل محبت نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اپنے دل ، اپنی روح ، اپنے جسم ، اپنی جان ، اپنے سر اور اپنے ہر بال میں اس طرح پاتا ہوں کہ جس طرح ٹھنڈے پانی کی سیرابی وٹھنڈک پاتا ہوں، جب میں

سخت پیاس اور شدید گرمی میں آب سرد پیتا ہوں۔

قسم دوم کی شرط

اے بندۂ مومن: حضور اقدس شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہر شخص پر فرض عین ہے، اور توقع سے زیادہ فائدہ بخش ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

{اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ} (سورہ احزاب: آیت ٦)

ترجمہ: حضور اقدس رحمت دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کو ان کی جانوں سے زیادہ پیارے ہیں۔

اے بندۂ مومن! تمہارے رسول وشفیع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: {لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین} (صحیح البخاری، صحیح مسلم، سنن النسائی، سنن ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، مسند احمد بن حنبل، مصنف عبدالرزاق)

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ، اس کے بیٹے اور سارے لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

اے بندۂ خدا! اگر تم اپنے باطن میں حضور اقدس حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایسی محبت نہیں پاتے، جیسی محبت کا ذکر حدیث پاک میں آیا ہے تو سمجھ لو کہ تمہارا ایمان ناقص ہے۔ اے بندۂ غافل! اپنے رب سے مغفرت طلب کر، توبہ کر اور بخشش کی دعا کر، حضور اقدس سرور انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خوب کثرت کے ساتھ ذکر کر، حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خوب ادب کر۔ آپ نے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے، اس کے قریب بھی نہ جا، اور دل میں یہ امید پیدا کر کہ اگر میں ایسا ہوگیا تو کل قیامت کے دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھایا جاؤں گا، کیونکہ اس رحیم وکریم آقا اور رحمت کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: {المرء مع من احب} (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، والنسائی فی الکبریٰ) ترجمہ: آدمی جس سے محبت کرتا ہے، (حشر کے دن) اسی کے ساتھ ہوگا۔

قسم دوم: تعلق معنوی

حضور اقدس تاجدار انبیا و مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین سے تعلق کی دوسری قسم تعلق معنوی ہے۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ بندۂ مومن ہر وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت مقدسہ کو حاضر رکھے۔تعلق معنوی کی بھی درج ذیل دو قسمیں ہیں۔

تعلق معنوی کی قسم اول

تصور نبوی میں مشغولیت واستغراق

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے قسم اول کی ترتیب وار متعدد صورتیں تحریر فرمائی ہیں۔محبت نبوی کا طلب گار جس صورت کا اہل ہو،اسی کو اختیار کرے،تاکہ اپنے مقصود ومطلوب کو پالے۔

(۱)اے بندۂ مومن!اگر تم نے کسی زمانہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت مبارکہ خواب میں کی ہو،اور حضور اقدس حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال باکمال کے دیدار سے مشرف ہوئے ہو،تو اسی صورت مقدسہ کو ان صفات قدسیہ کے ساتھ بعینہ اپنے قلب میں حاضر کرو۔

(۲)اے طالب عشق!اگر تم اپنے باطن میں اتنی قوت واستطاعت نہ پاؤ کہ حضور اقدس سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ کو صفات موصوفہ کے ساتھ بعینہ استحضار کرسکو تو حضور اقدس تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خوب ذکر کرو،آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجو،اور ذکر کی حالت میں ایسے بن جاؤ،گویا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں ملاحظہ فرما رہے ہیں،اور تمہارا کلام سن رہے ہیں،اور تم آں پیغمبر اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جلال وعظمت اور حیا وادب کے ساتھ دیکھ رہے ہو۔

اے بندۂ خدا!دل میں یہ اعتقاد رکھو کہ آں حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں

دیکھ رہے ہیں، تمہارے کلام کو سن رہے ہیں۔

اے طالب محبت! جان لو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صفات باری تعالیٰ کے جلوۂ کامل ہیں، صفات خداوندی کا عکس جمیل وجلیل سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متصف ہیں اور رب تعالیٰ کی صفت قدسیہ ہے: {اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ} (شعب الایمان للبیہقی) یعنی جہاں میرا ذکر ہوتا ہے، میں ان کا ہم مجلس ہوتا ہوں، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس صفت الٰہی سے عظیم ووافر جلوہ اور عکس و پرتو عطا ہوا ہے، پس جہاں کہیں بھی تم اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرو، تم یہ اعتقاد رکھو کہ تمہارا ذکر وفکر ان کی نظروں کے سامنے ہے۔

اے طالب صادق! ہمارے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب تعالیٰ کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے ہیں، اور صفات الٰہیہ کے سب سے عظیم مظہر کامل ہیں۔ صفات الٰہیہ کے جلوے ذات اقدس نبوی میں موجود ہیں۔

(۳) اے طالب صادق! اگر تم اپنے آپ کو مذکورہ صفت وحالت میں بھی نہ لاسکو، کہ ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس حالت میں کرو، اور درود وسلام اس حالت میں پیش کرو کہ آں پیغمبر اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں دیکھ رہے ہیں، اور تمہاری باتوں کو سماعت فرما رہے ہیں، اور تم آں حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب وتعظیم اور تکریم وحیا کے ساتھ کا نظارہ کر رہے ہو تو اگر کبھی تم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی زیارت کی ہے۔ گنبد مبارک کو دیکھا ہے تو اپنے ذہن ودل میں روضہ مقدسہ وگنبد مبارک کا تصور جماؤ، اور جب بھی تم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرو، اور درود وسلام پڑھو تو ایسے ہو جاؤ کہ گویا تم روضہ مقدسہ کے سامنے تعظیم وادب کے ساتھ کھڑے ہو، یہاں تک کہ تم ظاہر وباطن میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحانیت کا مشاہدہ کرنے لگو۔

توضیح: ایک مدت بعد یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، پھر بندہ رفتہ رفتہ اپنے نفس پر غالب آجاتا ہے اور معاصی کو ترک کر دیتا ہے۔

(۴) اگر تم نے کبھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روضہ منورہ نہیں دیکھا ہے، تو

ہمیشہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجو اور تصور کرو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارا درود وسلام سن رہے ہیں اور خوب ادب واحترام کی حالت اختیار کرو، تاکہ تمہارا درود وسلام اسی حالت ادب وتعظیم کے ساتھ اس بارگاہ عالم پناہ میں پیش ہو۔

تعلق معنوی کی قسم اول کی تمام صورتوں کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ طالب صادق اپنے تصور میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ کو لائے ، یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والی صورتوں کو اپنے تصور میں لائے ، پھر اسی تصور پر ہمیشہ خود کو قائم رکھے ، یعنی اسی تصور مقدس کو اپنے لیے شغل اکبر بنالے ،اور یہ تصور انتہائی ہیبت وجلال اور کامل ادب وتعظیم ومحبت وتوقیر کے ساتھ ہو۔ بندۂ طالب جب ان کیفیتوں پر مستمر وقائم ہوجاتا ہے تو سعادت کبریٰ اور رتبہ عظمیٰ سے سرفراز ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ توفیق صادق عطا فرمائے: آمین

قسم اول کی شرط

جمع ہمت اور حضور قلب کا عظیم اثر ہے،اور لازم ہے کہ جب تم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کرو،اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجو تو تم کسی اور مشغلہ میں نہ رہو۔ بے توجہی کے ساتھ درود وسلام پڑھنا جسم بے روح کی طرح ہے۔ ہر وہ عمل جس کو بندہ انجام دیتا ہے،اس کا دارومدار حضور قلب کے ساتھ ہے۔توجہ کامل کے ساتھ انجام پانے والا عمل ایک زندہ عمل ہے۔غفلت اور دیگر امور میں مشغولیت کے ساتھ انجام پانے والا عمل ''بے روح جسم'' کی طرح ہے۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

{اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ }(صحیح البخاری: حدیث اول) یعنی تمام اعمال کا دارومدار نیتوں اور قلبی ارادوں پر موقوف ہے۔

تعلق معنوی کی قسم دوم

تعلق معنوی کی دوسری قسم ایک مشکل مرحلہ ہے۔ ہر کوئی اس پر قادر نہیں ہوسکتا۔ہاں،

شروع کے بعض مراحل کے بعد اس منزل تک رسائی آسان ہوسکتی ہے۔جونفوس عالیہ ’’عشاق رسول‘‘ ہیں، وہ ان چار منزلوں میں سے کسی منزل میں ضرور ہوتے ہیں، جبکہ بقدر فرض ہر مومن خدا ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے محبت کرتا ہے۔ان نفوس عالیہ کی یہ محبت درجہ فرض کے علاوہ استحبابی درجہ میں ہے۔حدیث قدسی میں رب تعالیٰ نے ارشادفرمایا کہ بندہ نوافل کے ذریعہ میرے قریب ہوجاتا ہے (صحیح بخاری) اسی طرح بندۂ مومن حب استحبابی کے ذریعہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب تر ہوجاتا ہے۔

تعلق معنوی کی دوسری قسم یہ ہے کہ حضوراقدس حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا ان اوصاف کمالیہ کے ساتھ تصور واستحضار کیا جائے،جن صفات عظمیٰ سے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوسرفراز فرمایا ہے۔عوام مسلمین اس منزل کی تفاصیل کے ادراک پر قادر نہیں،ارباب شوق اس منزل کی تفصیلات وشرائط کے لیے مدارج النبوت (جلد دوم: تکملہ) کی جانب رجوع فرمائیں۔ماوشما اپنے آپ کو ماقبل میں بیان کردہ تین صورتوں میں سے جس صورت کے اہل پائیں،اسے ضروراختیار کرلیں۔دربار اعظم سے دینی،دنیوی،ظاہری وباطنی ہرقسم کے حسنات وبرکات سے سرفرازی حاصل ہوگی۔وہ ایسا عظیم دربار ہے کہ جانے والا کبھی واپس نہیں آتا۔

مقاصد ونتائج

شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں بحث کے اخیر میں لکھا:’’وصیت می کنم ترا اے برادر! بدوام ملاحظہ صورت ومعنی او،واگرچہ باشی تو متکلف ومتحضر،پس نزدیک است کہ الفت گیرد روح تو بوے،پس حاضر آید ترا وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیاناً ویابی اورا وحدیث کنی باوے وجواب دہد ترا اوے وحدیث گوئید باووخطاب کند ترا‘‘۔

(مدارج النبوت جلد دوم ص ۷۸۹-نول کشور لکھنو،سن طبع ۱۸۸۰ء)

اے بھائی: میں تمہیں حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت مقدسہ اور آپ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالات کو ہمیشہ تصور میں رکھنے کی وصیت کرتا ہوں، اگرچہ تم تکلف اور استحضار کی کوشش کے ساتھ ایسا کرو، پس عنقریب تمہاری روح آں پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ الفت گیر ہو جائے گی، اور تمہیں ظاہری طور پر حضور اقدس سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمال باکمال نظر آئے گا، اور تم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرف ہم کلامی کرو گے، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جواب عنایت فرمائیں گے۔ تم عرض کرو گے اور حضور تمہیں خطاب فرمائیں گے۔

محقق علی الاطلاق نے تحریر کیا کہ حضور اقدس سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں یہ حاضری گرچہ تصور، تخیل اور تفکر کی منزل میں ہے، لیکن یہ دربار اعظم میں حاضر رہنے کا باعث اور دربار اعظم میں قرب پانے کا ذریعہ ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھنے والا قیامت میں میرے بہت قریب ہوگا۔

{عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ خَادِمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اَقْرَبَكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ كُلِّ مَوْطِنٍ اَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً فِي الدُّنْيَا} (شعب الایمان للبیہقی ج ۳ ص ۱۱۱)

ترجمہ: حضور اقدس حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں میں قیامت کے دن ہر مقام پر مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتا ہے۔

اے طلبگار محبت! کامل توجہ کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ کا قوی تصور دل ودماغ میں بسا کر درود شریف کی کثرت کرو۔ اپنے آپ کو ادب وتعظیم کے ساتھ دربار اعظم میں دست بستہ بحالت قیام حاضر سمجھو۔ رفتہ رفتہ جب یہ تصور ثابت ومستقر ہو جائے گا، اور یہ کیفیت تمہارے باطن میں قرار پکڑ لے گی تو اس کے اثرات وبرکات کا ظہور بھی تمہاری ذات میں ہوگا، یہاں تک تم رسائی پاؤ، پھر تمہارے احساسات وتصورات خود تمہاری دستگیری کو حاضر ہوں گے: وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

قد تمت الرسالة بفضل اللّٰه تعالٰی و کرمه::وبعون حبيبه الاعلٰی و احسانه::صلوات اللّٰه تعالٰی وسلامه عليه::وعلٰی آله واصحابه واتباعه:: وما شاء اللّٰه كان وما لم يشاء لم يكن::فالحمد الكثير للّٰه عزوعلا:: والشكر الجزيل لرسوله عليه التحية والثناء::ولاحول و لا قوة الاباللّٰه العلی العظيم::والصلٰوة صلاةً كاملةً والسلام سلامًا دائمًا علٰی حبيبنا الرؤف الرحيم::وعلٰی خلفائه الراشدين المهديين الهاديين::وعلٰی جميع اهل بيته المطهرين الطاهرين::واصحابه الطيبين واتباعه الكاملين ::وعلماء ملته الراسخين الوارثين::وعلٰی عساكره المحافظين لناموسه صلی اللّٰه تعالٰی عليه وآله واصحابه واتباعه وبارك وسلم الٰی يوم الدين::

☆☆☆☆☆

محمد رسولنا ﷺ

اَلْــفَــرْحُ كُــلَّ الْــفَــرْحِ وَالــنِّــعْــمَةُ الْــكُبْــرٰى لَــنَــا
شُـــكْـــرًا لِـــرَبِّ الْــعٰــلَــمِيْــنَ مُــحَــمَّــدٌ رَسُــوْلُــنَــا
اَنْــتَ مُــمْتَــنَــعُ الــنَّظِيْــرُ لَا يُــمْكِــنُ فِــى الْخَلْقِ مَثِيْلُكَ
فَهَيْهَـــاتَ لِــلسُّــفَهَـــاءِ يَــقُــوْلُــوْنَ اَنْــتَ مِنْ اَمْثَــالِــنَــا
حُبُّــنَــا بَسِيْــطٌ وَاَنْـــتَ حَبِيْبُــنَـــا الْــمُتَــوَحِّــدُ الْمُتَفَــرِّدُ
فَـالْحَمْدُ لِلّٰـهِ سَـرْمَـدًا لَا يَسَعُ غَيْـرُكَ فِـىْ قُلُوْبِنَا
اَخْــرَجْــنَــا مِــنْ اَذْهَــا نِــنَـــا كُــلَّ عَدُوِّكَ الــرَّذِيْلِ
اَنْـــتَ الْهَـــادِى اَنْـــتَ الْــكَــافِــى اَنْــتَ رُوْحُ اِيْــمَــانِــنَــا
اَنْـــتَ حَبِيْبُــنَـــا الْــمُتَــوَحِّــدُ فِــى الْــمَــعَــاشِ وَالْــمَعَــادِ
وَحُبُّكَ الْـــمَــحْــمُــوْدُ فِـــى الْاٰخِـــرَــةِ زَادٌ لَـــنَـــا
حُبُّكَ مَــعَ تَــعْــظِيْــمِكَ اُشْـــرِبَ فِـــىْ قُــلُــوْبِــنَـــا
فَـــاَنْـــتَ مُــعَــظَّــمٌ وَمُــؤَ قَّــرٌ وَاَحَــبُّ اَحْبَــابِــنَـــا
مَـــنْ قَبِــلْتَـــهٗ فَهُـــوَ مَـــقْبُـــوْلٌ وَاَشْـــرَفُ اَشْـــرَافِــنَـــا
فَــنَـــرْجُـــوْا مِـــنَ الـلّٰـــهِ الْـقَبُــوْلَ عِــنْـدَ سَيِّدِ سَــادَاتِــنَـا
حُـــبَّ حَبِيْبِـــهِ الْـــمُـــصْــطَــفٰــى وَالْاِيْــمَـــانَ كَـــا مِلًا
نَـــطْــلُــبُ مِــنَ الــلّٰـــهِ لَــنَـــا وَلِاَوْلَادِنَـــا وَاَحْــفَـــادِنَـــا
اَلــزِّيَـــارَــةَ هٰهُــنَـــا وَالــلِّــقَـــاءَ فِـــى الْـجِــنَــانِ دَائِـمًـا
يَـــا اِلٰهِـــىْ اَعْــطِــنَـــا هٰـــذَ ا اَفْــضَــلُ مَــقْــصُــوْدِنَـــا
نَـــدْفَـــعُ دِفَـــاعًـــا تَـــامًّـــا عَــنِ الْــحَبِيْـــبِ دَائِــمًـــا
فَـــادْفَـــعْ عَـــنَّـــا يَـــا حَبِيْبَــنَـــا وَعَــنْ اَحْبَــابِـنَــا وَاَعْـوَانِـنَــا

مَنْ نَظَرَ طَاعِنًا اِلٰی حَبِیْبِنَا الْمُجْتَبٰی

فَعَلَیْنَا خِطَافُ عَیْنِہٖ مِنْ اَرْمَاحِنَا وَاَقْوَاسِنَا

اَنْتَ الْمُرْشِدُ اَنْتَ الْقَائِدُ نَحْنُ مِنْ اَتْبَاعِکَ

فَخُذْ اَیْدِیَ الْعِبَادِ وَاصْلِحْ فِیْ اَحْوَالِنَا

اَلْعِبَادُ حَاضِرُوْنَ عِنْدَ خلیفۃِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

نَرْجُوْا کُلَّ الْخَیْرَاتِ الْحِسَانِ یُعْطٰی فِیْ اَقْدَاحِنَا

نَسْأَلُکَ طَاعِمِیْنَ مِنْ جُوْدِکَ الْعَطَاءَ

اِذْ لَمْ نَجِدْ عِنْدَ الْحَبِیْبِ فَاِلٰی اَیْنَ رُجُوْعُنَا

نَحْنُ مُحْتَاجُوْنَ اِلَیْکَ فِی الْحَاجَاتِ کُلِّھَا

وَاَنْتَ مُخْتَارٌ مِنَ اللّٰہِ فَاقْضِ کُلَّ حَاجَاتِنَا

کُلَّ خَیْرٍ بَعْدَ الْاِلٰہِ وَجَدْنَا مِنْ عَطَائِکَ

فَاَنْتَ الْمَاوٰی،اَنْتَ الْمَلْجَأُ وَوَسِیْلَۃٌ اِلٰی اِلٰھِنَا

عِلْمُنَا مِنْ تَعْلِیْمِکَ وَالتَّوْفِیْقُ مِنْ اِلٰھِکَ

وَالْوَحْیُ الْمُنَزَّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَعَ قَوْلِکَ ھَادِلَنَا

اَنْتَ اَفْضَلُ الْخَلَائِقِ وَاَعْلَمُ مِنْ کُلِّ خَلْقٍ

وَالْعِلْمُ وَکُلُّ الْفَضْلِ مِنْ دِیَارِکَ یُعْطٰی لَنَا

وَکَیْفَ تَصِفُ اللِّسَانُ کَمَا ھُوَ مِنْ شَانِکَ

فَنَمْدَحُکَ یَا حَبِیْبُ بِمَا تَنْتَھِیْ اِلَیْہِ عُلُوْمُنَا

اَلْحَقُّ مَا قُلْتَ لَا یَعْرِفُکَ حَقِیْقَۃً سِوَا اللّٰہِ

اَلْاَنْبِیَاءُ اَیْضًا مُتَحَیِّرُوْنَ فِیْ فَضْلِکَ فَمَا لَنَا

اَلْفَزَعُ الْاَکْبَرُ وَاَھْوَالُہٗ وَنَحْنُ عِبَادٌ مُذْنِبُوْنَ

اَنْتَ الشَّفِیْعُ وَالرَّؤُوْفُ وَعِنْدَ اللّٰہِ لِسَانُنَا

اِذَا كُـنَّـــا فِـى الْـحَشْـرِ نَـاظِـرِيْـنَ اِحْتِيَـاجًـا اِلَيْكَ

فَـــانْـصُـــرْنَـــا يَـــاحَبِيْبَـنَـــا وَانْـظُـرْنَـــا وَاشْـفَـعْ لَـنَـــا

كَيْفَ تَـنْـسَـــانَـــا يَـــاحَبِيْبَـنَـــا وَنَـحْـنُ مِنْ جُنُـوْدِكَ

عِـــنْـــدَ الْـــمِيْـــزَانِ وَالْـحِسَـــابِ اِذَا وُزِنَ اَعْـمَـــالُـنَـــا

نَسْـــأَلُ الـــلّٰـــهَ الْـــغُـــفْـــرَانَ فِـى الـدُّنْـيَـا وَالْاٰخِــرَةِ

لِاٰبَـــائِـنَـــا وَ اُمَّهَـــاتِـنَـــا وَيَـــا رَبَّـنَـــا فَـــاغْـفِـرْ لَـنَـــا

هَـــبْ لَـــنَـــا يَـــا رَبَّـنَـــا حُـــبَّ نَبِيِّكَ الْـــمُـــصْـــطَفٰـــى

هُـــوَرَسُـــوْلُـــنَـــا الْـــمُـــرْتَـضٰـــى وَحَبِيْبُكَ وَحَبِيْبُـنَـــا

☆☆☆☆☆

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ وآلہ

مؤلف کی تالیفات

علوم القرآن

(۱)التوضیح والبیان فی معارف القرآن (موضوعات کثیرہ سے متعلق آیات کریمہ کی جمع وتدوین)

(۲)الکلام المنیر فی اقسام التفسیر (تفسیر قرآن کے اقسام اور شرائط مفسرین کا بیان)

علوم الحدیث

(۳)الفاظ الجرح والتعدیل (جرح وتعدیل کے مراتب اور الفاظ جرح وتعدیل کے معانی)

(۴)احکام التصحیح والتضعیف (احادیث طیبہ کی تصحیح وتضعیف کے احکام)

(۵)الاحکام الصحیحۃ للاحادیث الضعیفہ (حدیث ضعیف کے احکام)

(۶)الکتاب البہیج فی اصول التخریج (تخریج احادیث کے اصول وقوانین)

(۷) کشف المغیث فی علوم الحدیث (حدیث نبوی سے متعلق علوم وفنون کا بیان)

شروح الاحادیث النبویہ

(۸)حدائق الازہار الاربعین من احادیث النبی الامین ﷺ (چالیس احادیث مقدسہ)

(۹)السواد الاعظم من عہد الرسالۃ الیٰ قرب القیامہ (ہر عہد میں اہل سنت وجماعت کی کثرت تعداد)

(۱۰)اصلاح المسلمین من احادیث سید المرسلین ﷺ (اصلاح اعمال واخلاق کی احادیث)

(۱۱)تجدید دین ومجددین (مجددین سے متعلق حدیث نبوی کی تشریح اور مجدد کے شرائط)

(۱۲) کتاب الاخلاق والآداب من کلام احب الاحباب ﷺ (احادیث اخلاق کا مجموعہ)

(۱۳)علوم دینیہ اور عالم اسلام (عالمی تناظر میں طلب علم سے متعلق حدیث نبوی کی توضیح)

علوم الفقہ

(۱۴) الفیوضات الصمدیۃ فی القواعد الفقہیہ (فقہ حنفی کے قواعد واصول کا بیان)

(۱۵) فقہ اسلامی میں قول مرجوح کے احکام (مسالک اربعہ میں قول مرجوح پر عمل کا حکم کیا ہے؟)

(۱۶) تحفۃ الفقہاء فی آداب الافتاء (معتمد و مستند کتابوں سے افتا کے آداب واحکام کا بیان)

(۱۷) تقلید و تلفیق کا شرعی حکم (تقلید شخصی سے متعلق علما کے اقوال اور تلفیق کی ممانعت کے دلائل)

(۱۸) جادو کے حقائق واحکام (جادو کا آغاز، اقسام اور شرعی احکام کا بیان)

(۱۹) تصلب واعتدال: حقائق واحکام (عہد حاضر میں اعتدال پسندی کی غلط تعبیرات کا تعاقب)

(۲۰) فقہی تحقیقات کے مشکل مراحل (فقہی اختلافی مسائل سے متعلق غیر جانبدارانہ مباحث)

(۲۱) قانون شریعت (شافعی) (شافعی مسلک کے مطابق طہارت سے وراثت تک کے احکام)

تصوف وسلوک

(۲۲) التعرف فی احکام التصوف (شریعت پر عمل کے بغیر طریقت کا دعویٰ غلط)

(۲۳) آداب طریقت (مسائل طریقت واحکام تصوف کی تفصیل)

(۲۴) اقسام بیعت واقسام مشائخ (بیعت برکت و بیعت سلوک وشیخ اتصال وشیخ ایصال کا بیان)

ردوابطال

(۲۵) مصباح المصابیح فی احکام التراویح (احادیث طیبہ وفقہ اربعہ سے بیس رکعت تراویح کا ثبوت)

(۲۶) اہداء ثواب الخیرات الی الاحیاء والاموات (احادیث وفقہ اربعہ سے ایصال ثواب کا ثبوت)

(۲۷) تزکیۃ القلوب والاذہان من اباطیل تقویۃ الایمان (آیات واحادیث سے رد تقویۃ الایمان)

(۲۸) معمولات اہل سنت ورد بدعات ومنکرات (فتاویٰ رضویہ سے معمولات وبدعات کے احکام)

(۲۹) الضربات الہندیۃ علی الضلالات النجدیہ (ابن عبدالوہاب نجدی کا نظریاتی تعاقب)

(۳۰) البرکات النبویۃ فی الاحکام الشرعیہ (مسئلہ تکفیر پر انتہائی مفصل کتاب: بزبان عربی)

(۳۱)التحقیقات الجیدۃ لدفع تلبیسات النجدیہ (الملفوظ پر دیابنہ کے اعتراضوں کے جوابات)

(۳۲)الاضافات الجیدۃ علی الصوارم الہندیہ (حسام الحرمین کی تصدیقات جدیدہ کا مجموعہ)

(۳۳)مناظرۂ حق وباطل (دیابنہ کے عناصر اربعہ کی کفری عبارات کا مناظرانہ رد وابطال)

(۳۴)دفع الاعتراضات حول المزارات (مقابر صالحین سے متعلق متعدد سوالوں کے جواب)

(۳۵)القول السدید فی الاجتہاد والتقلید (اجتہاد وتقلید کے موضوع پر ایک وقیع تحریر)

(۳۶)البانی کی علمی خیانت (احادیث طیبہ کی تصحیح وتضعیف میں البانی کی علمی خیانتیں)

(۳۷)اسلام امن وشانتی کا مذہب (اسلام میں دہشت گردی کا جواز نہیں)

(۳۸)عمان اعلامیہ: حقائق کے اجالے میں (عمان اعلامیہ کا مفصل رد وابطال)

فضائل ومناقب، تواریخ وسیر

(۳۹)جامع الاصول فی اوصاف الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل ومناقب کا مجموعہ، جو میری تحریروں میں متفرق ہیں)

(۴۰)فیض رسول جاری ہے (عہد حاضر تک حضور اقدس ﷺ کی فیض رسانی کے متعدد واقعات)

(۴۱)تاریخ آمد رسول: ۱۲/ ربیع الاول (بارہ ربیع الاول تاریخ ولادت مصطفوی ہے)

(۴۲)جسم اقدس کا انتقال مکانی ناممکن (حضور اقدس ﷺ کے جسد مبارک کو منتقل کرنے کا رد)

(۴۳)شب ولادت اقدس کی افضلیت (ربیع الاول شریف کی بارہویں شب کی افضلیت)

(۴۴)آداب عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حب مصطفوی کی تشریح وآداب وحقوق نبوی)

(۴۵)فضائل خلفائے راشدین (احادیث کریمہ سے خلفائے راشدین کے فضائل ومناقب)

(۴۶)فضائل اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم (آیات واحادیث سے اہل بیت نبوی کے فضائل)

(۴۷)دلیل الطالبین فی احوال المجتہدین (فقہائے اربعہ کے فضائل ومناقب)

(۴۸)البیان الکافی فی حیاۃ الشافعی (امام شافعی علیہ الرحمہ کے فضائل وحالات)

(۴۹)تذکرۂ مجددین اسلام (صدی اول تا صدی چہاردہم مجددین اسلام کا اجمالی تعارف)

(۵۰) کرامات اعلیٰ حضرت (امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کی کرامتوں کا بیان)

(۵۱) امام احمد رضا کے پانچ سو باسٹھ علوم وفنون (امام اہل سنت کے علوم وفنون کا تذکرہ)

(۵۲) کشف الاسرار فی مناقب فاتح بہار (سپہ سالار سید ابراہیم ملک بیا غازی کی تاریخ)

(۵۳) تذکرہ فاتح بہار (سپہ سالار سید ابراہیم ملک بیا غازی کی تاریخ)

(۵۴) شہدائے ناموس رسالت (ناموس رسالت پر ہندو پاک کے شہدا کی تاریخ)

(۵۵) اکابرین اہل سنت کے قابل تقلید کارنامے (دینی خدمات، اخلاقیات، افکار ونظریات)

(۵۶) مفتی اعظم ہند کے تاریخ ساز کارنامے (تحریک شدھی ونسبندی کی مخالفت ودیگر کارنامے)

(۵۷) التحقیق الکافی فی احوال الشہید الغازی (سوانح حیات مولانا عبد الشکور شمسی شہید گیاوی)

(۵۸) تاج الشریعہ: سواد اعظم کے قائد اعظم (عالمی قائدانہ حیثیت کی توضیح وعالمی روابط کا ذکر)

(۵۹) تحفۃ الطالبین فی حیاۃ سراج الملۃ والدین (حضور سراج ملت ممبئی کی حیات وخدمات)

(۶۰) ارتقاء الاسلام والمسلمین بین فتن الیہود والمسیحیین (اسلام سے متعلق یہودیوں کی سازشیں)

(۶۱) مستشرقین کے خطرناک عزائم (اسلام ومسلمین سے متعلق اہل مغرب کی سازشیں)

(۶۲) اکابرین ضلالت (ماضی قریب کے گمراہ گروں کے حالات)

(۶۳) تاریخ کیرلا (ریاست کیرلا کی مختصر اور جامع تاریخ)

(۶۴) دوقومی نظریہ اور تقسیم ہند (دوقومی نظریہ کا آغاز، مسلم لیگ اور تقسیم ہند میں عجلت پسندی)

(۶۵) سلطنت مغلیہ کا زوال اور ہندو تحریکیں (برہمو سماج، آریہ سماج، ہندو مہا سبھا وغیرہ کا بیان)

(۶۶) ہندوستان کی مرکزی حکومتیں (۱۹۴۷ء تا ۲۰۱۸ء ملک کی مرکزی حکومتوں کے حالات)

(۶۷) بابری مسجد اور اجودھیا (تاریخی حقائق وشواہد، تحریکات، انہدام اور مقدمہ کی تفصیل)

(۶۸) آزادی وطن اور ہندوستانی مسلمان (قوم مسلم کے زوال وپسماندگی کے اسباب وعلل)

(۶۹) ہندوستان میں مذہبی قوانین (اقوام ہند کے پرسنل لا کا تاریخی پس منظر وموجودہ حالات)

(۷۰) سلاطین ہند پر خود ساختہ الزامات (ہندوستان کے مسلم سلاطین پر لگائے گئے الزامات)

(۷۱) ہندوراشٹر اور ہندو قوانین (ملک کو ہندوراشٹر بنانے کی سازش اور منوسمرتی کے قوانین)

متفرقات

(۷۲) جنوبی کرناٹک اور حنفی وشافعی اتحاد (ساؤتھ کرناٹکا کی مشترکہ مساجد: مسائل اور ان کا حل)

(۷۳) تحریک دعوت اسلامی کا منصفانہ جائزہ (دعوت اسلامی سے متعلق بعض شبہات کا ازالہ)

(۷۴) آؤمل کر کام کریں (اتحاد اہل سنت اور رفع اختلافات کے لیے کارآمد تحریروں کا مجموعہ)

(۷۵) مسنون دعائیں (ابتدائی طلبہ وطالبات کے لیے دعائیں، چھ کلمے، طریقہ نماز وغیرہ)

(۷۶) مدارس عربیہ کا نظام تعلیم ونصاب تعلیم (اسلامی مدارس کے نصاب ونظام کی اصلاح کی کوشش)

(۷۷) قومی مسائل (قوم مسلم کے مفادات سے متعلق مختلف مفید مضامین کا مجموعہ)

(۷۸) تصانیف اعلیٰ حضرت (امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کی سات سو زائد کتابوں کی فہرست)

تلخیص وتراجم

(۷۹) تلخیص: نہج السلامہ فی تقبیل الابہامین عند الاقامہ (مؤلفہ: امام احمد رضا قادری قدس سرہ)

(۸۰) تلخیص: تدبیر فلاح ونجات (مؤلفہ: امام احمد رضا قادری قدس سرہ)

(۸۱) تلخیص: طرق اثبات الہلال (مؤلفہ: امام احمد رضا قادری قدس سرہ)

(۸۲) ترجمہ: المولد المنقوص (مؤلفہ: علامہ زین الدین مخدوم ثانی ملیباری (۹۳۸ھ-۹۹۱ھ)

''البرکات النبویۃ فی الاحکام الشرعیۃ'' کے رسائل

(۱) دفع الاذیٰ عن حبیب الوریٰ علیہ وسلم صلی اللہ

(۲) مقال العرفان فی التصدیق والایمان

(۳) جمع الاقاویل فی احکام التاویل

(۴) اقوال المحققین فی ضروریات الدین

(۵) تنقیح الکلام فی قواطع الاسلام

(۶) الطامۃ الکبریٰ علی الکفرۃ الفجرہ

(۷) ازالۃ الاوہام عن قلوب الانام

(۸) ارشاد الحیر ان الیٰ فردوس الایمان

(۹) سوط الرحمٰن علیٰ قرن الشیطان

(۱۰) السیف العجیب علیٰ شاتم الحبیب علیہ وسلم صلی اللہ

☆☆☆☆☆

تحفظ ناموس رسالت علیہ التحیۃ والثناء

مشہور محدث حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) نے تحریر فرمایا کہ منگولوں (تاتاریوں) میں سے ایک حاکم عیسائی ہوگیا تو ایک بار اس کے پاس عیسائیوں اور تاتاریوں کے اکابرین (بڑے لوگ) جمع ہوئے، پس انہیں میں سے ایک آدمی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص کرنے لگا اور وہاں ایک شکاری کتا بندھا ہوا تھا، پس جب اس کی بدگوئی بڑھ گئی تو وہ کتا اس پر جھپٹا اور اسے نوچ ڈالا۔ لوگوں نے اس آدمی کو کتے سے چھڑایا اور بعض حاضرین نے کہا: یہ حادثہ تمہاری حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی کی وجہ سے ہوا۔ اس آدمی نے کہا۔ ہرگز نہیں، بلکہ یہ کتا ایک غیرت مند کتا ہے، اور میں برابر اپنے ہاتھ سے اشارہ کررہا تھا تو اس نے سمجھا کہ میں اسے مارنا چاہتا ہوں (اس لیے وہ مجھ پر کود پڑا)، پھر وہ آدمی اپنی گفتگو کی طرف واپس آ گیا (اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی کرنے لگا)، پس جب اس آدمی کی بات لمبی ہوئی تو کتا دوسری مرتبہ کودا، اور اس آدمی کے حلق کو پکڑا، اور اسے اکھاڑ ڈالا، اس کی وجہ سے وہ آدمی اسی وقت مرگیا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر قریباً چالیس ہزار منگولوں (تاتاریوں) نے مذہب اسلام قبول کرلیا۔ یہ واقعہ سال ۷۲۰ھ میں پیش آیا۔

(الدرالکامنۃ فی اعیان المأۃ الثامنۃ ج۳ ص۱۵۳- مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ- حیدرآباد)